

تشیبانی بالله

یعنی

در رسال و ملفوظات و مکاتبات

Ketabton.com

مرتب

سرمد فاروقی صاحب نقشبندی

حدیث صحیح ۱۲۴۰ فاذا ذكرني في نفسه الخ كما في موطأ مطاب ۸۲

صلوات اللہ علیہ

الرحمن الرحیم

وہو

سین

اور در پیم

۱۸۸- اولیائی تحت صبا لالی لالیو فوج غیری - اللہ است

۱۵۰- سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرستادہ آسم جامع

۱۵۵- در کتب و کتب در آید امت صلی اللہ علیہ وسلم

۱۶۰- کلام حقون شیخ مقبس از شکوہ نبوی

۱۶۲- نخلتے از اخلاق الہیہ و تحقق گشت

۱۶۳- محمد صمد بلا میم مت اور با خاکیان و نسبت

۲۰۸- لغت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۲۱۲- زمین بوس سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

محمد عبد الخفیر قادری و مصنفی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کلیاتِ باقی بالبد

یعنی

مجموعہ کلام و رسائل و ملفوظات و مکتوبات

ترتیب

مولانا ابوالحسن زبید فاروقی صاحب نقشبندی مجددی

و

ڈاکٹر مہربان احمد فاروقی ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی (علیگ)

بہ عانت مکتبہ اوقات مغربی پاکستان

ناشران

ملک دین محمد ایڈیٹرز اشاعت منزل نل و ڈلاہور



طابع _____ ملک محمد عارف

ناشران _____ ملک دین محمد اینڈ سنز

بہ اعانت

محکمہ اوقاف مغربی پاکستان

مقام اشاعت _____ اشاعت منزل، ہیل روڈ، لاہور

مطبوعہ _____ دین محمدی پریس، لاہور

قیمت _____ دس ~~پندرہ~~ روپے ستر پیسے بلا جلد

قیمت مجلد ~~دس~~ روپے ۱۵۰۰



فہرس

۱	دیسپاچہ
	مقدمہ
۷	عبدالحمید یزدانی
	مختصر احوال
۱۷	ابوالحسن ظہر فاروقی دہلوی
	۱ - موقوفات
۴۹	۲ - مکتوبات
۱۴۵	۳ - رسائل
۱۴۷	۱ - در بیان حقیقت نماز
۱۴۹	ب - صورت نماز
۱۵۰	ج - مختصر بیان توحید
۱۵۱	د - معنی اَعُوذُ
۱۵۵	۴ - معنی بِسْمِ اللّٰهِ وَسُوْرَةُ فَاتِحَةٍ
۱۵۹	۵ - بیان سُورَةِ وَالشَّمْسِ
۱۶۴	ز - بیان سُورَةِ اِخْلَاصِ
۱۶۵	ح - بیان سُورَةِ الْفَلَقِ
۱۶۷	ط - بیان سُورَةِ الْاِنْسَانِ
۱۶۹	ی - ترجمہ دُعَائِ قُبُوْتِ
۱۶۹	ک - بیان آیَةِ وَهُوَ مَعَكُمْ آیَةِ اٰیْمَانٍ تَوَلَّوْا فَمِنْ وَجْهِ اللّٰهِ

ل - رسالہ در شرح رباعیات موسومہ بسلسلۃ الاحرارہ

۴ - مجموعہ کلام

۱ - مثنوی قبل از زمان درویشی

ب - مثنوی گنج فقر

ج - ساقی نامہ

د - سلسلہ پیران طریقت

۴ - تاریخ تولد ہر دو پسران مبارک

و - تاریخ تولد خواجہ محمد عبداللہ

ز - رباعیات، فردا

۱۷۲

۱۹۱

۱۹۴

۲۰۱

۲۳۷

۲۴۲

۲۴۸

۲۴۸

۲۵۵

مقدمہ

(محمد عبد المجید بزوانی ریسرچ سکا لرشبہ تعلیم و مطبوعات محکمہ اوقات حکومت خیر پاکستان لاہور)

یوں تو کسی بھی مصنف کی نثری یا شعری تخلیقات کا جائزہ لینا کچھ آسان نہیں ہوتا لیکن مشکل اور بھی بڑھ جاتی ہے جب صاحب تخلیق ایک آگاہ راز ساک، ایک باعمل صوفی اور ایک صاحب مقام ولی و بزرگ دین بھی ہو۔ اور پھر یہ وادی سراپا خازن زابن جاتی ہے جب تبصرہ نگار پیچراں ہونے کے علاوہ ڈرامن رُوسیاہ بھی ہو اور تروامنی بھی وہ نہیں کہ عوامن پُڑویں تو فرشتے وضو کریں۔ بلکہ وہ کہ ذوق عصیاں ہی سرمایہ زلیست اور متاع حیات ہو۔

دریائے معاصی تک آبی سے ہوا خشک

میرا سر دامن بھی ابھی تر نہ ہوا ہمت

پس خواجہ باقی باللہ علیہ رحمت کی تخلیقات کے بارے میں ہماری خامہ فرسائی گویا جگہ سنسائی کا اہتمام ہے۔ اہل جرح کی ناوک اندازیاں ہو گئی اور ہمارا دل و اعذار کہ زخم کھانا اور لذت اٹھانا ہی جس کا منتہائے مقصود ہے۔ کیوں نہ ہوں ہدفِ ناوک بیداد کہ ہم آپ اٹھالالتے ہیں گرتیر خطا ہوتا ہے

سچی تو یہ ہے کہ حضرت خواجہ کی تمام شعری و نثری تحریروں کا پوڑا ایک جگہ میں بھی پیش کیا جاسکتا ہے کہ بیانِ توحید باری تعالیٰ ہی ان کے کلام میں جاری و ساری ہے۔ "اسی ایک گل خوش رنگ کا مضمون ہے جسے انہوں نے سو نہیں ہزار ڈھنگ سے باندھا ہے۔ ہر لفظ ہے مومن کی نئی آن نئی شان

لیکن میں نے ذوقِ حضوری کی خاطر اس حکایتِ لذیذ کو ایک حد تک طول دے دیا ہے۔

حضرت خواجہ کے نگارشات کا جائزہ تنقید و تبصرہ کے عام اصولوں کے تحت لینے کی کوشش سوراہن ہے۔ جہاں مصنف کا مقصد تحریر یہ نہ ہو کہ فصاحت و بلاغت کے دریا بہائے جائیں، انشا پر وازی کے

دکھائے جائیں، نازک خیالیوں اور رنگیں بیانیوں سے ذہنوں کو مخطوط و برونگینہ کیا جائے۔ بلکہ اس کے برعکس جہاں تشریح کے ساتھ شکر کو بھی قصداً ذریعہ ابلاغ ٹھہرایا جائے۔ اور جہاں تخریر ایک خاص اور واضح مقصد کی حامل ہو اور مقصد بھی خالص دینی و مذہبی ہو وہاں نظم و نثر کو جانچنے کے فنی اصول اور تنقیدی پیمانے کہاں ساتھ دے سکتے ہیں۔ جہاں صریحاً خامہ نوائے سروش اور ندائے غیب کا درجہ رکھتی ہو وہاں تبصرہ و جرح کا کیا کام؟ جہاں ہر لفظ پر ایک بھر پور شخصیت کی جھلک آنکھوں کو خیرہ کر رہی ہو وہاں حسن تخریر اور حسن بیان کی حیثیت تو ثانوی بھی نہیں رہ جاتی۔ وہاں تو نگاہیں اسی عکس روح پرور کے خدو خال متعین کرتی رہ جاتی ہیں اور نظارہ جمال کی فرصت بھی میسر نہیں آنے پاتی۔

نظارہ جمال کی فرصت کہاں ملی محفل کا اُن کی جاہ و چشم دیکھتے رہے

پس حضرت خواجہ کی نظم و نثر کا ذکر آپ کی حیاتِ بابرکات سے علیحدہ طور پر نہیں کیا جاسکتا کہ یہ کثرت اسی وحدت میں جلوہ فگن ہے (اور شاید یہی جدید تنقید کا بنیادی تقاضا بھی ہے) بہر حال کیسے کہا کہ بجائے کیا کہا ہمارا اصل موضوع ہے۔

حضرت خواجہ کے حالات و سوانح پر مشتمل کوئی مکمل یا باقاعدہ کتاب ہماری نظر سے نہیں گزری لیوں بہت سی کتابوں میں آپ کا ذکر ملتا ہے لیکن ایک آدھ صفحہ یا زیادہ سے زیادہ ایک باب کی صورت میں مثلاً خواجگان نقشبندیہ کوئی تذکرہ ہے تو اس میں خواجہ کا ذکر جزواً آجاتا ہے، اولیائے کرام پر کوئی تصنیف ہے تو وہاں آپ کا نام مل جائے گا۔ زیادہ تر آپ کا ذکر ان مقالوں، رسالوں یا کتابوں میں ہے جو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے بارے میں لکھی گئی ہیں۔ مرتب کلیات نے زید ابوالخیر کی سوانح باقی باللہ کا حوالہ دیا ہے لیکن لاہور کی کسی لائبریری میں کم سے کم وہ مجھے دستیاب نہ ہو سکی۔ ممکن ہے اس میں سوانح نگاری کا حق ادا کر دیا گیا ہو لیکن اس میں سے جس قدر حوالے مرتب نے دیئے ہیں ان سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ اس قدر مواد تو شاید شیخ اکرام کی تصنیف ”رو کو تریں بھی موجود ہے حالانکہ وہاں بھی خواجہ کا ذکر صرف ایک باب میں ہی کیا گیا ہے۔ بہر حال دو ہفتے کے اندر اندر جس قدر معلومات حاصل ہو سکی ہیں انہی کی روشنی میں یہ مقدمہ ترتیب دیا گیا ہے اگرچہ میری جہالت و نادانی کی تاریکی میں یہ روشنی مدہم ضرور پڑ گئی ہوگی۔

نام و ولدیت آپ کا اسم گرامی محمد الباقی تھا۔ والد ماجد کا نام قاضی عبدالسلام مہر قندری بتایا

گیا ہے اور بعض جگہ قریشی کا لفظ بھی آخر میں لکھا ہوا ہے۔ اکثر وقت آہ و بکا میں گزرتا تھا جس سے خود ان کا صاحب حال ہونا بالکل عیاں ہے۔

یہ عنوان قائم کرتے ہوئے مجھے ندامت سی محسوس ہو رہی ہے نہیں معلوم کہ کسی صاحب نسب کمال کا تذکرہ اس کے نسب و نسل کے بغیر نامکمل کیوں تصور کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اس کی عظمت و فضیلت، کسب کمال کی مرتبہ منت ہوتی ہے نہ کہ نسب کی؟ یہ عنوان مجبوراً اس لئے قائم کیا گیا ہے کہ مرتب کلیات نے اس پر خاص طور پر بحث کی ہے اور لطف یہ ہے کہ آخر میں خود ہی جاتی کا یہ شعر ہی نقل کر دیا ہے۔

بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کُن جاتی

کہ دریں راہ فلان ابن فلان چیزے نیست

بہر حال ثابت یہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ خواجہ صاحب سید نہیں تھے بلکہ ترک تھے کیونکہ آپ کے والد قوم خلیج سے تھے جو ایک تحقیق کے مطابق ترک قوم کی ایک شاخ ہے اور دوسرے دعوے کی رو سے افغان قوم کی ایک شاخ ہے اور خلیجی اسی سے مشتق ہے۔ یوں لفظ خلیج خود ہی خلیجان میں بڑ گیا تو پھر ترک و افغان کا فیصلہ کیونکر کیا جائے؟ اس ضمن میں خواجہ کے وہ اشعار بطور سند پیش کئے گئے ہیں، جو آپ نے اپنے فرزند کی ولادت پر کہے ہیں۔

شکر ہندی و گل ترک زاد

گل شکرے بوالعجبے دست داد

شد شکر آلوہ ہندوستان

بلکہ ز کشمیر گل ز عسدران

در اصل یہ جو استعارہ و تشبیہ کی زبان میں باتیں ہو رہی ہیں، ولادت فرزند پر اظہار مسرت کے طور پر ہیں، ورنہ خواجہ کا مقصد اپنے حسب نسب کی نشاندہی کرنا نہیں ہے۔ کہ یوں تو پھر مادیت سے گزر کر حقیقت تک رسائی اور نفس سے خالی ہو کر حق میں زندہ و باقی رہنے کے تمام دعوے باطل ہو کر رہ جاتے ہیں۔ یہ تو عجیب تضاد ہو گا کہ ایک طرف تو اس فرمان کو مشتعل راہ بنائے کی تلقین کی جائے کہ تم میں وہی برگزیدہ ہے جس کے اعمال اچھے ہیں۔ اور دوسری طرف خلیجی و ترک زاد ہونے پر اظہار فخر کیا جائے، اگر کہیں ان کا سبب سادات ہونا ثابت ہوتا بھی ہے تو وہاں یہ بحث چھیڑ دی گئی ہے کہ سبب نعرنی میں نواسے کو کہتے ہیں پوتے کو نہیں کہتے۔ یہ نہ تصور کیا جائے کہ راقم کو خواجہ کے سید ہونے پر اصرار ہے بلکہ مقصود یہ جتان ہے کہ ہمارے نزدیک یہ بحث ہی سر سے سے بیکار اور غیر مفید ہے اور خود ان صوفیاء کی تعلیمات کے منافی ہے۔

مقدمہ

جن کی زندگیاں انہی بُبانِ رنگ و خون کو توڑنے میں صرف ہو گئیں۔

لقب باقی باللہ حضرت خواجہ کا لقب ہی کہنا چاہیے۔ اور یہ اس لئے ہوا کہ آپ کو اتباعِ کامل کی بڑلت بجز حق سبحانہ تعالیٰ اور کوئی مطلب ہی نہ تھا پس باقی باللہ کہلائے۔ اس کے علاوہ آپ کو پیرنگ بھی کہا جاتا ہے معلوم نہیں کیوں ممکن ہے اس کی وجہ وہ عاجزی اور انکساری ہو جو آپ کی ذات میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھی۔

ولادت و وفات حضرت خواجہ کا سال ولادت ۹۷۱ھ بمطابق ۱۵۶۳ء ہے اور یہی سال ولادت آپ کے عظیم المرتبت مرید و خلیفہ امام ربانی حضرت احمد رضا ندوی مجددِ ملت ثانی کا بھی ہے۔ اللہ اللہ کیا اتصالِ روحانی ہے۔ تیرے جلووں کو دیکھیں اور مرے دل کی طرف دیکھیں

کہاں ہیں اتصالِ موج و ساحل دیکھنے والے

سال وفات ۱۰۱۲ ہجری یعنی ۱۶۰۳ء ہے۔ گویا کل مدتِ حیات کم و بیش چالیس برس اور بس۔

ایک رباعی میں بڑے لطیف پیرائے میں اس کی طرف اشارہ بھی کیا ہے۔

صحرائِ نشیں ز سبیل حذر کن کہ آستیں ترمی کنم بہ گریہ و افشردہ می روم
آں گلبنم بہ باغ تو کز یک نسیم لطفت نشگفتہ ام ہنوز کہ پڑ مردہ می روم

تعلیم و تربیت خواجہ کو ابتدائی سے حصولِ علم کا شوق بحد جنون تھا۔ چنانچہ حصولِ علم کی منزلیں بڑی تیزی سے طے کرنے لگے۔ لیکن ایک مجذوب نے ایک دن بڑے معنی خیز

انداز میں یہ کہہ کر کہہ اور کتر و ہدایہ نتوان دید خدا را

آئینہ دل میں کہ کتابے بہ ازیں نیست

آپ کی دنیا ہی بدل ڈالی۔ اب آئینہ دل کو دیکھنے کی دُھن سوا نہ ہو گئی، اور جاننے کہاں کہاں لئے پھرتی رہی، ایک بقیرادی بھتی کہ چین نہ لینے دیتی تھی۔

بار بار اس کے در پہ جاتا ہوں حالت اب اضطراب کی سی ہے

کتنے ہی بزرگوں کے آستانوں پہ حاضری دی۔ اور کتنی ہی بشادتوں سے سرفراز ہوئے۔ اور آئینہ

لے رو کوثر

دل کو اتنی جلا دی کہ حقیقت کا صحیح عکس اس میں نظر آنے لگا۔ خود لکھتے ہیں۔ ”ہر گاہ ملا متے می رسد در خود می نگریم و یک بد صفتے در خود می یابیم و این اشارت را موعظہ غیبی میدانیم“۔ اللہ اللہ کیا مقام ہے اور کیا آگاہی! اسی خیال کو ظفر نے یوں شعر کا جامہ پہنا دیا ہے۔

نہ تخی حال کی جب ہمیں اپنے خبر ہے دیکھتے اوروں کے عیب و سہن
 پڑی اپنی برائیوں پر جو نطنر تو نگاہ میں کوئی بُرا نہ رہا
 تربیت کے سلسلے میں متعدد بزرگوں سے فیض حاصل کیا۔ مکتوبات میں فرداً فرداً سب کے نام گنوائے
 ہیں۔ لیکن اس ضمن میں ان کی یہ تحریر ملاحظہ ہو :

”..... پیرسہ است، پیر خرقہ، پیر تعلیم، پیر صحبت.....“
 اگر کسی از پیر صحبت بہ راہ صحبت بحال رسیدہ باشد اور اب پیر تعلیم کہ تلقین ذکر
 ازو بگیرد حاجت نبود، مثلاً شخصے کہ منزل رسید بعد ازاں اورا با سب
 خریدن حاجت نباشد۔“

اسی لگن میں سفر و سیاحت کے دوران کہا جاتا ہے کہ خواجہ بہا الدین نقشبند عالم از خود
 رفتگی میں سامنے آئے اور خواجہ صاحب نے ان سے فیض روحانی حاصل کیا۔ یوں بظاہر اگرچہ تعلیم
 ادھوری رہی لیکن یہ ادھوری ہے تو پھر پوری کسے کہتے ہیں!

مادر النہر کے صوفی درویش خواجہ امکانگی نے عالم خواب میں کہا :

خلافت

”ہماری آنکھ تمھاری راہ پر لگی ہے۔“

اور اصفہوں نے خلیفہ بنا کر آپ کو ہندوستان بھیجا۔ اسی خرقہ خلافت کو حاصل کرنے کے لیے
 بعض مریدوں کی عمریں گزر جاتی ہیں اور ایک وہ ہوتے ہیں کہ خود پیر و مرشدان کا انتظار کیا کرتے
 ہیں۔ یعنی یہ صورت خود خواجہ باقی باللہ اور حضرت مجدد کی پیری و مریدی اور عطا ئے خرقہ
 خلافت کی تھی کہ خلافت عادت خواجہ نے حضرت مجدد کو اپنے ہاں قیام کی دعوت دی،
 اور پھر اور بھی زیادہ خلافت معمول استخارہ کیے بغیر ان کو مرید کیا۔ اور سلوک کی منزلیں دواڑھائی
 ماہ میں طے کرا دیں۔ اور اس کا اعتراف بحال عقیدت حضرت مجدد نے خود بھی کیا ہے۔

ورودِ ہند

حضرت خواجہ کی چہل سالہ حیاتِ بابرکت کا ہتھم پانٹھان واقعات
کا سرزمینِ ہند میں نشرِ لانا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ انہیں

یہاں خاص طور پر بھیجا گیا تھا۔ ہماری مراد اس بشارت و اشارت سے ہے جو حضرت خواجہ
کو ہندوستان آنے کے سلسلہ میں ہوئی تھی۔ ہمارے جدید نقاد و محقق اپنی تحریروں کو زیادہ سے
زیادہ سائنٹیفک بنانے کی دھن میں اس پہلو سے ذرا گریز کرتے ہیں۔ لیکن یہ بھول جاتے ہیں
کہ یوں تو ایمان بالغیب کی ساری عمارت ہی دھڑام سے نیچے آ رہے گی۔ جب ہم ان دیکھے
خدا، نادیدہ فرشتوں اور وحی و الہام پر عقیدہ رکھتے ہیں تو کشف و کرامت اور اشارت و بشارت
کے ذکر سے کیوں شرمائیں؟ حقیقی نائبانِ رسول سے دنیا کب خالی رہی ہے مصلحین کے زندہ
نمونے ہی تو سنتِ الہی کو ہمیشہ زندہ رکھتے ہیں۔ پس اس نظامِ ظاہری کے علاوہ کوئی تو
نظام اور بھی ضرور ہے کہ انسانیتِ فخرِ مذلت میں گر کر پھر سے کھوٹے ہوئے راستوں کو پالیا کرتی
ہے۔ اور سیاہ خانے پھر سے منور ہو جاتے ہیں۔ ثبوت و دلیل اور برہان و استدلال کے علاوہ
ایک اور شے بھی ہے جسے وجدان کہتے ہیں اور یہی وہ طاقت ہے کہ عقل جس کے آگے سپر ڈال
دیتی ہے ہم اس موضوع پر خواجہ کی شاعری کے باب میں اظہار کریں گے تاہم یہاں خود خواجہ کی
تحریروں میں سے دو ایک اقتباسات ایسے پیش کرتے ہیں جن سے صاف ظاہر ہے کہ ان
کی زندگی میں بشارت و اشارت کو کتنا دخل تھا۔ شیخ تاج کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

”دیگر سیدِ نجاتی کہ اور ترقی دارد، چوں در خدمتِ شما است چه حاجت
کہ ایس جا بیا بد۔ اگر از غیب اشارتے برسد و ناچار باید آمد آں چیزے و گراست
من کیم لیلی و لیلی کیست من“

ایک شخص کو تحریر فرماتے ہیں:

”پیش ازیں بیک روز یک نوع اشارت شد بانکہ اہمال در توجہ بجانب

شما نکینیم و از ہمیں جا غائبانہ نیز بہت بر ترقی شما بر بندیم، بتوفیق اللہ تعالیٰ

تقصیر نخواہیم کرد۔“

آگے چل کر لکھتے ہیں:

— اشارت خواجہ بزرگ برائیں است کہ شمارا دریں وقت تنہا نگزاریم، ہر چند کہ ازیں جانب غافل نیستیم، چہ توای کرد کہ مارا حس دم شما ساختہ اند۔“

ان مثالوں سے جہاں ہمارے لفظ نظر کی وضاحت ہو جاتی ہے وہاں حضرت خواجہ کی (مقاماً) بلند پر فائز ہونے کے باوصف (سکینتی طبع کفنی روح پرورد مگر وقت انگریز سے سبحان اللہ کہ ہے ہیں اس کی روحانی تربیت لیکن کہتے ہیں خود کو اس کا خادم — !

مزید وضاحت کے لیے یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ حضرت کا ہر معاملے میں استخارہ کرنا تو ہر تذکرہ و تاریخ کی رُو سے ثابت ہے۔ وہ بھی تو اسی سلسلے کی کرطی ہے۔ پھر غایت انکساری کے علاوہ ان کی ایک خاص بات ”سنراحوال“ ہے یعنی چھپاتے تھے ان باتوں کو — آخر کچھ تو تھا جسے چھپاتے تھے! اور راز کو راز رکھنے کے لیے مکشوفات کو ہمیشہ خواب سے تعبیر کیا کرتے تھے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ دین و ایمان کی بنیاد ہی معجزات و خوارق پر ہے بنا مگر یہ مقصود ہے کہ یہ باتیں معدوم یا کالعدم نہیں ہیں — اگرچہ صرف انہی پر دار و مدار کرنا بھی ضروری و مناسب نہیں لیکن یہ کہ ان کی حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا — ورنہ خود خواجہ نے مولانا روم کا یہ شعر اس ضمن میں نقل کیا ہے —

موجب ایمان نباشد معجزات

بوتے جنسیت کسند جذب صفات

بہر حال خواجہ کو حضرت اکنگنی نے خلافت کا خلعت خاص اسی لیے بخشا تھا کہ وہ ہندوستان جا کر اصلاح حال پہ توجہ دیں۔ اور وہ خاص مشن حضرت احمد سرہندی کی تربیت کرنا تھا جن کے فیض سے آگے چل کر کتنے فتنوں کا سدباب ہونا تھا۔ اچانچہ حضرت خواجہ وفات سے چند سال قبل ہندوستان میں آئے، کچھ عرصہ کشمیر اور ایک سال کے قریب لاہور میں رہے اور بالآخر دہلی پہنچ کر قلعہ فیروز شاہ میں تا دم آخر مقیم رہے۔ اس قلعہ کی فیروز شہی کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہوگا کہ یہی وہ مرکز تجلیات تھا جو حضرت امام ربانی کے لیے تجلی گاہ ایمان و ہدایت بنا۔

مکمل و مفصل سوانح کی کمیابی |

حضرت خواجہ کے مکمل سوانح حیات اور مفصل حالات زندگی اس لیے پیش نہیں کہہ سکتے ہیں کہ ہندوستان

میں ان کی آمد زندگی کے آخری حصے میں ہوئی۔ اور وہ بھی اس وقت جب عہد اکبری کے مشہور مورخ وفات پا چکے تھے۔ خود انھوں نے اپنے حالات تحریر کرنے کے بجائے تبلیغ و اشاعت دین پر زیادہ زور دیا ہے۔ پھر یہ کہ ان کی مدت حیات بھی بہت مختصر رہی ورنہ شاید یہ پہلو اس قدر نشہ نہ رہتا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کے مرید و خلیفہ کی شہرت اس درجہ ہوئی کہ لکھنے والوں کی زیادہ توجہ ادھر ہی رہی اور خواجہ کا ذکر ان کے ساتھ ہی محض جُزواً یا ضمناً کیا جانے لگا۔ اور پھر ایک ایسے صوبائی بائبل کے حالات زندگی کا سراغ لگانا آسان بھی تو نہیں کہ جس نے ظاہری سے زیادہ باطنی منزلوں طے کی ہوں جن کا علم سوائے اس کی ذات کے کسی کو مشکل ہی سے ہو سکتا ہے۔ درویشانہ زندگی تھی۔ دربار سے منسلک ہونا درکنار، اس سے ہمیشہ کنارہ کش رہے اور شانِ استغنا کا یہ عالم کہ خان خانان نے ایک لاکھ کی رقم حج کے لیے بھیجی تو خفا ہوئے اور فرمایا کہ یہ فقیر کی شان کے خلاف ہے۔ نواب مرتضیٰ خاں جو عموماً شیخ فرید کے نام سے مشہور ہیں امرائے وقت ہیں خاص درجہ کے مالک تھے لیکن خواجہ کے غلام بے دام تھے اور تحفظ دین کے لیے جو کچھ انھوں نے کیا خواجہ ہی کے فیض و برکت کے طفیل تھا۔ جس طرح ان امرائے بے نیاز تھے ویسے ہی بادشاہ کی انجلیس کوئی پروا نہ تھی۔ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

”ابنِ جماعت کہ مصاحبِ ائمہ ایشیاں را نیز در صحبت دیگران فرستیم و خود

بجز دہاشیم، مرضی بہست یا نہ اندیشہ بادشاہ را در حنا طربا رہند۔“

یہ الفاظ درحقیقت بڑے معنی خیز ہیں اور ممکن ہے ایک تازہ ترین بحث کے سلسلے

میں کچھ کام آسکیں۔ ہم اس کا مختصر ذکر یہاں کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔

حضرت خواجہ جب دہلی پہنچے تو اکبری کفر و الحاد کا فتنہ

زوروں پر تھا اور دین الہی کا دہرا اکبری میں طوطی بول رہا

اکبری فتنہ کفر و الحاد |

۱۔ رد و کوثر ۲۔ تذکرہ اولیائے نقشبند ۳۔ توپیر مجدد العت ثانی کی گردن

جہانگیر کے سامنے کیونکر جھک سکتی تھی؟ ۴۔ حیات مجدد

تھا۔ یہاں ذہن میں یہ سوال ابھر آتا ہے کہ حضرت خواجہ نے اس فتنہ کے قلع قمع کے لیے کیا کیا؟
مجدد الف ثانی نے جو کچھ کیا تاریخی طور پر اس کا تعلق عہدِ جہانگیری سے ہے۔ تو کیا خود اکبر کے عہد میں
یہ بزرگ خاموش تماشائی ہی تھے۔۔۔۔۔ اس سلسلے میں ابوالکلام آزاد نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے
کہ اکبری کفر و الحاد کا قلع قمع انہی بزرگوں نے کیا۔ لیکن شیخ اکرام نے روڈ کوٹ میں اس نظر پر کی
صحت سے انکار کیا ہے اور لکھا ہے کہ اکبری فتنہ کا خاتمہ خود اکبری عہد کے امر اہی نے کر دیا تھا۔
کیونکہ عوام میں یہ دین مقبول تھا ہی نہیں، صرف خواص تک محدود تھا اور ان سے حضرت خواجہ کے
اور ان کے بعد حضرت مجدد کے خاصے تعلقات تھے اور وہ لوگ ان کی تعلیم و ہدایت سے
بہت متاثر تھے اور جو کچھ کیا انہی کی ہدایت پر کیا۔ اور یہی وجہ تھی کہ اکبر کے مرنے کے ساتھ
ہی دین الہی کی بھی موت واقع ہو گئی، حال ہی میں پروفیسر فرمان صاحب نے حیاتِ مجدد میں
اکرام صاحب کے بیان کی پُر زور تردید کی ہے اور ایک طویل بحث اس سلسلے میں کی ہے جس میں
تفنی دبر ہی استدلال سے کچھ زیادہ ہی ہے۔ خصوصاً جہانگیری کا ذکر بہت جذباتی انداز میں کیا گیا
ہے۔ بہر حال فرمان صاحب کا یہ کہنا سچا ہے کہ :

”اکبر کے مرنے کے ساتھ دین الہی کا خاتمہ ہو گیا تھا لیکن اکبر کی حکمتِ عملی سے
ملک کے اندر جو بے دینی اور بدعت کی ہوا چلی تھی وہ آندھی سے طوفان اور
طوفان سے سیل بے ہنگام بن چکی تھی اور اکبر کے مرتے ہی اس نے اپنی تندی کو
تڑک کر کے سکون نہیں اختیار کر دیا تھا۔“

یہ بیان جہاں بالکل درست ہے وہاں غیر شعوری طور پر مصنف روڈ کوٹ کے خیال کی تائید و
تصدیق بھی کرنا نظر آ رہا ہے۔ کہ یہی بات تو وہاں کہی گئی ہے کہ حضرت مجدد نے ”آگے چل کر“
اکبر کی پھیلائی ہوئی بدعتوں کا قلع قمع کیا اور عہدِ جہانگیری کے رافضی رجحانات کا سدباب کیا۔
اکبر کی زندگی میں اگر کوئی بات ہوئی ہوتی تو تاریخی بالکل خاموش نہ رہتیں، شیخ عبدالحق محدث
اور شاہ ولی اللہ جیسے عظیم بزرگ سکوت اختیار نہ کرتے اور خود جہانگیر حضرت کی ذات سے
پوں بے خبر نہ ہوتا جیسا کہ توڑک کے اندراجات سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس ضمن میں کچھ عقیدت مند

نے یہ واقعہ ضرور بیان کیا ہے کہ اکبر نے دربار سجایا، اس میں دین الہی کی بڑی ظاہر کرنے کے لیے مقابل میں دربار محمدی بنایا، جو بالکل ویران سا دکھایا گیا تھا لیکن حضرت مجدد وہاں گئے اور پھر ایسی آندھی چلی کہ دین الہی والا دربار تہ و بالا ہو گیا اور ہر چیز جڑ سے اکھڑ گئی، خود اکبر زخمی ہوا اور انہی زخموں سے اس کی موت واقع ہوئی۔ اور دربار محمدی بالکل صحیح سلامت رہا۔ اگر یوں ہوا ہوتا تو جہانگیر حضرت مجدد کی نشان میں یوں گستاخی کا مرتکب نہ ہو سکتا تھا۔ اکبر جیسے طاقتور مطلق العنان بادشاہ سے بزرگ شمشیر نیٹنا بہر حال صوفیائے کرام کا کام نہ تھا جس کا اظہار بلا تکلف حضرت مجدد نے اپنے مکتوبات میں کیا ہے۔ لیکن جو لوگ اس کے اہل ہو سکتے تھے وہ امرائے دربار ہی تو تھے اور ان لوگوں پر یقیناً حضرت مجدد کا ہی نہیں بلکہ خواجہ کا بھی اثر تھا۔ اور آپ ہی بزرگوں کی صحبت کا فیض تھا کہ وہ لوگ کفر والحاد کے سیل بے پناہ کو روکنے میں کامیاب رہے۔ اور پھر خواص و امراء کے علاوہ حضرت مجدد نے عوام سے رابطہ قائم کر کے وسیع پیمانے پر ردِ بدعت کا اہتمام کیا اور اسی تجدید و احیاء ہر یکے باعث وہ مجدد الف ثانی کے جلیل القدر مرتبہ پر فائز ہیں۔

ہم اصل موضوع سے مکتوب اس دور ہو چکے ہیں۔ (اس موضوع پر ہم کسی علیحدہ مستقل تصنیف میں بحث کریں گے) ہم یہ بتا رہے تھے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ کا ورود ہند ہی ان کی جیسا مقدس کا ہنرم نشان واقع ہے۔ اس کے تین پہلو ہیں۔ سب سے پہلا تو یہی جس پر ہم مختصراً تخریر کر چکے ہیں کہ قضا و قدر نے انہیں جس کام پر مامور کیا تھا وہ تھا حضرت احمد سرہندی کی تربیت کرنا۔ دوسرا یہ کہ حضرت سرہندی کے مشن کی بنیادی نشست خود رکھنا یعنی امراء و خواص سے تعلقات قائم کر کے اکبری الحاد و کفر کی بیخ کنی کرنا اور تیسرا یہ کہ سلسلہ نقشبندیہ کا سر زمین ہند میں رائج کرنا کہ آپ کی تشریف آوری سے قبل یہاں صرف اس کا نام ہی سنا جاتا تھا۔ باقاعدہ اس کی ترویج و ترقی حضرت ہی کا کارنامہ ہے۔

مندرجہ بالا تینوں کارناموں میں سے عظیم ترین کارنامہ حضرت مجدد الف
کارنامہ عظیم ثانی کی تربیت ہی ہے۔ حضرت خواجہ کو اس کا تخریر کی انجام دہی سے

قبل ہی معلوم تھا کہ احمد سرہندی آگے چل کر کیا ہونے والے ہیں ایک مکتوب کے وہ مشہور الفاظ جو مجدد سے متعلق ہر مقالہ و تصنیف میں درج ہیں ملاحظہ ہوں :

..... "بہ آں می ماند کہ چراغے شود کہ عالم با از روشن گردند" —

اور یہ پیش گوئی کہ اب اسے پیشین گوئی کہنا چاہیے عرفاً و فہماً درست ثابت ہوئی کہ اس دور الحاد و ضلالت میں حضرت مجدد اور ان کے خلفاء و فقہا ہی کے باعث شمع ایمان و ہدایت پھر سے روشن ہوئی۔ اور پھر اس ایک شمع سے کتنی ہی شمعیں روشن ہوتی چلی گئیں۔

پک چراغ است دریں خانہ کہ از پر تو آں
ہر کجای نگر می انجمنے ساختہ اند

اور خود اس شمع نے کسب نور خود حضرت خواجہ ہی سے کیا۔ رسمی طریقہ سے یعنی محض کتابی و درسی سلسلہ تعلیم و تعلم کی صورت میں تو برسوں کی مدت درکار ہوتی ہے لیکن یہاں کل مدت دو ڈھائی ماہ سے زیادہ نہیں تھی کہ تمام منزلیں مرشد کامل نے طے کرادیں۔

یہ فیضانِ نطنز تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزند می

کیا کیا روز تھے جو اشاروں اور کتابوں ہی میں سمجھا دیے کہ راہ سلوک و معرفت کا کوئی گوشہ مرید باصفا کی نظروں سے نہاں نہ رہا۔ اور رشتہ کی استواری کا کیا کہنا کہ خواجہ نے خود اپنے فرزند ان ارجمند کی تربیت کا کام حضرت مجدد کے سپرد کیا اور حضرت خواجہ نے مرشد کی طرح اس حقیقت کے اعتراف سے کبھی گریز نہ فرمایا کہ اُممھوں نے جو کچھ حاصل کیا مرشد زادوں کے والد بزرگوار سے ہی کیا۔ ایک مکتوب میں کہ دونوں شاگردوں کے نام ہے تحریر فرماتے ہیں : (ترجمہ)

"یہ فقیر سر سے پائل تک آپ کے والد بزرگوار کے احسانوں میں غرق ہے فقیر نے اس طریقے میں رلف بے کاسبق انہی سے لیا ہے..... اور ان کی توجہ شریف نے اس ناقابلِ کور و اڑھائی ماہ میں نسبتِ نقشبندیہ تک پہنچایا ہے۔"

فروتنی اور انکساری کا یہ وہی انداز ہے جو اس سلسلہ طریقت کا طرہ امتیاز ہے، حضرت خواجہ کے

۱۔ حیاتِ مجدد پر فقیر فرمایا۔

انکسار کی چند مثالیں ہم اُدپرے چکے ہیں، اسی طرح سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم بزرگ حضرت خواجہ عبدالقادر
 احرار بھی مولانا جامی کا اتنا خزام کرتے تھے کہ ان کے نام اپنے خطوط کو "عوضداشت" سے موسوم
 کرتے تھے بلکہ بار بار فرمایا کرتے تھے کہ "خراسان میں تو آفتاب موجود ہے (یعنی جامی) لوگ اسے
 چھوڑ کر ماوراالنہر کے چراغ کے (یعنی میرے) پاس کیوں آتے ہیں۔"

لیکن سچے مرشد و رہبر کی طرح جہاں ضرورت ہوتی وہاں مرید کو سختی سے بھی منع فرمانے
 کی مثالیں موجود ہیں۔ چنانچہ حضرت مجدد نے جب منزلِ راہ سلوک میں ایک مرتبہ ایک رباعی
 حضرت خواجہ کو لکھ کر بھیجی تو خواجہ نے ان الفاظ میں اظہارِ ناخوشی کیا:

"..... دیگر آن رباعی ملحدانہ کہ نوشتہ بودند در غایت سفاہت است۔

حاشا کہ قائل آن مقبولے باشد ز منہار، ادب نگہدار بید کہ کارخانہ الہی محل استغناء

و غیرت است۔"

وہ رباعی یہ تھی۔

اے دروغا کہیں شریعت ملتِ انسانی است

کفر و ایمان ہر روز لٹے آئے آبیائی است

ظاہر ہے کہ اس میں وحدت الوجود کا رنگ بے راہروی کی حد تک غالب ہے اور یہ خواجہ کے

غلافِ مسک تھا۔ (جس پر ہم ابھی بحث کریں گے)

یہاں یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ آگے چل کر مجدد نے

وحدت الوجود کی بجائے وحدت الشہود کا جو نظریہ پیش کیا

نظریہ وحدت الشہود

راج کیا وہ دراصل خواجہ سی کی رہنمائی و تعلیم کا نتیجہ تھا۔ تصوف کی تاریخ پر بحث ہمارے موضوع سے

خارج ہے لیکن موضوع چونکہ بہر حال متعلق اسی بیان سے ہے لہذا یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ لفظ صوفی

بعض کے نزدیک "صفا" سے مشتق ہے کہ درآن صورت اس کے معنی صفائی قلب کے ہیں، بعض

کہتے ہیں کہ لفظ صوفی ہی کثرت استعمال سے صوفی بن گیا، کوئی کہتا ہے کہ اصحابِ صفہ سے محبت

کرنے والے یا صفِ اول میں رہنے والے صوفی کہلائے، کسی کا خیال ہے کہ صوف (پسینہ)

پہننے والے صوفی کے نام سے مشہور ہو گئے۔ وجہ تسمیہ کچھ ہی ہوا کرے یہ بہر حال مسلم ہے کہ لفظ

اسلامی کا وجود ابتدائے اسلام ہی سے تھا۔ اور اس پر عربی میں قدیم ترین کتاب التلمیح ہے جو ابوالنصر سراج کی تصنیف ہے، فارسی میں دستیاب ہونے والی سب سے پرانی کتاب حضرت علی ہجویری کی کشف المحجوب ہے۔ مولانا عبدالماجد دریا بادی نے ایک باقاعدہ تصنیف کی صورت میں مختلف کتب تصوف کا حال قلمبند کیا ہے۔ اور جامی کی مشہور تصنیف لوائح کا ذکر اسی سلسلے کی ایک کڑی کے طور پر کیا ہے۔

پس تصوف کا وجود تو شروع سے ہے لیکن ہوایہ کہ آہستہ آہستہ اس پر عجمی خیالات ویدانت تصورات اور یونانی افکار پوں اثر انداز ہوتے گئے کہ بات کہیں سے کہیں جا پہنچی اور وحد الوجود کی وہ تفسیریں اور تاویلیں کی گئیں کہ "شرعیات" کی پابندی غیر ضروری قرار دی جانے لگی اور حسب یہ چیز شاعروں کے ہتھے چڑھی تو شرعیات کا مذاق اڑایا جانے لگا، حالانکہ :

"قدما صوفیہ طریقت اور شرعیات کو الگ الگ خیال نہ کرتے تھے بلکہ شرعیات کی تکمیل ہی کا دوسرا نام طریقت تھا۔"

حضرت جنید بغدادی کا قول ہے کہ "ہمارا یہ علم (یعنی تصوف) احادیث نبوی کا پتھر ہے" لیکن مدعیان وحدت الوجود نے معاملہ کچھ کا کچھ کر دیا۔ شرعیات سے بے نیازی یہاں تک بڑھی کہ کلمہ طیبہ بھی پورا پڑھنے کی توفیق یا ضرورت نہ رہی۔ کوئی جزو اول پہ اکتفا کر رہا ہے تو کوئی جزو اول کے بھی نصف اول یعنی کالہ ہی کو کافی سمجھتا ہے، اور کوئی کلا ہی کہنے پر مصر ہے۔ اور دلیل ہر صورت میں یہی کہ وجود واحد ہے لہذا باقی سب کچھ ڈھونگ ہے۔ لیکن یہ بات یکسر پس پشت ڈال دی گئی کہ آخر وجود واحد نے یہ کائنات جو تخلیق کی تو اس کا بھی تو کوئی سبب ہوگا۔ کوئی مقصد ہوگا، اگر کچھ بھی نہیں تو پھر جزا و سزا، جنت و دوزخ، نیکی و بدی، فرق جن و انس و ملک، اور خود صوفیاء کے مراتب قطب و ابدال و ولی، سب باطل ہو کر رہ جاتے ہیں، یہ تو خالص حقیقی (وجود واحد) کی صناعتی و تخلیقی پہ چوٹ ہوئی تو کھ لٹین و ایمان! دراصل راہ سلوک و طلب میں ایک مقام ایسا آتا ہے کہ اسے تمام حیرت سے موسوم کیا گیا ہے۔ اس میں سالک پہ کچھ ایسی بے خودی و حیرانی طاری ہو جاتی ہے کہ دامن صبر و ضبط ہاتھ سے چھوٹ

چھوٹ جاتا ہے لیکن یہی وہ بھٹی ہے کہ اس میں خاشاکِ غیرِ اللہ کو مچھونک کر خود آگاہی کا گندن تیار ہوا کرتا ہے۔

لیکن اگر حیرت و تجربہ دستورِ غالب ہے تو مجذوبیت ہی حدِ فاصل بن جاتی ہے۔ تاہم یہاں بھی وہ لوگ صاحبِ مقام ہوتے ہیں جنہوں نے اس کے لیے کم سے کم ریاضتِ نوکی اگرچہ منزل پہ نہ پہنچ سکے۔ مگر اصل بد نصیبی وہ ہے کہ جب یہ چیز تجربہ کی بجائے فلسفہ بن کر جاہل و بے عمل صوفیوں تک پہنچی تو انہوں نے دینِ برحق کو بالکل مضحکہ خیز بنا دیا اور نتیجہ سوائے گمراہی و ضلالت کے کیا ہو سکتا تھا؟ اور یہ بات بھی ابتدا ہی سے شروع ہو گئی تھی۔ چنانچہ ابوالنصر سراج نے صوفیوں کی مختلف اقسام شمار کرائی ہیں:

۱۔ صوفی : جو مادیت سے گزر کر حقیقت تک رسائی حاصل کر چکا ہو اور اپنے نفس سے خالی ہو کر حق میں زندہ و باقی ہو۔

۲۔ منتصف : جو مجاہدہ کر کے یہ منزلیں طے کر رہا ہو اور کوشش کر رہا ہو۔

۳۔ مستصوف : جو محض جاہ و جلال اور مال و دولت حاصل کرنے کے لیے یہ ڈھونگ بچائے ہوئے ہو۔

اور پھر کہتے ہیں (ترجمہ) "صوفی صاحبِ وصول بود و مستصوف صاحبِ اصول و مستصوف صاحبِ فضول۔"

اور پھر کیا خوب فرمایا کہ:

"صوفی وہ ہے جو نہ خود کسی چیز کا مالک ہو اور نہ کوئی اس کا مالک ہو۔" لہ

یہ وہی مضمون ہے جسے اقبال نے یوں بیان کیا ہے: "غلام اور انہ او کس را غلام۔"

بات پھر کچھ دور نکل گئی۔ مقصود بیان یہ ہے کہ بنیادی طور پر ہر چیز کے دونوں نظریات اثبات

توحید سے متعلق ہیں لیکن خالق و مخلوق خصوص اللہ اور بندے کے رشتہ و تعلق کے بارے میں

دونوں میں بعد المشرقین ہے۔ پہلی صورت (وحدت الوجود) میں عر عشرتِ قطرہ ہے دریا میں فنا ہونا

بہت ترقی کی تو قطرہ "انا البحر" پکارنے لگتا ہے اور خالق و مخلوق کا امتیاز ہی سرے سے مٹ

لہ تصوف عبدالماجد دریابادی۔

جاتا ہے اور عملی نتیجہ رہبانیت یا فرار کے سوا کچھ برآمد نہیں ہوتا۔ اور تخلیقی کائنات کا نہ کوئی مقصد باقی رہ جاتا ہے نہ معانی! بس یہی کہ "رام تیری سیلا ہے"۔ لیکن بصورتِ دیگر (وحدتِ الشہود میں) اللہ اور بندے کا خاص رشتہ ہے اور پابندیِ شریعت اس رشتہ کی استواری کا ذریعہ ہے۔ یہاں "ہمہ اوست" کہہ کر سکون بے عملی اور "کسے را با کسے کارے نباشد" کی فضا پیدا کرنے کی خواہش نہیں ہوتی بلکہ "ہمہ از اوست" کا لغزہ لگا کر جوش، حرکت و عمل اور "رونی ہنگامہ احرار" بننے کی دعوت دی جاتی ہے۔ یہاں توکل سے مراد سعی و کوشش سے گریز نہیں بلکہ عرکشت کن پس تکبہ بر جبار کن کی تلقین کا نام ہے۔ یہاں "عالم حلقہ دام خیال" نہیں ہے بلکہ سعیِ سپہم کے ذریعے حیاتِ جاوداں کی تلاش کا نام ہے۔ یہ ہمہ گیری مسلکِ نقشبندیہ ہی میں دکھائی دیتی ہے اور ہندوستان میں اس کی وسیع پیمانے پر ترویج اگرچہ حضرت مجددِ الف ثانی کا کارنامہ ہے، لیکن اس کی تخم ریزی کا فرض خواجہ باقی باللہ ہی نے انجام دیا۔ اور اگرچہ آپ خود تادیر "وحدت الوجود" کے حیرت خانے میں بھی رہے لیکن اس وقت بھی آپ "وحدتِ الشہود" کی طرف مائل ضرور تھے۔ اور "انا الحق" کا لغزہ آپ کے نزدیک تب بھی "نا بیدائی" کی دلیل تھا۔ چنانچہ شیخ تاج کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

"اما از اختلاط بصوفیان جاہل اخترانمائی ہر گاہ کلمہ لا الہ الا اللہ را بگوئی در دل بنیدیشی کہ نیست معبود غیر او، بدانکہ ہرچہ محبوب و مقصود تست ہماں معبود تست و ہرچہ ہوائے تست خدائے تست پس بر تو باد کہ سعی کنی کہ اولاً حضرت خود را در توبے تو ظاہر سازد تا چون راں مقام استقامت بیابی، ہم تفصیل او در ہم بے ہمہ اور با بی و حق را از باطل اینبار وہی نہ آنکہ چون نا بیدایاں ہمہ را خدا دانی و خدا گوئی۔"

ایک اور مکتوب میں فرماتے ہیں:

"وصیتِ دیگر آنکہ باہر کہ در باطن او طلب معرفت الہی نیست صحبتِ نداری و از علما دنیا کہ علم را وسیلہ جاہ و نفس خروزبان آوری ساختہ اند چنان اجتناب نمائی کہ آدمی از شبیر۔"

نقش بندی سلسلے کی تاریخ مرتب کرنا ہمارا موضوع نہیں۔ یہاں
طریقہ نقشبندیہ | صرف اشارہ یہ بتلانا مقصود ہے کہ صرفیائے اس سلسلے اور

دوسرے سلسلوں میں فرق کیا ہے؟ چنانچہ اس کا انتہائی مختصر ذکر ہم یوں کریں گے:

۱۔ سلسلہ نقشبندیہ میں کون سی باتیں نہیں ہیں؟

ب۔ کون سی باتیں اس میں ہیں؟

ج۔ جو باتیں ہیں انہیں خواجہ باقی باقث نے کس طرح بیان کیا ہے؟

(۱) ۱۰ چلہ کشی نہیں (۲) سماع نہیں (۳) قبور پر روشنی، خلاف باچادر اندازی کا سلسلہ

نہیں (۴) سجدہ تعظیمی جس میں قدم بوسی وغیرہ شامل ہے، یہاں ممنوع ہے (۵) مرید

خواتین کو بے پردگی کی اجازت نہیں (۶) "انام الحق" کی گنجائش نہیں (۷) رہبانیت

اور جوگ یا سنیاس کی حاجت نہیں (۸) نمود و نمائش کی ضرورت نہیں۔

(ب) (۱) پابندی شریعت کو اولین درجہ حاصل ہے (۲) "انام عبدہ" کے مقام تک پہنچنے کی

تلقین ہے (۳) آداب زیادہ اور ریاضت کم ہے (۴) کمالات نبوت کو مشعلِ راہ

بنا کر زندگی گزارنے کی تعلیم ہے (۵) وحدت الشہود کے مقام تک براہ شریعت

پہنچنے کی تلقین ہے (۶) جذب و مستی کی بجائے حرکت و عمل پر زور دیا گیا ہے۔

(ج) خواجہ باقی باقث نے مندرجہ بالا تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی کس طرح تلقین کی ہے۔

یہی ہمارا اصل موضوع ہے۔ اس ضمن میں کچھ عبارتیں آپ کے مکتوبات سے اقتباسات

کی صورت میں اُدپر دی جا چکی ہیں۔ یہاں کچھ اور اقتباسات مختصر عنوانات کے تحت

درج کیے جاتے ہیں جن سے خواجہ صاحب کی تعلیمات کے ساتھ ساتھ ان کے

انداز نگارش کا بھی اندازہ ہونا جائے گا (اگرچہ اسے انشا پر وازی یا نثر نگاری کے

نام نہاد اصولوں کے تحت چنانچہ سو ادب اور صریح گستاخی ہے ہمارا اشارہ صرف

ان کے لب و لہجہ کی گھلاوٹ و شیرینی گفتار کی طرف ہے)۔

اس ضمن میں مختصراً اُدپر عرض کیا جا چکا ہے اور خود خواجہ کی تحریروں سے

کچھ عبارتیں مثال میں نقل بھی کی جا چکی ہیں۔ مہر حال مزید وضاحت کے

تصوف

یہ حضرت خواجہ کے کچھ اور ارشادات درج ذیل ہیں:

انخفائے حال

راہ سلوک میں "سنتر احوال" یا "انخفائے راز" ایک ضروری شرط ہے لیکن خواجہ صاحب اس کے قائل ہونے کے باوجود یہ چاہتے ہیں جس قدر حالات دوسروں تک بغیر خطرہ پہنچائے جاسکیں ان سے گریز نہ کرنا چاہیے کہ اصل مقصد تو زیادہ سے زیادہ لوگوں کو مستفید کرنا ہے۔ شیخ تاج کو لکھتے ہیں:

"خبر بسیار است کہ نوشتن آن حسالی از خلیفے نیست التماس آن است کہ بہر تقدیر بقدرے کہ تو اں نوشت بنویسند۔"

لا الہ الا اللہ

اس سلسلے میں تین مختلف تفسیرات و توضیحات کا پتھر پتھر پیش کرتے ہیں:

۱۔ لا مؤثر فی الوجود الا اللہ

۲۔ لا معبود الا اللہ

۳۔ لا موجود الا اللہ

"اما مذہب اصح یہاں است کہ لا مؤثر فی الوجود الا اللہ"

آگے چل کر فرماتے ہیں:

"معرفت را اقسام و مراتب بسیار است . . . اصل کار بر توحید است بودن است"

مخلیبت و وجود

جب آپ نے پوچھا گیا کہ کائنات کو عکس صفات قرار دیا گیا ہے تو پھر عکس تو وجود ہی کا ہوتا ہے لہذا حق تعالیٰ کی ذات کا بھی کیا مخلیبت و وجود لازمی ہوا۔ آپ نے جواب دیا:

"مخلیبت انصورت ذات نیست کہ مخلیبت لازم آمد بلکہ محل آن وہم است چنانچہ"

صورت منتقش در آئینہ نہ درون او نہ برون او است اما وہم حکم می کند

یعنی بقول مولانا کے روم ۷

سیر نہیں اس است اندر زیر و ہم فاش اگر گوئم جہاں بر ہم زخم

کہ بروئے آئینہ است۔"

محبت ذات

"محبت ذات از اہل شہود کسی راست کہ غرض خودش در میان نباشد چنانچہ بعضی ازین بہت دوست دارند کہ از مشاہدہ اولذاتی و سرری ریشیاں پیداشود"

روزہ

"روزہ دشتن در صفت حق سبحانہ آمدن است چوں و تعالیٰ و تقدس از اکل و شرب منزه است۔"

قیام لیل

"قیام لیل نیز در صفت حق سبحانہ در آمدن است چوں و تعالیٰ و تقدس منزه از نوم است۔"

مقام فنا

ایک جگہ "فنا" کے معنی نہایت عمدگی و وضاحت سے بیان فرمائے ہیں کہ اس سے مراد یہ نہیں کہ اپنے جسم کو مٹا دیا جائے یا آزار پسندی و اذیت طلبی کو شعار بنا لیا جائے اور اپنے آپ کو دونوں جہان سے فارغ تصور کر لیا جائے وغیرہ۔ بلکہ یہ کہ :

"..... از فنا فنائے صفات بشریت می خواہند..... از ایشان نہ نام

ماند نہ نشان ہرچہ بہ ایشان نسوب بود تمام بہ اصل خود رسید این مقام تمام

باشد است۔ گویا اصل تمام "فنا فی اللہ" نہیں بلکہ "بعا باللہ" ہے۔"

حاصل سلوک

فرماتے ہیں: "حاصل سلوک تفصیل آنست کہ تہذیب اخلاق حاصل

شود چوں این معنی حاصل شد سلوک تفصیل کردن تحصیل حاصل است۔"

گویا اگرچہ راہ و راہ محبت کا حقد حافظ ہے

اس میں دو چار بہت سخت مقام آتے ہیں

۱۔ خواجہ بیدرد سے سٹ جائیں ایک آن میں کثرت نمایاں + ہم آئینے کے منہ جب تک کے ہو کریں

۲۔ یہی وہ تعلیم و فلسفہ ہے جسے اقبال نے تفصیل کے ساتھ اپنے کلام میں پیش کیا ہے۔

تاہم راہ سلوک سے مراد اسے طے کرنا ہے نہ کہ اس میں "کھوجانا" وہاں سے کچھ حاصل کرنا ہے نہ کہ ہر چیز کی نفی کر دینا۔ اور نفی کا تصور ہے بھی تو کچھ اس طرح ہے:

نفی

"سخن خواجہ احرار است کہ ہر چہ دیدہ شد و دانستہ شد ہمہ غیر است بگمہ کا
از ان نفی می باید کرد۔ بدانکہ باین منزہ و تقدس ہر کجا موجود است۔"

وحدت شہودی

چنانچہ آگے چل کر حضرت مجدد الف ثانی نے جو "وحدت الشہود" کا باقاعدہ نظریہ پیش کیا ہے اس کی تعلیم بھی درحقیقت مرشد ہی نے دی تھی کیونکہ خود ان کے ہاں یہ بحث کئی جگہ نظر آتی ہے خصوصاً آپ کے مکتوب ۶۱ میں کافی وضاحت سے اس پر اظہار خیال فرمایا ہے:

"مشرپ شیخ علاء الدولہ سمنانی وحدت وجود نیست آری شہود ایشان شہود اکمل است، فرق آنست کہ جماعتی از علما اشیارا معدوم خالیجے می دانند و ظہور ایشان را در خارج چوں ظہور صور در مرآت می گویند و می جوہر کے رائی دانند و حضرت شیخ باوجود قوت شہود و ارتفاع آل اشیا موجود خارجی می گویند... اور آگے چل کر مکتوب ۶۲ میں کہ ۶۱ سے بھی طویل تر ہے پوری طرح کھول کر مسئلے کو بیان کیا ہے اور یہ وضاحت کی ہے کہ وہ جو منازل سلوک میں سالک کے مُنتہ سے "وحدت الوجود" وغیرہ کے الفاظ نکل جاتے ہیں وہ دراصل عالم حیرت میں ایسا ہوتا ہے جو مختلف منازل میں سے صرف ایک درمیانی منزل ہے "آخری منزل نہیں ہے۔ اس کی توجیہ یوں فرماتے ہیں:

"غالب بریں سالک حیرت است نہ آنکہ صور عالم را وہم و خیال گوید۔"

انہی الفاظ کو آگے چل کر مجدد نے یوں بیان کیا ہے کہ:

"مقام وحدت الوجود سالک کو ابتدائے سلوک میں پیش آتا ہے... اس کے

بعد مقام وحدت شہود منکشف ہوتا ہے جو شرع کے عین مطابق ہے۔"

پابندی شریعت

تو گویا اہل چیز پابندی شریعت ہے جس کا مطلب سیدھے
ساتھ الفاظ میں یہ ہے کہ احکام باری تعالیٰ کی تعمیل و

پیروی کو مقصد نسبت قرار دیا جائے کہ یہی راہ راست راہ نجات اور صراطِ مستقیم ہے۔ اور
سلسلہ نقشبندیہ کا یہی کارنامہ ہے کہ اسی ضابطہ حیات پر کاربند رہنے کی تعلیم مسلمانوں کو دی
۔ بلکہ یہ کہ اس کی یاد دہانی کرائی کیونکہ بات نئی نہ تھی۔ صرف یہ کہ عام لوگوں کو بھول گئی تھی وہ
کسی اور راستے پر جانکے تھے انھیں اس راستے پر لانا مقصود تھا جو درحقیقت پیغمبر پاک صلی اللہ
علیہ وسلم نے دکھایا اور بتایا تھا۔ اسی تجدید پر بیان و فاکے باعث حضرت احمد سرہندی کو
مجدد کہا گیا اور خود مجدد کو نور حقیقت حضرت خواجہ باقی باللہ کی معرفت حاصل ہوا چنانچہ

ملاحظہ ہو ایک مکتوب میں خواجہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

”ایں طبقہ در غایت غیرت و نازک اند۔ شما کتب محققین مطالعہ کردہ اید طریقہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم با بیچ تفاوتے طریقہ ایشان است، اخفا و عدم

ابتیاز از خلق، شکستگی و متواضع بودن و خود را در دائرہ عوام انداختن، اکتفا

بستن معادہ نمودن و با سبب ظاہر تو سلی نمودن طریقہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم است

پس حضرت خواجہ کے نزدیک اصل تصوف و سلوک یہی ہے کہ اپنے ہر فعل کو اسی سائے میں ڈھالا

جائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر ہی مومن کا ہاتھ

اللہ کا ہاتھ بن جاتا ہے۔ اور پھر دنیا کی کوئی مصیبت مصیبت نہیں رہتی اور کوئی فتنہ خوفِ خطر

کا موجب نہیں رہتا۔ فرماتے ہیں:

اربابِ رضا

”اربابِ رضا را بلائیت و ربلائی ماند و کراہت و در نظر ایشان نیست ازاں

جہت کہ فعل حق سبحانہ است۔“

لیکن دیوانگی و جنون کی گنجائش یہاں بھی نہیں ہے کہ خود بقول خواجہ:

”کالیبت شریعہ مربوط بعقل است“

تاہم عقل کا غلام ہو جانا بھی درست نہیں کہ اصل مقام بقول خواجہ یہی ہے کہ

”از علم گذشتیم و معلوم رسیدیم۔“

اہل سنت والجماعت

یہ الفاظ خواجہ کی تحریروں میں کئی جگہ نظر آتے ہیں۔ یہی ان کا مسلک ہے اور اسی پر کار بند رہنے کی تعلیم انھوں نے ہر جگہ دی ہے۔ اسی کو باعثِ فخرِ جاہ ہے اور اسی کو سب سے بڑی نعمت گردانا ہے۔ ایک جگہ خواجہ عبید اللہ احرار کا قول نقل کیا ہے کہ :

”اتباع حضرت رسالت علیہ من الصلوٰت اطہار و اعتقاد اہل سنت والجماعت

و نسبت باطنی خواجگان بہتر از نعیم عالم است۔“

اسی طرح سورہ فاتحہ کے معانی بیان کرتے ہوئے صراطِ مستقیم کی تشریح میں فرماتے ہیں :

”اجماع صادقان و متحققان است کہ صراطِ مستقیم صراطِ اہل سنت و جماعت

است۔۔۔۔۔“

اور اہل سنت سے ان کی مراد وہ لوگ ہیں جو سنتِ رسول پر کار بند ہیں نہ کہ قبروں اور پیروں کی پرستش کرنے والے! خلافِ شرع تو کسی فعل کی یہاں سرے سے گنجائش ہی نہیں شرعیعت کے بارے میں خواجہ نے حضرت جنید بغدادی کا یہ قول نقل کیا ہے —

”پیش من شراب خوردن بہ از حالے کہ مانع رکنے از ارکانِ شرعیعت باشد۔“

مسلمانی

بعض جگہ خواجہ نے چند لفظوں میں مطلب بیان کیا ہے کہ بس کوزے میں دریا بند کر کے رکھ دیا ہے۔ اور وہ الفاظ بوں معلوم ہونے لگتے ہیں گویا جگہ نہیں کوئی ضربِ المثل ہے۔ مسلمان کی کیا ہے؟ اس پہ کتا ہیں لکھی جاسکتی ہیں، لکھی گئی ہیں اور لکھی جاتی رہیں گی لیکن اس سے زیادہ ان میں کیا ہوگا جو خواجہ نے چند لفظوں میں کہہ دیا ہے۔ فرماتے ہیں :

”مسلمانی گردن نہادن است احکامِ الہی را۔“

توبہ

اسی طرح توبہ کے بارے میں قولِ جنید نقل کیا ہے کہ بیسیوں متفائلوں پہ بھاری ہے :

”توبہ آں است کہ گناہ را فراموش کنی۔“

رزقِ حلال

اس بات پر خاص زور دیا ہے کہ نغمہ حرامِ حلق سے نیچے نہ اترنے پائے۔ اب اگر غور کیا جائے تو یہی کوشش انسان کو انسانِ کامل بنا سکتی ہے۔ جب حرام نہیں کھانا تو حرام کرنا کہاں باقی رہے گا۔ سارا وجود ہی حرام کے تصور سے پاک ہو جائے گا۔ فرماتے ہیں:

..... "آں نکند کہ ہرچہ از حلال و حرام یابند خورد و بیج پاک بدارند"

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"سعی و کوشش ناکند کہ نغمہ حرام و منسقبہ خوردہ نشود"

رشتہ آمید

چونکہ خواجہ کا توکل توکلِ کامل ہے لہذا ما بوسی و نا امیدی کا ان کے ہاں گزندک نہیں ہے اور ہمیشہ پر امید رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔ نواب مرتضیٰ خاں کو ایک خط میں لکھتے ہیں:

..... "العرض رشتہ آمید را بیج وقتے از دست نمی باید داد"

یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی شاید کہ نگاہ سے کند آگاہ نباشی

کہ خدائی

اسلام میں رہبانیت یا بجزرہ کی نو گنجائش ہی نہیں۔ لیکن ہر چیز کے دو پہلو ہوتے ہیں کہ خدائی جہاں ضروری ہے وہاں اس کے کچھ تاریک پہلو بھی ہیں۔ اس سے بہر حال یہ مراد نہیں کہ اگر کچھ ایسے پہلو بھی ہیں تو اسے ترک ہی کر دیا جائے۔ خواجہ نے اس ضمن میں عام اذہان کی آگاہی کے لیے اس کے ضرر بھی گنوائے ہیں لیکن ساتھ ہی ان کا مذاک بھی بیان فرما دیا ہے یعنی یہ تعلیم نہیں دی کہ شادی کی ہی نہ جائے۔ (آپ کی خود دو بیویاں تھیں) بلکہ مریدوں کی اس ذہنی الجھن کو دور کر دیا ہے کہ متماثل زندگی کی ممکنہ خرابیوں سے کیسے نجات حاصل کی جائے۔ فرماتے ہیں:

"کہ خدائی سے ضرر دارد... ضرر اول بنفس عائد شود چہ نفس را باعث شہوات

پیدا اند۔۔۔ علاجش آنکہ در شہوات کامرانی نگرود و عنان اختیار کشیدہ

تر دارد۔

ضرر ثانی بدل راجح گردواں بر طرف نشدن یقین است
 علا جش آنکہ غم روزی نباید خورد کہ رزاق علی الاطلاق ضامن عباد شدہ است
 لیکن اس علاج کے ساتھ ہی یہ تشریح بھی فرمادی کہ توکل کہتے کسے ہیں، یعنی ایسا نہ ہو کہ
 "غم روزی نباید خورد" سے لوگ یوں مطمئن ہو جائیں کہ ہاں پاؤں توڑ کر ہی بیٹھ جائے کہ توکل نجیاً
 کرنے لگیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"توکل نہ آنست کہ ترکی اسباب کنند، بنشینند، چہ این سو را دبی است بلکہ اقا
 بسبب مشروع مثل کتابت وغیرہ می باید کرد و نظر بسبب می باید انداخت
 کیا عمدہ شرح ہے مولانا روم کے اس شعر کی۔
 گر توکل می کنی در کار کن کشت کن پس تکبیر بر حسب ار کن
 اس کے بعد لکھتے ہیں:

"ضرر ثالث بر روح راہ یابد و علا جش آنکہ میل مفراط بصوت
 جمیلہ پیدا نکند چہ کسیکہ درین نشاء بعشق صورت مبتلا ماند تا ابد در حجاب
 عظیم است۔"

اور پھر جامی کا یہ شعر کہ حسب حال ہے نقل کیا ہے۔
 آہنگ جمال حبا ودانی دارم حسنے کہ نہ جاوداں از دبیزارم

خوارق

اگرچہ عقیدت مندوں نے بہت سی کرامات خواجہ سے منسوب کی ہیں لیکن آپ خود اس کو
 کوئی اہمیت نہ دیتے تھے مقصود تو آدمی کو انسان بنا لینے نہ کہ کچھ اور؟ خواجہ کی یہی شان
 ہے کہ وہ آدمی ہونے کے لئے سنت رسول و احکام الہی کے لئے پابند تھے کہ عمر بھر اسی راہ پر
 گامزن رہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا کرامت ہو سکتی ہے؟ ایسے ہی ایک جگہ مذکور ہے کہ
 ایک نابائی نے روٹی کے دام لینے کی بجائے یہ خواہش ظاہر کی کہ مجھے باقی باشد بنا دیں "چنانچہ
 آپ اسے بھرے ہیں لے گئے اور باہر لائے تو وہ نابائی ہو ہو خواجہ ہی معلوم ہو رہا تھا لیکن بے
 پناہ روحانی تصرف سے زندہ نہ رہ سکا۔

۱۔ تذکرہ اولیائے نقشبند

واللہ اعلم بالصواب۔ لیکن "ستراحوال" میں اس کا شمار کیونکر ہوگا؟

یہیں تو اس سلسلے میں سرسید احمد خاں کا وہ جملہ البتہ یعنی برصداقت معلوم ہوتا ہے جو آثارالصنادید میں اصفیوں نے خواجہ کے مزار کا ذکر کرنے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ:

"اسی فیض و برکت آپ کے مزار سے ہے کہ جس کا کچھ بیان نہیں۔ باوصف تالیف آفتاب کے آپ کا مزار ہمیشہ سرد رہتا ہے۔"

خواجہ کے متعلق یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ بعض خاص مقامات کے سفر سے منع بھی فرمایا کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں اصفیوں نے جو

سفر میں خراسان

وجہ پیش کی ہیں۔ اس سے ان کی قوت مشاہدہ اور تجزیاتی شعور کے علاوہ اس وقت کے معاشرے کے ناقص درسوم خام کاپتہ بھی چلتی ہے اور انسانی فطرت و نفسیات سے آگاہی کی دلچسپ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اس کا ذکر ایک روایت کے مطابق یوں ہے۔

"وازو سفر منع می کردند، از سفر خراسان چه اوقات آنجا اکثر بے احتیاط بودہ لاجرم بمریدان ضرر می کرد و از مقصود باز میداشتند، و از سفر میں چه آنجا حسن بسیار است، تا ناگاہ گرفتار حسن نشوند و از راه باز نمانند۔"

ایک مرتبہ دیدن حسن و سماع نغمہ کے بارے میں جب سعدی کے اس مصرعے پہ خواجہ کی رائے معلوم کی گئی تھی کہ اس حنیف نفس است و آل قوت روح! تو فرمایا "ہر دو از یک عالم است" اس کی تشریح (لکھنے والے نے) کیا خوب کی ہے:

"یعنی گرفتار نفس را از ہر دو و حنیف نفس حاصل است و رہائی یافتہ از قید نفس را از ہر دو قوت روح۔"

ان اشاروں کے علاوہ آپ نے تفصیل سے بھی اس موضوع پر روشنی ڈالی ہے اور مسلک نقشبندیہ کے مطابق اسے "نامناسب طریق" قرار دیا ہے۔ مکتوب ۱۱ میں طویل بحث اسی ضمن میں کی گئی ہے۔ فرماتے ہیں:

"سماع مقبول سماع روحانی است کہ سماع معانی باشد، اما سماع طبعی کہ سماع

نغمہ است محل اختلاف است۔ عامۃً علما حرامش می دانند، و جمع مشاعر و
 مقام علاج تجویزش کرده اند نہ آنکہ اودا از قربات دست زد و الہی گویند۔۔۔۔۔
 ”لیکن مبتدی را اہل آمل نمی دانستند چہ ہنوز ارباب قلوب و اہل محبت نشدہ
 طبیعتش بر ہمہ نغمہ می اندازد و از معانی کلمات و ذوق آں بے بہرہ می ماند۔“
 ”۔۔۔۔۔“ و جمع دیگر ہر چند کہ مباحث می دانند اولی ترکش را می گویند۔“

پھر اس سلسلے میں کچھ اقوال پیش کیے ہیں :

قول خواجہ بہا الحق — ”نہ این کاری کنم و نہ انکاری کنم۔“

ابو یزید بسطامی کہے بارے میں لکھتے ہیں کہ ”مکر وہ می داشت استماع نغمہ را“
 اسی طرح بیشتر اولیاد اقطاب کہے بارے میں لکھتے ہیں کہ ”ایشان قائل سماع نغمہ نیستند و سماع متقی نغمہ
 را دین خالص نمی گویند و ترک او نموده اند۔“

اور آخر میں فرماتے ہیں :

”حاصل آنکہ سماع نغمہ قطعاً مناسب طریق مانیست۔“

یہاں خواجہ نے صاف صاف اپنا فیصلہ دے دیا ہے اور کسی تاویل کی کوئی گنجائش باقی
 نہیں رکھی۔ سماع روحانی، سماع معانی اور معانی کلمات سے خواجہ کی جو مراد ہے وہ بالکل واضح
 ہے یعنی بعض اشعار یا اقوال کے الفاظ ہی نغمے کا کام کر جاتے ہیں اور منزل میں رسائی تک
 مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

ایک جگہ یہ شعر نقل کیا ہے :

ہماں جفاکش و سردر کند و پریشیم

ہماں شکستدل و درویش و مسکینیم

اور لکھا ہے :

”ابن بیت جملہ مارا از اظہار مخزوفات خاطر فارغ ساخت۔“

کس طرح سے اس شعر کا ہر ہر لفظ رنگ و پے میں سرایت کر گیا
 ہوگا جو آپ نے مندرجہ بالا الفاظ میں اس کا رد عمل تحریر فرمایا

پسندیدہ اشعار

ہے! بتا دیے ہیں سماع روحانی و سماع معانی، کہ اسی قسم کی ”فراغت خاطر“ خواجہ کو بعض اور

اشعار سے بھی حاصل ہوئی ہے کیونکہ ان کی نثر میں ان کے پسندیدہ اشعار جابجا نظر آتے ہیں اور موقع و محل یہ یوں صادق آتے ہیں کہ خود پڑھنے والا بھی جھوم اٹھتا ہے۔ شیخ تاج کو ایک مکتوب میں "سلام مشتاقانہ" کے بعد لکھتے ہیں :-

صد ملک دل بہ نسیم نگاہ می تو اں حسدید
خوبای دریں مسالہ تقصیر می کنند

ایک جگہ اپنی پسندیدہ رباعی تخریر کی ہے :-

عشقی آمد و شد چون غم اندر گداز پست
تاکر در اتمی دگر کرد ز دوست

اجزا وجود من ہمہ دوست گرفت
نامی است زمن برین باقی ہمہ دوست

عمدہ و شستہ مذاق شعری کی ایک مثال یہ شعر بھی ہے جو خواجہ کے ہاں درج ہے :-

در عشقی تو معروفم از وصل تو محروم
گرگ دہن آلودہ یوسف ندریدہ

نثر میں جہاں بھی خواجہ اس قسم کے عمدہ شعر استعمال کرتے ہیں وہاں ان کا عام طرز تخریر بھی بدل سا جاتا ہے۔ بعض جگہ تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ

طرز خاص

ابوالکلام آزاد نے اپنا مخصوص انداز بیان یہیں سے لیا ہے۔ مثال کے طور پر ایک مکتوب کے یہ جملے ملاحظہ ہوں:

"میں بے سعادت بے دولت و شرمناک کردہ را شرم می آمد کہ نام عزیزان خود

برم....."

"حاصل آنکہ دل با پاروتن در کاری باید بود، تصوف یکسو نگرستین و یکساں زبیتن

است....."

اسی مکتوب میں ایک جگہ یہ شعر بھی کام میں لائے ہیں :-

من از تو ایچ مرادے و گرنمی خواہم
ہمیں و شدر بکنی کز خودم جب دانکنی

آپ کا ایک اور پسندیدہ شعر ملاحظہ ہو :-

ما گرفتاریم و بر مانا وکب بسید اوریز

سنبیل و گل بر کسار مردم آزاد ریز

کلام منظوم

اب ہم حضرت خواجہ باقی باللہ کے ان ارشادات کا ذکر کرتے ہیں جو آپ نے زبان شعر سے ہم تک پہنچائے ہیں، وہی مضمون معرفت ہے جو انگور کے محل سے نکل کر شیشہ خانہ میں آگئی ہے۔ واردات قلبی کا بیان جب شعر کے قالب میں ڈھل جاتا ہے تو اور بھی زیادہ پُر تاثیر ہو جاتا ہے؛ رہروانِ راہ سلوک کو خار زارِ نثر میں آبلہ ہائے پاکے ٹوٹنے سے جو لذت حاصل ہوتی ہے وہ مسلم، لیکن چمن زارِ شعر کی بوٹے عطر بیز سے مشامِ جاں کو جو فرحت ملتی ہے، وہ بہر جا چیزے دگر ہے۔ حضرت خواجہ نے جن باتوں کا اظہار نثری تحریروں میں کیا ہے، کم و بیش وہی مضامین کلام منظوم میں بھی ادا ہوئے ہیں۔ ہر دو کا ذکر کجا بھی عین ممکن تھا، مثلاً نثر میں جہاں ہم نے تصوف کا عنوان قائم کیا ہے وہیں پر خواجہ کے وہ اشعار بھی درج کیے جاسکتے تھے جو اس ضمن میں اضمحصول نے ارشاد فرمائے ہیں۔ لیکن ہم نے دستہ یہ یاب اس سے علیحدہ رکھا ہے کیونکہ کہنے والے نے انھیں یکجا نہیں کیا تو ہم یہ جسارت کیوں کریں کہ ہمارے نزدیک یہ بھی سوادِ ادب ہے۔

ثنوی خواجہ کا بیشتر کلام ثنوی کی صورت میں ہے۔ اور یہی وہ صنفِ سخن ہے جو صوباً میں خاص طور پر مقبول ہے۔ ردیف و قافیہ کی مسلسل پابندی، رموزِ سلوک کے بیان میں برداشت ہو بھی کہاں سکتی ہے؟ مختلف ثنویاں مختلف موضوعات پر ہیں لیکن سبچ پوچھیے تو صرف عنوانات ہی مختلف ہیں ورنہ مرکزی موضوع تو وہی ایک ہے۔ عموماً بحر بھی ایک ہی ہے صرف ایک دو ثنویاں دوسری بحر میں ہیں۔

اشد اللہ کیا آغانہ سے شعر اول ہی سخن گو کے اندازِ فکر کا غماض ہے۔
خامہ کلیدِ بیت در انجمن من گنج دو عالم ہمہ در مشت من

وہ مضمون جسے ایک غزل گو شاعر نے یوں بانڈھا ہے۔

دیوانی عشق

از سر بالین من زخیزاے نادان طبیب
در دست عشق را در و بجز دیدار نیست

خواجہ کے ہاں یوں بیان ہوا ہے ۔

بے خبری از من و کردار من رو کہ نہئی عسدم اسرار من
شعلہ دیگر بہ سپرا غم رسید باد مسیحا بہ دماغم رسید

صوفیانہ لب و لہجہ اور رمز و کنایہ نے مضمون کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے ۔

رہنوی گنج فقر میں عشق حقیقی کی مختلف کیفیات و واردات کا ذکر
تسلسل سے کیا ہے اور ہر جگہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ بتی ہے

رموز عشق حقیقی

کہیں بھی جگہ بتی بار و بیت محض کا احساس نہیں ہونے پانا اور ہر جگہ کیسے کہ
یہی تو ساکب بانجیر کا طرہ امتیاز ہے، محض مسائل تصوف کا بیان تو کسی کو ولی نہیں بنا دیتا، بہاد
شاہ ظفر نے غالب کے اس شعر پر یہ

یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا
کیا خوب کہا تھا کہ ”ہم تو جب بھی یوں نہ سمجھتے“ بڑی سے بڑی تعلی بھی کارگر نہیں ہو سکتی جب تک
کہ متازل سلوک واقعی طے نہ کی گئی ہوں۔ چنانچہ خواجہ کا بیان ملاحظہ ہو کہ واردات واقعی کی نشاندہی
کر رہا ہے ۔

شوم در قدر دیربائے الہی امانت دار دیربائے الہی
ز آشوب دماغم پر خستہ گئے خود را صدف بنیم گئے در
گئے زین ہر دو بالا تر گزینم صفات حسد را در خود بینم

اسی رنوی میں آگے چل کر کس خوبی سے فقر و عشق کے اختلاط و اتصال کا
ذکر کیا ہے اور کس طرح ناکامی و نامرادی کو ایک پسندیدہ چیز بنا دیا ہے کہ

فقر و عشق

ہزاروں کامرانیوں کو اس پر قربان کرنے کو جی چاہتا ہے ۔

کہ طغیاں را دریں کشور گزر نیست درخت عشق را بجز فقر بر نیست
چو عشق از نامرادی آب گسید برو سندی رہ نایاب گسید

دوسرے شعر میں دعویٰ کا متضمن دلیل ہونا بھی ملاحظہ ہو۔ اور پھر یہ نہیں کہ برومندی کو کالعدم ہی قرار دیا ہو۔ وہ ہے اور ضرور ہے لیکن وہ نہیں جس کے لیے عاشقانِ خام کا نظر پارتے ہیں بلکہ ہے

دریں بستان بود نخل برومند دل آگاہ و حبان آرزو مند
لیکن بر بجز خون جگر نیست گلے جز حنا و حسرت و زلفِ نیست

یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ عشق حقیقی سے صوفیا کی مراد کیا ہے۔ عشقِ رسول اور عشقِ خدا ہی ان کی معراج ہے۔ اسی لیے وہ بیانِ عشق میں بہت سی سیڑھیاں چڑھنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے اور ایک مختصر سی تمہید لطیف کے بعد ذکرِ حبیب شروع کر دیتے ہیں۔ مثنوی "استفادہ و تربیت معنوی" میں لکھتے ہیں:

زبانم زین تلفظ گرچہ بند است سرم بخواست صید این کند است
دل اندر شرم و جان سرگرم این است کہ جاناں رحمت العالمین است

اور اپنی خام کاری کو کس انداز سے "تمام" کے برابر قرار دینے کی درخواست حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتے ہیں۔

مرا گرچہ سدا سرکارِ حنا نام است
تمام دال کہ این سودا تمام است

"ساتی نامہ" میں ساتی سے خطاب کرتے ہوئے عشق کی فضیلت عقل پر ظاہر کی ہے، یہ وہی فلسفہ ہے جسے اقبال نے بڑی تفصیل کے ساتھ آگے چل کر پیش کیا ہے۔ لیکن خواجہ نے اشارہ و کنایہ ہی میں سینکڑوں باب بیان کر دیے ہیں۔

عقل این سخنم نہ می پذیرد کز روز شبے سپہ بہرہ گیرد
سن بستے تو در دماغ دارم از عقل کنوں سراغ دارم

اور پھر بھول بھلیاں میں کھوجانے سے گریز کرتے ہوئے جلد ہی بعد شرابِ مطلوبہ کی قسم بھی بیان کر دی۔

۱۰ ہزار بار بشوئم و ہن ز مشکِ گلاب ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

ساتی مے نقشبند پیش آر من صید توام کند پیش آر
 شاید یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ یہ مے نقشبند وہی مے عشق رسول ہی ہے۔
 اسی بیان میں آپ کا وہ شعر بھی آتا ہے کہ جہاں استعارہ نے عجیب کیفیت پیدا
 کر دی ہے۔

ساتی برسوں شراب نابے من حبلہ شہم تو آفتابے
 مصرعہ ثانی میں جو لطف ہے وہ شاید اقبال کے اس شعر میں بھی نہیں ہے۔
 تو میری رات کو نہ سب سے محروم نہ رکھ تیرے پہانے میں ہے ماہ تمام اساتی
 خواجہ باقی باللہ نے مولانا روم کے تشبیح میں رموز عشق کی وضاحت کے
 لیے حکایات سے بھی کام لیا ہے۔ لیکن پیر روم کے ہاں جو لطافت
 و شگفتگی بیان ہے وہ خواجہ صاحب کے ہاں نہیں اور بیان بالعموم خشک و بے رنگ سا ہے
 تاہم کہیں کہیں یہ خوبی بھی نظر آ رہی جاتی ہے۔ مجاز سے حقیقت تک پہنچنے کے لیے جن راہوں سے
 گزرا پڑتا ہے اور جن باتوں کو ترک کرنا پڑتا ہے ان کا بیان وہ خوبی سے کرتے ہیں۔ زلیخا کا ذکر بار بار
 مثال کے لیے نظر آتا ہے اور بعض جگہ روانی اور بے ساختگی نے معافی میں بلندی کے علاوہ بیان
 میں بھی جوش پیدا کر دیا ہے۔

زلیخا چوں لوائے یوسف افزاشت	نخست از بیقراری پردہ برداشت
ز خواب و خوردنارغ شد وجودش	تمنائے حُب ز این در سر نبودش
کہ از کس شنود نامے و جائے	زند در جستجویش دست و پائے
چو از نور یقین بے ہوش می گشت	ہر یوسف دست در آغوش می گشت
عروسِ غیب می گفتش کہ اے مست	چہ حاصل شد از بس سیرتہی دست
ہماں در گامِ اول با تو بودم	تو ہر لحظہ خود را می نمودم
اور پھر اس حسین گریز کے بعد کہ	
بلے ہر ذرہ مشتاقِ جمال است	ہر سرا زوئے اتصال است
فرماتے ہیں۔	

بناگہ جذبِ عشقش کارگر شد ز کنعاں ماہِ کنعانی بدر شد
 مصرۂ ثانی میں ماہ اور بدر اور بدر اور بدر ہیں رعایتِ لفظی کا بے ساختہ پن لطف سے
 خالی نہیں۔ حافظ تو یوسف کے "حسنِ روز افزوں" کے بارے میں جانتے تھے کہ ظر
 عشق از پردہ خلوت بروں آرد ز لیخارا

لیکن خواجہ صاحب کا "ز کنعاں ماہِ کنعانی بدر شد" اس سے کہیں زیادہ کاشف
 الحقائق ہے۔ اس کے بعد خود بینی و خود آرائی کے متوں کو توڑ کر خدا بینی کی تلقین کا انداز ملاحظہ
 ہو کہ از خود تمام حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ ز لیخا نے ابھی اپنے آپ کو فنا فی المحبوب تو
 نہیں کیا تھا بلکہ وہ تو خود بینی و خود آرائی کا سہارا لیے ہوئے تھی۔ لیکن جب تک بہت نہ
 ٹوٹے معشوق بچتا تک رسائی کیونکر ممکن ہو سکتی تھی چنانچہ کہتے ہیں۔

سبب می دیدیم حسام کارش بناز و عشوہ می بردا اختیارش
 حسد ماں گردی و آسینہ بینی خود آرائی و رسم ناز بینی
 خلل می داد آسین طلب را زیاں می کرد عشق بواجب را
 نمودنش کہ سنگ را بہت اینست نظر بند دل آگاہ بہت اینست
 تو بند سیر و یوسف بند سیر ازیں نا جنسیت سرد است بازار
 عرض تعلیم غیش کرد تا ناید
 پایہ پایہ تا ایوان توحید

متفرقات

درستی فقیر سے سوادِ لوجہ فتنہ م ناگزیر است
 شکستِ دل درستی فقیر است

خلوت و انجمن

ہے ہماں در انجمن خلوت گزیدن ز آسید نشان مندی رہیدن
 در آن خلوت کہ جسم و جاں نگنجد بحسد نظارہ جانان نگنجد
 لے غامے واکر دیے ہیں عشق نے بند نقابِ حسن غیر از نگاہ اب کوئی حائل نہیں رہا

تسلیم و رضا

سر تسلیم بنہم نیک و بد را
بر اندازم ز خود بنیاد خود را

مرگِ اختیارِ

مرگِ اختیارِ راہ بردم زمردن بیشتر خود را سپردم

امید

حضرت خواجہ نے یاس و نومیدی کی تعلیم ہرگز نہیں دی۔ بلکہ ہمیشہ پر امید رہنے کی تلقین کی ہے اور ہمیں سے ان کا راستہ اہل فرار سے الگ ہو جاتا ہے۔ وہ امید کو عکس جمالِ یار اور شمعِ سیہ خانہ قرار دیتے ہیں اور زندگی و زندہ دلی پر زور دیتے ہیں۔

شرط طلب است امید بستن	نومید نمی توان نشستن
امید سر بر کار وارد	عکس ز جمال یار وارد
امروز درین رباط فنا فی	دارم بہ امید زندگانی
شمع کہ درین سیاہ خانہ است	امید وصال آن یگانہ است

وجدان

علمِ یقین، عینِ یقین اور حقِ یقین کے معنی بیان فرماتے ہوئے وجدان پر زور دیا ہے۔ یہ وہی مضمون ہے جسے قبائل نے اپنے رنگ میں سمجھانے کی کوشش اپنے کلام میں کی ہے۔ خواجہ کہتے ہیں۔

محقق شد ازین علم مسلم کہ وجدان بر طلب آمد مقدم
اور اقبال نے جو "خوش را دیدن" (۱) ز نورِ خوشنیتن (۲) ز نورِ دیگرے اور
(۳) ز نورِ ذاتِ حق کی تدریجی منازل جاوید نامہ میں شمار کرائی ہیں انہیں خواجہ نے بھی الگ الگ بیان کیا ہے مثلاً ایک مقام کا ذکر یوں کیا ہے۔

خواجہ وردہ

موت کیا کہ فقیروں سے نیچے لینا ہے مرنے سے آگے ہی یہ لوگ تو مر جاتے ہیں

دل از خود شید و حدت فور گیرد
 ویریں راہ ہر کہ انوار خدا یافت
 وجودش حسب سگی مذکور گیرد
 بہ تحقیق انتہا در است دریافت

منزل اول حجاب

شہود و دست پہاں ہر لے است
 لے انگند بر جاننش حجاب لے
 ہوا کے وصل ہر بے حاصلے است
 گرفتار بہر خاک کے د آب لے

منزل ثانی حیوت

شدرہ بنیاد ہیں دیوانہ گشتن
 پئے ہر رنگ و پو طفلانہ گشتن
 اور یہی وہ منزل ہے جو وحدت الوجود کہلاتی ہے کہ مستی و قلندری و مجذوبیت اسی کے
 مقامات ہیں اور عارف کا بھی درجہ بھی یہیں سے شروع ہوتا ہے لیکن وحدت الشہود کی منزل
 بہر حال اس کے بعد ہی آتی ہے۔

منزل آخر و وحدت الشہود

چو در نور شہود از خود بر آید
 سعادت را درے دیگر کشاید
 بگرد و حاصل بار امانت
 بیار د آں امانت بے خیانت
 اصل کام تو اس بار امانت کا اٹھانا ہے کہ جسے آسمان، پہاڑ اور زمین کوئی بھی نہ اٹھا سکا اور
 قرعہ فال اس مثبت خاک کے نام پڑا مگر یوں کہ اسے اشرف المخلوقات بنا دیا اور
 در آں مشہد بفتہ آرام یابد

ب: تکاپو

اس کے بعد تکاپو کے دوام ہی اوائے فرض کی بہترین صورت ہے۔ خواجہ
 فرماتے ہیں۔

نقیں آں دید و آں شورش از اں سوست
 ویریں مسکن نموے از لگا پوست

ج: رازِ ملی مع اللہ

اور اس کے بعد ہی وہ منزل ہاتھ آتی ہے جسے فنا فی اللہ کے بجائے خواجہ نے بقا باللہ کا نام دیا ہے۔ کہ وہاں پہنچ کر اسے حضوری حاصل ہو جاتی ہے اور رمز "لی مع اللہ" سے آگاہی بھی ہے۔

چوں گرد و خستہ منقبول در گاہ
شود در خورد رازِ ملی مع اللہ

د: ابوالوقت

اور یہ وہ مقام ہے جہاں سالک یا صوفی "ابن الوقت" کی بجائے "ابو الوقت" بن جاتا ہے۔ خواجہ نے خواجہ بہا الدین نقشبند کو اسی لقب سے یاد کیا ہے۔
ابو الوقت دو عالم قطب ارشاد
بہا الدین کہ دیں شد از دوسے آباد

اہل سنت والجماعت

حضرت خواجہ نے مکتوبات و رسائل میں اس کا بیان تفصیل سے کیا ہے، کہ اہل سنت وہی ہیں جو سنتِ رسول پر دل و جان سے عمل پیرا ہوں۔ اور شرک، بدعت کو قریب نہ آنے دیں جہتہ تشریح اسی عنوان کے تحت ہم سلسلے میں لکھ چکے ہیں تاہم چونکہ حضرت خواجہ کے کلام منظم میں بھی اس کا ذکر بار بار آتا ہے اس لیے یہ عنوان دوبارہ قائم کرنا پڑا۔ مثلاً ایک مثنوی میں "عقائد ہیں و شرائط سلوک و راہ یقین" پر روشنی ڈالتے ہوئے اسی حقیقت کی نقاب کشائی کی ہے، اور تمنا دارِ فضل الہی کے لیے چار شرطوں پر پورا اترنا لازمی قرار دیا ہے لیکن جہاں چوتھی شرط کو کوئی اہمیت حاصل نہیں وہاں تیسری شرط کو مرکزی اور کلیدی حیثیت حاصل ہے۔
فرماتے ہیں۔

تمت دار فضل بادشاہی
دوم سرمایہ این سود دین است
رفیق سنت و راہ جماعت

بلا توحا سہندہ جذب الہی
نخستین شرط این سود یقینست
سوم پاکیزہ بخشش این ذراعت

یہ تحقیق سلف تقلید و پیدن
چہارم خدمت سلطان دینی
و لیکن شرط چہارم لازمی نیست
و تم از جاوہ بدعت کشیدن
قبول حنا طر مسند نشینی
بفقدش سد باب محرمی نیست

کیونکہ اصل خوش نصیبی و خوش بختی تو یہ ہے کہ اصل معدن سے گوہر حاصل کیا جائے اور لطف باطن سے کسب فیض کیا جائے یعنی سلطان و دو عالم خواجہ کوہن صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات برکات کی خدمت کا شرف حاصل ہو جائے اور جو لوگ یہ راہ اختیار کرتے ہیں یقیناً بلند مراتب کے حامل ہیں۔
بسا مرغان کہ علوی آشیانند
ز حسن طماع و از لطف باطن
اویسی مشرب و عیسی زبانشند
گرفت گوہر از اصل معاون

رہ سنت یہ چالاکی شتابند

نصیب از خواجہ کوہن یا بند

شریعت کی پابندی اس قدر ضروری ہے کہ دیوانگی عشق کا ذکر اشعار میں کرتے ہوئے بھی شاعرانہ بے باکی سے قلم کو آلودہ نہیں ہونے دیتے۔ کیونکہ شرع میں دیوانگی و جنوں کی گنجائش نہیں اور جیسا کہ حصہ نشر میں مثال دی جا چکی ہے کہ خواجہ کے نزدیک شرع بے عقلی و بے راہروی کی منتحل نہیں ہو سکتی اسی طرح آنھوں نے اشعار میں بھی اس امر کی وضاحت کر دی ہے کہ

طریق شرع جز فرزانگی نیست

کہ غر
طریق شرع

فرمانے ہیں یہ

ہنوزم ز خصت دیوانگی نیست
نمیب انیم چیزے اندریں راہ
بہ نام شروع اگر اندک جمال است
طریق شرع جز فرزانگی نیست
بروں از شرع و نیکی حاشا اللہ
در و مضمربے ترو جلال است

عدم شو کند راں مرآت نور است

جمال دوست را آنجا ظهور است

نمایاں خصوصیاتِ کلام

حُسنِ تلمیح

خواجہ صاحب کے ہاں جتنے بھی محاسنِ ثنوی نظر آتے ہیں وہ سب بے ساختہ ہیں یعنی کسی صنعت کا دانستہ التزام نہیں کیا گیا لیکن بعض خوبیاں از خود کلام میں پیدا ہو گئی ہیں۔ ان میں سے نمایاں ترین تلمیحات کا استعمال ہے۔ اسلامی تلمیحات جا بجا موقع و محل کے عین مطابق نظر آتی ہیں مثلاً۔

لفقرے کز خودش درویش می داشت
سرافتر فخری پیش می داشت

حُسنِ ایجاز

کسی بیان کو جب مسلسل تلمیحی انداز میں پیش کرتے ہیں تو وہاں حُسنِ ایجاز نمایاں ہو جاتا ہے اور طویل و عرض بیانات محض دو مصرعوں میں سمٹ کر بلاغت کی ارفع منزل پہ پہنچ جاتے ہیں مثلاً۔

بہ آں خوش عنکبوتے عنبریں تار
بہ آشوبے کہ دشت کر بلا دید

بہ شامِ جہرت و تاریکی غار
بجو کز قریش و اشتر با دید

حُسنِ استعارہ و تشبیہ و مجاز مرسل

تشبیہ و استعارہ شاعری کی رُوح ہے۔ معمولی سے معمولی کلام میں بھی ان کی جھلک دکھائی دے ہی جاتی ہے۔ خواجہ کے کلام میں اس کی عمدہ مثالیں موجود ہیں۔ ایک ثنوی کا آغاز یوں ہوا ہے۔

لائی نطسارہ دلخواہ بود
بر سر آں کانِ نمک ریختہ

در طرفِ روم یکے ماہ بود
شہد و شکر را ہم آبیختہ

مدینہ منورہ سے اظہارِ عقیدت یوں کیا ہے۔

در دیدہ من چسپانی
دے چشم و چسپان نوریناں

اے خاکِ مدینہ در کجائی
اے مردمِ چشمِ دورِ بدیناں

ایک نہایت ہی عمدہ تشبیہ ملاحظہ ہو۔
 ایں کاسہ کہ بر سرم نگوں است ہا میست اگر چہ غرق خون است
 اسی طرح ساقی نامہ میں ساقی حقیقی سے خطاب کرتے ہوئے فردوس کو "دل کشادہ ساقی" سے
 انوکھی تشبیہ دی ہے۔

ایمان برہند بادہ تو فردوس دل کشادہ تو
 تنگی دل کو زندان سے تشبیہ تو دیا کرتے ہیں مثلاً نسیم۔
 زنداں میں جو زندہ دیکھتا ہو اپنے دل تنگ میں جگہ دو
 لیکن کشادگی دل کو جنت سے تشبیہ دینا اور ہی لطف رکھتا ہے :

خوبی رمز

پردہ مجاز میں طلب حقیقت کے سلسلے میں وہ اشعار ملاحظہ ہوں جہاں ساقی سے خطاب
 کیا ہے۔ مثلاً۔

من پیر کہن گدائے جاہم زان جسرۂ کہنہ وہ بکاتم
 بعض جگہ صنعت تضاد کے بے ساختہ استعمال نے شعریت میں جان ڈال دی ہے۔
 ہجران تو وصل جاودانی درپیش تو مرگ زندگانی

بلاغت

بلاغت کی خوبی سے ہر صاحب ذوق آگاہ ہے خواجہ کا یہ شعر ملاحظہ ہو۔
 گر جس درسد یہ نشنہ کاسے سیرابی ادست ہم ز جاسے

اصناف سخن

جیسا کہ اس باب کے آغاز میں عرض کیا جا چکا ہے، خواجہ صاحب کا بیشتر کلام فنون کی
 کی صورت میں ہے لیکن اس کے علاوہ آپ نے رباعیات بھی کہی ہیں اور ان میں بھی وہی
 صوفیانہ مضامین بیان کیے ہیں جو ان کے ہر قسم کے کلام میں موجود ہیں۔ مثال کے طور پر یہ رباعی
 ملاحظہ ہو۔

لہ اقبال۔ لا پھر اک بار وہی بادہ و جام لے ساقی ہاتھ آجائے مجھے میرا مقام اسے ساقی

آں کسب کہ نزد گشتہ عیاں در مذہب اہل حق جزا میں مچھراں
 حق موجود است وقا در مطلق است دین مٹتہ خیال جگہ وہم است گماں
 نسبت اسباب کے فلسفے کو کس سہولت سے بیان کر دیا ہے ۔
 ماصورت وحق آئینہ عکس نماست این است معتبتے کہ حق را با ماست
 ہر صورت در ظہور شرط دگر نیست این نسبت است با ازین و پیدا است
 اب چند متفرق اشعار پیش کیے جاتے ہیں جن میں کسی نہ کسی پہلو سے ایک خاص لطف
 نمایاں ہے۔

ادب

سنگ و روزے بہ ادب و نشست لعل شد و بر سر خبہ نشست
حسنِ تخیل

شبے خوش دل تر از روز جوانی سرم در خواب دل در کامرانی
روائی کلام

کہا میں ظلم ازین بسیار باشد

کہ بندہ بے صفت بیکار باشد

خواجگ نے اپنے فرزندوں کی تاریخ ولادت بھی کہی ہے۔ ساقی نامہ کے عنوان سے
 بھی اظہار خیال کیا ہے اور اس میں دراصل شرابِ معرفت کے طلبگار ہوئے ہیں اور افکار
 نازہ کے علاوہ یہ نظم اندازہ نو کی بھی عمدہ مثال ہے۔
تخلص

حضرت خواجگ کے سارے کلام میں تخلص صرف ایک شعر میں استعمال ہوا ہے اور

اسی پر ہم اس ذکر لطیف کو ختم کرتے ہیں ۔

بنیہ آنکہ بروز سیاہ خود گرید

دگر ز دیدہ باقی چہ کار می آید

ماخذِ مستدام

اس مقدمہ کی تیاری میں کچھ متفرق تحریروں کے علاوہ مندرجہ ذیل تصانیف و تالیفات سے خصوصاً مدد لی گئی ہے :

- ۱۔ حیاتِ مجدد - پروفیسر محمد فرمان ایم۔ اے (مجلس ترقی ادب لاہور)
- ۲۔ تصوف - مولانا عبد الماجد دریا بادی
- ۳۔ رود کوثر - شیخ اکرام (مطبوعہ بمبئی)
- ۴۔ عبدِ اعظم - مرتبہ مولفہ محمد حلیم (۱۹۵۸ء)
- ۵۔ تذکرہ اولیائے نقشبند - مولفہ محمد امین شرف پوری - (۱۳۶۱ھ)
- ۶۔ تذکرہ اولیائے کرام - ادبستان ۱۹۵۵ء
- ۷۔ آثار الصنادید - سر سید احمد خاں - لکھنؤ جون ۱۸۶۶ء

ہمارے خیال میں اس کلیات کا مطالعہ خواص کے لیے بالعموم اور عوام کے لیے بالخصوص نہ صرف مفید بلکہ لازمی ہے کیونکہ ردِ بدعت کی جتنی ضرورت آج سے تین سو برس پہلے تھی اس سے کئی گنا زیادہ آج محسوس کی جا رہی ہے۔ اقبال نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے ۔

تین سو سال سے ہیں ہند کے سمیٹانے بند

پھر مناسب ہے تہہ تہہ قبض ہو عام لے ساقی

اگرچہ تین سو سال پہلے کی شخصیتیں یعنی امام ربانی مجدد الف ثانیؒ اور ان کے مرشدِ کامل حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی جسمانی طور پر ہم میں موجود نہیں لیکن ان کے ارشادات تو بہر حال ہمارے سامنے ہیں اور ان پر عمل پیرا ہونے کے بغیر ساقی سے قبض عام کی درخواست کرنا بھلائے نہ خود ایک

بدعت سے کم نہیں! ع

تو بروں درحیہ کردی کہ درون جتانہ آئی!

یزدانی

دیال سنگھ لائبریری، نسبت روڈ لاہور

۱۴ جولائی ۱۹۴۷ ع

مختصر حوال

کسی علمی یا عملی فضیلت کے تصور میں خود یہ صلاحیت نہیں کہ وہ اپنی تاثیر دکھاسکے۔
بلکہ اس میں تاثیر فضائل کی حامل شخصیات کے اثر و نفوذ سے پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ شخصیت
کی نشوونما اور سیرت کی تشکیل میں شخصیت ہی کا اثر و نفوذ کام کرتا ہے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ کے نسب کی نسبت ہم عصر تذکرہ نگاروں سے صرف نظر کرنے
کی بنا پر متاخرین کو کچھ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے جس کی توجیہ، توضیح اور تصحیح مولانا زید
ابوالخیر صاحب کے اس بیان سے ہو جاتی ہے جو سوانح خواجہ باقی باللہ پر مشتمل ہے۔
اس لئے اُسے بحسبہ یہاں نقل کرنا مناسب ہے۔
مرتب

قبلہ راتمان و کعبہ سعی پرستان خواجہ بنو ابراہیم قطب جہاں حضرت خواجہ توفیق الملک والدین الرضی
ابو الوقت محمد الباقی المعروف بہ حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ قدس اللہ تعالیٰ سرہ و رحمہ و رضی عنہ و
افاض علینا من برکاتہ و امرارہ کے حوال شریفیہ کو مختصر طور پر سب سے پہلے آپ کے ایک مرید پاک دل نے
قلم بند کیا ہے۔ اس نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا ہے۔ البتہ جو مرثیہ اس نے اپنے پیرو مرشد کا لکھا ہے اس
میں اپنا نام رشیدی لایا ہے۔ آیا یہ اس کا تخلص ہے یا نام۔ اللہ اعلم۔ اس نے جو کچھ لکھا ہے وہ حضرت
سے سُنا ہے۔ افسوس ہے کہ حضرت کی ابتدائی زندگی کے متعلق کچھ نہیں لکھا ہے۔ اس کے بعد کتاب
احمدیۃ الباقیہ معروف بہ زبدۃ المقامات اور حضرات القدس کا درجہ ہے۔ ان دونوں کتابوں کے
مصنف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے حلیل القدر خاںقاہ میں سے ہیں۔ لکھتے ہیں:-
حضرت کے والد بزرگوار قاضی عبدالسلام تھے۔ سمرقند کے رہنے والے، پاک باطن اور صاحب
علم و فضل تھے۔ اکثر اوقات آہ و بکا میں رہا کرتے تھے۔ سمرقند سے کابل تشریف لائے اور وہاں آپ
کی والدہ ماجدہ سے نکاح کیا۔ ۹۷۱ھ یا ۹۷۲ھ میں حضرت کی ولادت باسعادت ہوئی۔ خود رسالی
سے حضرت پر تجرید و تفرید و تعقل اور آثارِ خلوت غالب تھے۔ سن ۹۷۲ھ کو پھنچنے پر آپ نے مولانا صادق حلوانی

اور دوسرے اکابر سے علم ظاہر بہ تمام و کمال پڑھا۔ اس سلسلے میں آپ ماوراء النہر تشریف لے گئے۔ اور تھوڑے عرصے میں امتیازی شان پیدا کر لی۔

علم باطن اور خدا طلبی کا جذبہ عہدِ طفلی ہی سے آپ کے پاک سینہ میں ودیعت ہوا تھا۔ اس لیے ایام تحصیل علم ظاہر میں بھی جہاں آپ کو کوئی خدا رسیدہ پاک نفس ملتا تھا آپ اس کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ اور اس کی صحبت اور انعام سے مستفید ہوتے تھے۔ اور علم ظاہر کی تکمیل کے بعد آپ نے ہندو بلخ و بدخشاں کا سفر کیا۔ اور پائے طلب آپ کو پنجاب اور کشمیر تک لایا۔ جہاں بھی خدا رس ملا اس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فوائد حاصل کیے۔ جتنا آپ اہل دل کے قریب تر ہوتے تھے خدا طلبی کا جذبہ اتنا ہی تیز تر ہوتا جاتا تھا۔ اگر کوئی مجذوب ملتا تھا آپ اس کے پیچھے لگ جاتے تھے۔ چنانچہ لاہور میں ایک مجذوب جب آپ کو دیکھتا تھا۔ گالیاں دیا کرتا تھا بلکہ بعض اوقات آپ کو پتھروں سے مارتا تھا۔ بااں ہمہ صرف جذبہ خدا طلبی آپ کو کشاں کشاں اس کے پاس لے جاتا تھا۔ ایک دن وہ دیوانہ فرزانہ آپ پر مہربان ہوا اور آپ کے حق میں اس نے دعائیں کیں اور آپ کو باطنی فوائد حاصل ہوئے۔

آپ کے ہندوستان آنے پر آپ کے بعض دوستوں کو علم ہوا۔ انہوں نے کوشش کی کہ آپ کو شاہ ہند کے عہدہ داروں کے زمرہ میں لے لیا جائے لیکن سلطان جذباتِ الہیہ کے سامنے کسی کی سعی و کوشش کا گمراہ نہ ہوتی۔ دولت دین اور متاع یقین کی بادشاہت آپ کو ملتی تھی بھلا مزخرفات و نبویہ سے آپ کیا متاثر ہوتے۔

ایک واقعہ میں حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ آپ پر ظاہر ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ مولانا خواجگی کی خدمت میں حاضر ہو۔ وہاں فتح یاب ہوگا۔ چنانچہ آپ حضرت خواجگی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے بلکہ اسی دوران میں حضرت خواجگی بھی آپ پر ظاہر ہوئے تھے۔ اور فرمایا تھا اے فرزندِ عم چشم پراہ ہیں تم ہمارے پاس کب آ رہے ہو اور پھر آپ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور نسبت تشریف سے پوری طرح بہرہ مند ہوئے۔ اس عرصے میں آپ نے اپنے بعض دوستوں کو ہندوستان حضرت خواجگی کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے خط لکھا تھا۔ اس میں آپ نے اپنا یہ شعر تحریر فرمایا تھا۔

من الذی جفا محبت نشاں ہی دیدم کہ استخوان عزیزاں بسا حل او فدا دست

اور جب آپ حضرت خواجگی کی خدمت میں پہنچ کر سلطان ملک فقیر ہوئے تو آپ نے ایک خط لکھا اور
تحریر فرمایا ہے
می گز شتم ز عنسم آسودہ کہ ناگہ ز کیس
عالم آشوب نگاہے سر را ہم بگرفت

چونکہ آپ حضرت کی خدمت میں پوری طرح صاف و محلی ہو کر پہنچے تھے۔ چراغ بھی صاف تھا۔ بتی بھی تھی
تیل بھی حاضر تھا۔ صرف دیاسلانی دکھانے کی ضرورت تھی۔ وہ دیاسلانی حضرت خواجگی نے دکھائی۔ کابل
تین دن اور تین رات حضرت خواجگی نے آپ کو اپنے پاس خلوت میں رکھا اور پھر خلافت مطلقہ سے
آپ کو سرفراز فرما کر ہندوستان جانے کی ہدایت فرمائی۔ اور از شاد کیا۔ وہاں تمہاری وجہ سے اس
طریقہ شریفہ کو رونق ہوگی۔ چنانچہ آپ نے ہندوستان کا قصد کیا اور دہلی تشریف لاکر قلعہ فیروزی میں
جو کہ اب فیروز شاہ کا کونٹہ کے نام سے مشہور ہے قیام فرمایا۔ آپ پہلی مرتبہ ہندوستان کب تشریف لائے۔
اور بار دوم کب آئے۔ اس کا بیان نہیں بلکہ اس کو دیکھتے ہوئے کہ جامع ملفوظات نے لکھا ہے (و
ادخر ہا کہ امر شیخت واد شاد متروک شدہ بود۔ الخ ص ۸۹ قلمی) اور لکھا ہے (فوائدے کہ دیں دو سو
سال ازاں حضرت بستغیدان رسیدہ در زمان پیش بہ ساہمانی رسیدہ ص ۸۵) اور زبدۃ المقامات میں
لکھا ہے (شاہد عظیم بر علوم مرتبہ ایشال ہیں پس کہ دو سو سال بر مسند شیخت بودند۔ دیں مدت قلیلہ
چہ مردم کہ از خوان دولت ایشال روزی مند گردیدند۔ الخ ص ۲۹ قلمی) معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے
ایک ہزار تین یا چار کو بار دوم تشریف فرمائے ہند ہوئے ہیں۔ سن ۸۰ھ کو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی
آپ سے بیعت ہوئے۔ آپ کو یہ محسوس ہوا کہ جو خدمت مجھ سے پروردگار جل شانہ کو یعنی تھی وہ اسی
مرد عزیز کی تربیت ہے۔ آپ مکاتیب شریفہ میں تحریر فرماتے ہیں (رقعہ ۶۵۔ شرح احمد نام مرد بیست
در سر سید کثیر العلم قومی العمل۔ روزے چند فقیر باوشمست و برخواست کردہ عجائب بسیار از روزگار
اوقات او مشاہدہ کردہ۔ بہ آن می ماند کہ چہ اسے شود و عالم ہا از روشن گردند۔ الخ)

گر یہ و آہ و بکا در دو و بعد آپ میں بدرجہ اتم تھا۔ بلکہ اگر کہا جائے کہ آپ کو اپنے پدر بزرگوار
سے نعمتیں بوراقت ملی تھیں تو بیجا نہیں ہے۔ آپ کی والدہ مبارکہ جو نہایت عابدہ زاہدہ تھیں آپ
کی بے قراری اور آہ و زاری کو دیکھ کر جیسا کہ آپ بیان فرماتے ہیں (روسے عجز و نیاز بدرگاہ بے نیاز
آوردہ بگریہ و نالہ تمام می گفتند خداوند امراد فرزند مرا کہ در طلب تو از ہمہ بگستندہ و از لذات جوانی

دست شستہ پر آور وہ گرواں یا مرانندہ مگر از کہ طاقت مشاہدہ ایس ناکامی و بے آرامی اور اندام زبده
ص ۱۲۰ قلمی) خود آپ کی یہ بے قراری اور پھر آپ کی والدہ مبارکہ کی یہ دعائے نیم شبی نے جو بزرگ دکھا یا یقیناً
اہل نظر کے لئے مقام صدیجرت ہے۔ زبده المقامات کے مولف نے ایک فاضل کا قول نقل کیا ہے
اُس نے کیا خوب کہا ہے (بعضے شیخان بزرگ صاحب حال و قال دریں روزگار شصت و ہفتاد سال
در ہند شیخی کردند معلوم است کہ از ایشان کہ ماند و چہ ماند شاہد بزرگی خواہد شاہد ہمیں پس کہ پهل مساگی
رفتند و دوسہ سال ہدایت نمودند و عالمے را بہرہ ور کرد و انہند۔ الخ ص ۲۹ قلمی) جو کام پروردگار جل شانہ
وعم احسانہ کو آپ سے لینا تھا وہ بہ وجہ تم لے لیا۔ اور مقتضائے ذرآیت الناس یدخلون فی دین
اللہ اذوا اجاب سبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان تواباً۔ آپ لغائے محبوب کی تیاری
میں مصروف ہو گئے۔ سالکان راہ طریقت کو خلیفہ اجل عالی مرتبت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے
سپر و کیا۔ اس سلسلہ میں حضرت کے رفات شریفیہ میں سے رقم ۸۴ کو دیکھا جائے۔ اور رفات شریفیہ
کے جامع نے جو عبارات لکھی ہے پڑھی جائے حضرت میر محمد نعمان بھی آپ کے خاص مریدوں میں سے
تھے۔ وہ فرماتے ہیں (ابن فقیر و بندگی حضرت اللہ الاعظم حضرت خواجہ بو و ایشان ہمہ یاران خود و فرمودہ
بودند کہ در خدمت حضرت امام المحققین حضرت ایشان بر وید و در خدمت ایشان مشغولی کنید و قسم شغل
کہ ایشان فرمایند بہاں روش مشغول باشید و در خدمت ایشان تعظیم مکنید بلکہ توجہ خود بجانب ما نہ کنید۔
در آن اثنا بہ این فقیر فقیر محمد نعمان فرمودہ کہ میان شیخ احمد آفتابے اند کہ مثل ما ہزاراں ستارہ در ضمن ایشان
گم اند۔ الخ ص ۲۳۹ زبده قلمی)

ہفتہ کے دن پچھلے پیروں میں ۲۵ ماہ جمادی الآخرہ ۱۰۱۲ھ کو آپ کے گوش حقائق نبوش نے
صلی اللہ علیہ وسلم یا ایہا الناس المطہینہ الرجعی الی ربک راضیۃ فرحینۃ فادخلی فی عبادتی و ادخلی جنتی
سنی اور آپ بہ صد شوق راہی ملک بقا ہوئے۔ ابقا علیہ و خلدہ۔ رحمہ اللہ تعالیٰ و غفرلہ
و رخصی عنہ و قد سوس

آپ نے اپنے بعد اپنی والدہ مبارکہ، دو بیویاں اور دو پسر خود و سال چھوڑے۔ جن کی ولادت
سالہ پہلی ماہ ربیع الاول اور چھ ماہ جب کو ہوئی ہے۔ میراث میں آپ نے یہ سامان چھوڑا صرف
ایک روپیہ چند کتابیں۔ ایک گھوڑا اور ایک فرش (مفوضات ص ۳۷ قلمی) یہ ہے عیش فی الدنیا

كَانَكَ غَرِيبًا أَوْ عَابِدِي سَبِيلِي كِي اعلیٰ مثالِ مِثْلِ هَذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ - رَحْمَةُ اللَّهِ
عَلَيْهِ فِي كُلِّ حِينٍ وَآيِن -

تصنیفات

رسائل مختصرہ نماز حقیقی و صورتی اور توحید کے بیان میں اور تفسیر اعموذ بسم اللہ و فاتحہ و والشمس
و اخلاص و فلق و ناس و آیت ہُوَ مَعَكُمْ و آیت اِنَّمَا تُوَلُّوا و ترجمہ دعائے قنوت و رسالہ نامہ تمام در سلوک
جو رقیات میں ۶۲ میں درج ہے اور شرح رباعیات رسالہ سلسلہ الاحرار اور ۸۷ رقیات جان نفا اور
و دشوئیاں و دو توارنخ تولد بر خود داران اور ساقی نامہ و سلسلہ پیران طریقت اور چند رباعیاں اور چند فرو۔ آپ
کے ایک ایک لفظ سے آپ کے سوز و رول کا پتہ چلتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے :-

رباعی

صحرائیں زریں حذر کن کہ آستیں ترمی کنم بہ گریہ و افشردہ می روم
آں گلبنم ببلغ تو کز یک نسیم لطف نشگفتہ ام سہنوز کہ پژمردہ می روم

آپ کا نسب

صاحب موقوفات اور صاحب زبدة المقامات نے آپ کے نسب کے متعلق کچھ نہیں لکھا
ہے۔ البتہ حضرات القدس میں لکھا ہے۔ کہ آپ کے والد ماجد قوم سے خلیج تھے۔ خلیج کے متعلق قدیم
تحقیق یہ ہے کہ خلیج ترک قوم کی ایک شاخ ہے۔ سردار فیض محمد خاں ذکر یا صاحب کابلی کی تحقیق یہ ہے
کہ خلیج افغان قوم کی ایک شاخ ہے۔ سردار صاحب افغانستان کے سردار آوردہ اور ذمی علم افراد سے
ہیں۔ اس سلسلہ میں ان کا ایک مضمون چند سال پیشتر یورپ میں پھپ چکا ہے۔ مجھ سے یہ بات خود
انہوں نے کہی ہے۔

آپ کی والدہ مبارکہ کے متعلق صاحب زبدة المقامات نے لکھا ہے (مخفی) مانند کہ والدہ ماجدہ
آنحضرت ازودمان سیاوت بود و از قانات نسا۔ الخ ص ۱۳۱ قلمی یعنی آپ کی والدہ ماجدہ سادات کرام

میں سے تھیں حضرت القدس کا پہلا حصہ جس میں حضرت کے احوال شریفیہ ہیں۔ اصلی فارسی اس عاجز کے پاس نہیں ہے۔ البتہ اردو ترجمہ ہے جو لاہور میں چھپا ہے۔ اس میں لکھا ہے (حضرت خواجہ اپنے نانا صاحب کی طرف سے حضرت شیخ عمر باغستانی تک جو حضرت خواجہ احمد اقدس سرہ کے نانا تھے پہنچے ہیں اور جناب خواجہ کی نانی صاحبہ خاندان سادات سے تھیں۔ الخ ص ۲۱۵) بظاہر ان دونوں کتابوں کی عبارت میں اختلاف ہے پہلی کتاب نے آپ کی والدہ صاحبہ کو اور دوسری آپ کی نانی صاحبہ کو سادات میں سے بتایا ہے۔ اگر حضرت القدس کا اصل نسخہ فارسی کا ہوتا تو شاید یہ وقت نہ نظر آتی کیونکہ اس ترجمہ میں اس عاجز کو کچھ بڑے تصرف آہی ہے۔ صفحہ ۲۱۳ پر حضرت کا اسم گرامی اس طرح لکھا ہے (حضرت سید رضی الدین معروف خواجہ محمد باقی قدس سرہ) لفظ سید یقیناً مترجم صاحب کا اضافہ ہے۔ پھر صفحہ ۲۱۵ پر لکھا ہے (حضرت کے والد بزرگوار کا نام نامی قاضی عبدالسلام خلجی ہرقندہ قریشی ہے) غالباً مترجم خلجی کو کسی مقام کی نسبت سمجھے ہیں اور اسی لیے انھوں نے قریشی کا اضافہ کیا ہوگا۔ تاکہ شروع میں جو لفظ سید کا لکھا ہے وہ صحیح ثابت ہو۔ اس عاجز نے اس سلسلہ میں حضرت کے منظوم کلام کو بظرف غائر مطالعہ کیا حضرت کی ایک رباعی ہے۔ فرمایا ہے

بدست من امشب چومہ آراستہ است غم چو پھلال لاغر و کاستہ است
اے صبح بروں میا کہ ترکاں مستند وے شب نشین کہ فتنہ بر خاستہ است

چونکہ آپ نے پہلے مصرع میں اپنے محبوب کا ذکر فرمایا ہے اس لیے ترکاں سے اشارہ اپنی طرف کیا ہے۔ آپ نے اپنے کو ترک ظاہر فرمایا ہے۔ آپ نے اپنے فرزند خورد و خواجہ محمد عبداللہ کی تاریخ ولادت کہی ہے۔ اس میں فرماتے ہیں

گلشکرے بواجبے دست داو شکر ہندی و گل ترک زاد

آپ نے اپنے فرزند کو ایسا گلشکر یعنی گلقد بتایا ہے جس کی شکر ہندی کی ہو اور پھول ترک کا ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس فرزند عالی قدر کی والدہ کشمیر کی تھیں اور پدر بزرگوار ترک ہیں۔

حضرت القدس کا ترجمہ احمد حسین خان صاحب نے کیا ہے۔ یہ حضرت کے مزار پر انوار پر بارہا حاضر ہوتے ہیں۔ انھوں نے یقیناً وہاں وہ کتبہ بھی پڑھا ہو گا جو حضرت کے سر ہانے دیوار میں جڑا ہوا ہے۔ اس کتبہ میں پندرہ اشعار ہیں جو پہلے ایک لکڑی کے تختہ پر تحریر تھے اور تقریباً

پچاس سال پہلے پیرجی مظفر علی کے وقت میں سنگ مرمر پر ان کو کندہ کرا کے لگوادیا گیا ہے۔ دوسرا شعر
اس طرح ہے۔

حامی دین نبی محمد اسلم امتیقین مورد فضل گرامی آل ختم المرسلین
اس شعر میں آپ کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے بتایا ہے جو ساداتِ کرام ہیں۔ اور
احمد حسین خان صاحب وہاں کے متولی صاحبان سے بھی ملے ہوں گے۔ (پیرجی مظفر علی سے) جو
کہ اپنے کو آپ کی اولاد میں سے بتاتے تھے۔ اور اپنے نام کے ساتھ لفظ سید بھی لکھتے تھے لہذا
کچھ بعید نہیں کہ انھوں نے اپنے خیال سے اظہارِ حقیقت کرتے ہوئے سید کا اضافہ شروع میں
اور قریشی کا اضافہ خلیجی سمرقندی کے ساتھ کر دیا ہو۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتبہ کسی نے بارہویں صدی ہجری کے اوائل میں لگایا ہے کیونکہ آثار الصنادید
میں بھی اس کا ذکر ہے جو کہ ۱۲۶۳ھ میں لکھی گئی ہے۔

حضرت شاہ رؤف احمد مجددی قدس سرہ نے جو کہ حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ کے اجل
خلفا میں سے تھے اور بعد میں بھوپال میں سکونت اختیار کر لی تھی ۱۲۲۹ھ کو کتاب جو اہر علویہ لکھی
ہے اس میں تحریر فرماتے ہیں (سمرقندی الاصل کابلی المولد اندلسی خلیج بودہ اند و از جانب والدہ حضرت شیخ
عمر باغستانی کہ جد مادری حضرت خواجہ احرار اند میر سند) اس عاجز کو خیال ہوتا ہے کہ حضرات القدس سے
آپ نے یہ کلام اخذ کیا ہے۔ ممکن ہے آپ نے بھی مزار پر انوار پر کتبہ لکھا دیکھا ہو اسی لیے خلیج کا اظہار
ضروری خیال کیا ہو۔

ہندوستان میں بزرگانِ دین کو سید بنانے کی عہم کافی عرصہ سے جاری ہے۔ ممکن ہے اسی جذبہ
کے تحت آپ کو سید بنایا گیا ہو۔ لیکن اس کے ساتھ اس عاجز کو ایک وجہ اور بھی معلوم ہوتی ہے، کہ
کہیں حضرت کو بنا بریں سید نہ بنا دیا گیا ہو۔ وہ وجہ یہ ہے کہ حضرت کے بڑے صاحبزادہ خواجہ
عبید اللہ معروف بہ خواجہ کلال قدس سرہ نے ایک رسالہ لکھا ہے اس کا نام "مُنبِخُ الرِّجَالِ" ہے۔
اس رسالہ میں آپ تحریر فرماتے ہیں۔ "گوید بندہ سر افکندہ شرمندہ از کردارتباہ سراپا گناہ خانہ زاد خواجہ
آفاق سبط آل ابی مویذ الملتہ والیدین الرضی ابوالوقت خواجہ محمد الباقی قدس سرہ احقر عبید اللہ۔۔۔ الخ"
آپ نے اپنے پدر بزرگوار کو آل نبی یعنی ساداتِ کرام کا سبط قرار دیا ہے۔ سبط عربی لفظ ہے۔ اور

اللہ کے لغت عربی میں اولاد کی اولاد کو سبط کہتے ہیں چاہے وہ پسر کی اولاد ہو چاہے دختر کی لیکن از روئے استعمال پوتے کو حفید اور نواسہ کو سبط کہتے ہیں۔ یہ استعمال اتنا ذائع اور شائع ہوا ہے اور خاص کر اسلامی دور میں۔ کہ بعض اہل لغت نے لکھ دیا ہے کہ پوتے کو حفید اور نواسہ کو سبط کہا جاتا ہے۔ دیکھو المنجد میں لکھا ہے۔ سبط ولد الولد ویغلب علی ولد البنت مقابل الحفید الذی ہو ولد الابن یعنی حفید پوتے کو کہتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں نواسے کو سبط کہتے ہیں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سبط النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کہا جاتا ہے۔

پانچ سات سال ہوئے اس عاجز کو ایک صاحب نے لکھا تھا کہ حضرت خواجہ قدس سرہ صحیح النسب سید ہیں اور دلیل میں رسالہ مبلغ الرجال کی یہ عبارت تحریر کی تھی۔ اس دن سے یہ خیال ہوا کہ ممکن ہے بعض افراد اس عبارت سے مغالطہ میں پڑ گئے ہوں۔ اور پھر حضرت کی درگاہ کے متولیوں نے مزید ان کو مغالطہ میں ڈال دیا ہو۔ جو اپنے کو آپ کی اولاد میں سے بتاتے ہیں اور اپنا نسب سید قرار دیتے ہیں حالانکہ

بندۂ عمشق شدی ترک نسب کن جاتی
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چنیے نیست
کُلُّكُمْ مِنْ آدَمَ وَ آدَمُ مِنْ تَرَابٍ۔

مبلغ الرجال کی عبارت سے زبدۃ المقامات کے قول کی تائید ہوتی ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ سادات کرام میں سے تھیں۔ اور آپ سادات کرام کے نواسہ تھے۔ آپ سبط آل نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے اور آپ از بہت پدر بزرگوار قوم خلیج سے تھے جو کہ مشہور اور قدیم قول کی رو سے ترک قوم کی ایک شاخ ہے اور اسی قول کی رو سے حضرت نے اپنے کو ترک بتایا ہے۔ اور اپنے فرزند کو ترک پھول قرار دیا ہے۔ اور سردار فیض محمد خاں زکریا کی تحقیق کی رو سے خلیج افغان قوم کی ایک شاخ ہے اور یہ لفظ حقیقت میں خلیج ہے اور یا نے نسبتی کے ساتھ غلطی ہے۔ والعلوم عند اللہ تعالیٰ

حضرت کامر از پڑاوار پڑانی ولی کی فیصل سے (جو اب صرف پڑانے نقسٹوں میں مل سکتی ہے) بہت غریب ہے۔ لاہوری دروازہ سے تقریباً چار فرلانگ بہت غرب قدرے مائل بہ جنوب قطب روڈ پر واقع ہے جو شمالاً جنوباً ہے۔ اور قطب روڈ سے عید گاہ روڈ جو غرب کو نکلی ہے اس کے مقام اتصال کے جنوبی کونہ پر واقع ہے (شمال) ^{قطب روڈ} جنوب) مزار پڑاوار چارویاری میں ہے۔ بہت شمال مسجد شریف کا صحن ہے۔ آپ کے مزار پڑاوار کی شرقی دیوار کے پاس آپ کی والدہ

ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا استراحت فرما رہی ہیں۔ صد ہا بلکہ ہزار ہا اللہ کے نیک بندے سے قرب و جوار میں چاروں طرف
راحت کی نیند (غم کنوم العروس) سولہ ہے ہیں۔ اس عاجز کے دیکھتے وہاں کے منتظمین تقریباً تین حصہ
قبرستان کافر و نخت کر چکے ہیں جو تھوڑا حصہ (تقریباً چوتھائی) رہ گیا ہے۔ اس کی بھی حالت خستہ ہے اور
آثار اچھے نہیں ہیں۔ کل من علیہا فان۔ البقاء لله وحدہ۔ والصلوة علی رسولہ سیدنا
محمد وآلہ واصحابہ وسلم۔

جمعہ ۲۹ رجب ۱۳۸۴ھ

۴ دسمبر ۱۹۶۴ء

زید ابوالحسن فاروقی

درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ

چنتی قبر، دہلی

ملفوظات

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کلمات جانفزا و سخنان دل‌کشا

ملفوظات شریفہ و احوال مبارکہ حضرت خواجہ میر تقی میر رحمۃ اللہ علیہ

نوٹ: حصہ اول (بعض تحریرات) است و جلد دوم ملفوظات است مجموعہ این ہر دو حصص یک سالہ است کہ نام جامع و مولف آل ظاہر شدہ البتہ از نظم و سے کہ در آخر نوشتہ معلوم می شود کہ دے رُشدی تخلص می کرد۔ رحمہ اللہ

بعد از حمد و صلوة نمودہ سے آید کہ چوں بسابقہ عنایتنا ازلی و نہمونی سعادت لم یزلی این ذرہ آحق کہ نام خود را از غایت بے اعتبار می شایستہ اندراج این نامہ بلند قدر نبی بنید از جملہ بار یافتگان در گاہ خواجہ جہاں پناہ مزج حق پرستان قبلہ راستان و درستان مہر بادایت و سپہ معرفت النور الاعم و سر اللہ اعظم صاحب التصرف الاعلیٰ و الآفاقی ابوالوقت خواجہ محمد الباقی النقشبندی الاولیٰ من اللہ علیٰ العلمین یبقائہ و شرح صد و اٹھ سلیمین بلفائدہ شد اکثر اوقات از ہیبت آل مقام خلوت خاص راہ بروں و شوارہ بود سے مگر آن کہ لطف عمیم آن دریا سے کرم دستگیری فرمودہ در آن موطن قدس جائے داو سے و در بعضی مجالس کہ آن لسان وقت گہر زین شد سے بخاطر سوختہ و دل شب اسید سے کہ این کلمات جانفزا و سخنان دلکشا کہ سامع می افزود و دینہ غفلت سے سوز و دل را پروانگی سے فرماید و دماغ را بہ بہار می آویزد و بر پوشش شیشہ سے شکند و روح را باطلاق سے اندازد و در قید کتابت آوردہ شود تا ہر کہ مزہ حق پرستی و در دل ولذت حق شناسی و در ذوق و طلب تحقیق و راستی را داشتہ باشد از مطاعتہ اہل خوش وقت شود و بہرہ بردار و بگوید کہ پر توی از ضمیر آن صاحب دل بروقت محرراقت و در از مضیق تعلقات خلاص بخشد اکنوں باں خواہش فائز می گرد و حق سبحانہ حضرتنا ایشان را بہ مفارق طالبان باقی و پائندہ دار و داین خواہر گمان بہا بر صفحہ ظهور آنا فانا جلوه گہ با و پال نسبی و آلہ الاطہار الاحباد۔

معنی نماند کہ ہر جا دریں رسالہ لفظ حضرت ایشان ثابت افتد مراد حضرت خواجہ خواہند بود و آنچه
 از معارف و حقائق کہ از زبان مبارک حضرت ایشان استماع می افتد چوں قوت مدرکہ محررا از
 ادراک کتہ آن قاصر بود و قوت حافظہ در ضبط عبارات شریفہ بعینہا غیر وافی۔ اگر در ضمن بیان غلطی
 در لفظ یا در معنی راہ باید تمول بر تصور و نقصان حال کاتب حروف خواهد بود عفی اللہ عنہ و عن جمیع المسلمین
 بعد ذلک خواستیم کہ مجملے از ابتداء سے احوال کرامت آل حضرت ایشان و استفادہ نسبت و اخذ طریقہ
 از وسائط ما تقدم و رابتدائے این رسالہ نقل کنم برخی از اہل بیخ شریف آنحضرت یافتہ شد و آن اینست۔
 ابتدائی توبہ از معاصی در ملازمت خدمت خواجہ عبید کردہ شد لیکن نیالی رجوع و غم ترک
 در باطن بود و التماس فاتحہ در ظاہر ایشان از خلفاء مولینا لطف اللہ بودند و مولینا لطف اللہ خلیفہ
 مولینا خواجگی ہمید سے علیہ الرحمۃ بودند چوں توفیق استقامتہ نیافت بار دیگر توبہ در ملازمت بندگی
 افتخار شیخ کہ در سمرقند تشریف داشتند و از کبار خانوادہ حضرت خواجہ احمد سیوی بودند کردہ
 شد اگرچہ جناب ایشان رضائنداشتند و سے فرمودند شما جو ایند لیکن چوں عزیمت فقیر مصمم
 بود بصورت فاتحہ خواندند و فرمودند خدا استقامتہ بدہ موافق تفرس آن بزرگواران آن عزیمت
 بر ہم خورد و شرابی ہائے عجب روسے وادبار دیگر بے صنع و اختیار فقیر در بندگی حضرت امیر عبد اللہ
 بلخی مدظلہ تجدد توبہ بطور رسید مقرون بمصافحہ آن نعمتے بود غیر مترقب امیر کہ برکات آن مواہبت
 الی یوم القیام باندا القصہ چند گاہ دیگر در مقام نگاہداشت حدود بود باز تا تشریح اسم المصلیٰ آن
 سدا رانگست عاقبت بہ ہدایت صہریت و خواب بشرت ملازمت حضرت خواجہ بزرگ خواجہ
 بہا و الحق و الدین صورت توبہ منعقد شد و میل طریقہ اہل اللہ بطور رسید بکم العزیزتی یتعلق بکل
 حیثیتش بہ طروت دستے سے انداخت۔ عاقبت بعضے از محادیم فرمودند کہ ذکر سے کہ معنعن تا
 بحضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے رسد نتیجہ منداست تعطش بر انداشت کہ از ہجان عزیز طریق
 ذکر و مراقبہ اخذ کردہ شد مدت دو سال بر آن ذکر و مراقبہ وادارہ سلسلہ آخر نیز ملازمت نمودہ
 شد شنیدہ شدہ بود کہ تا سالک مدتی قریب بہل سال میدان لا الہ الا اللہ قطع نکند بمنزل الا اللہ
 نخواہد رسید سادہ لوحی بر آن میدانشت کہ مرور زمان را در ذکر غنیمت شمارد و بہمان صورت عبادت
 قناعت نماید ہر چند کہ دریں میان اشارات خیمیدہ و سلوک طریقہ دیگر طور سے کہ و قدم استوار را

از جامی برداشت و در زمین کرم بزرگواران آن طبقه تخم و فیها ما تشتهیه الا نفس میکا
 انشاء اللہ العزیز عاقبت دست کرم آن تخم را از جویبار مالکین رات و لا اذن منبعث
 سیلاب گوید و اند بالاخره بکشمیر رسیده شد و بلازمت حضرت شیخ بابائی والی قدس اللہ لیسره العالی
 اتفاق افتاد و از برکات نظرش بهره مند شد۔ الحمد للہ والمنة کہ آن نظرات فتح باب قبول آمد۔
 چون کہ حضرت شیخ از سلسلہ عالیہ نقشبندیہ نیز مجاز بودند و استعداد طالب متوجه آستانہ آن بزرگواران
 نقیحات ربانیہ از وی سچہ پیمان خانوادہ اقبال فرمود و بعد از انتقال آنحضرت بدار القرا غیب محمودہ خولہما
 جلوه گوید و ارواح طیبات ایشان در بشرات نمودن گرفتند و تصنیفات فرمودند و ہمین توجہ
 ایشان آن نسبت را قوی پدیدار شدہ و ایرہ غیبت و سعی پیدا کرد و در او روشن شد و فی الجملہ جمعیت دست
 داد تا آنکہ بخدمت خنایت ایشان بخدمت خود می حقایق پناہی ارشاد و ستگاہی حضرت مولانا خواجگی
 انگلی رسیده شد و بطوع و رغبت خود سجت و مصافحہ بدست آورد و طریقیہ خواجگان اخذ کردہ شد
 و طفیل ملازمت آنحضرت و ارواح طیبتہ خواجہ نقشبند و خلفاء ایشان در سداک افتادگان این راہ
 و نیازمندان این درگاہ در آمدہ شد اللہم اجیب مسئلتنا و امینہ مسئلتنا و احشرنی
 فی زمرة المساکین و السلام علی من اتبع الهدی انتہی کلامہ۔

تسلیہ غرہ صغر تخم اللہ بالخیر و الطہر تسلیہ تسع و الف

سعادت حضور روی داد و درین اثنایں فقیر اول بچو اسنے آویخته بود۔ چنانچہ خطرہ او بسیار
 می آمد و تشویش میداد و بزبان باطن سمیت از حضرت ایشان درخواستم کہ ازین تشویش خلاص یابم۔ زمانی
 بریں بگذشت کہ از مخلصان تو کہ خدا سے از در و آمد و سلام کرد و عنایت بسیار و بارہ او فرمودند و امر
 نشستن کردند بعد از زمانی بر لفظ مبارک راندند کہ کہ خدائی سه ضرہ دارد۔ ضرہ اول بنفس عاید شود و چہ نفس
 را باعث شہوات پیدا آید مثل نار سمرانہ کہ بچرکت و جنبش افتادہ بود۔ ناگاہ تاب آفتاب باور رسید جان نازہ
 یافت این زمان از قید احاطہ بدر میرود و علاجش آنکہ منہمک در شہوت کامرانی نگردد و عثمان اختیار کشیدہ

دارد. ضرورتاً فی بدل راجح گردد و آن بر طرف شدن یقین است. چه درین محل فتور سے و یقین را از قیمت
 رزاق حقیقی و نقصانے در توکل بحق سبحانه راه یابد. علاجتش آنکه غم روزی نباید خورد که رزاق علی الاطلاق
 ضامن عباد شده است. بهرین محل فرمود که توکل نہ آنست که ترک اسباب کنند بنشینند چه این سو
 ادبی است بلکه اقامت بسبب مشروع مثل کتابت و غیره میباید کرد و نظر بر سبب میباید اندوخت
 زیرا که سبب مثل دروازه است که حق سبحانه برائے وصول مسبب ساخته و درین میان کس دروازه را
 بر بندد که از بالا خواهد بر تافت بی ادبی کرده باشد چه دروازه بنا کرده اوست و دلالت دارد بر اینکه کشاده
 بنشینند بعد از آن او داند خواه از راه دروازه فرستد یا از بالا بر تابد و آنها که بنشینند و در بر بندند و نظر بر فتوح
 دارند این باب است چه با وجود قدرت بر کسب نظر بر فتوح داشتن بیهمتی و ترک اسباب است
 ضرورتاً لث بروج راه یابد و آن سستی انجذاب است که از فرط میل بصورت جمیله پیدامی شود چه روح مثل
 انجذاب حق است سبحانه در تماشایی میل بصورت جمیله پیدا کرد و انجذاب آنجذاب کین رفت علاجتش آنکه میل
 مفرط بصورت جمیله پیدا نکند چه کسیکه درین نشاء بعشق صورت مبتلا ماند تا ابد در حجاب عظیم است و اگر آن صورت
 نامحرم باشد در آن نشاء تواند بود که شکل کربیش تبدیل سازند و او را بدان مبتلا گزارند. در آن وقت بے
 از لذت حضور بحق سبحانه بمشام او نرسد و آنکه بعضی عشق صوری را طریقی نهاده اند محل تامل است و در طریقی
 عالیہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ ارواحهم بغایت مُبَعَّد است بهرین محل فرمودند که در بعضی کتب مسطور است
 که خواجہ بزرگ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ بہ بعضی غلیظ الاستعدادان در آوان ابتدا احیاناً
 باین روش بنا و امیکند و ند که عشق صوری پیدا کنید بعد از آنکه پیدامی کردند کمالی بے تعلقی شان ب حاصل آمدے
 چنانچه غیر از سماں یک تعلق تعلق و بگرمی و اندسے بانندک تصرف دل آنها را از محبت صورت می گذرانیدہ
 اند. لاجرم چون جمیع علائق مرتفع می شد حضور و آگاهی شان پیدامے آمد و این عمل حضرت مبتنی بر آن مسئله
 فقہ است اگر طیب حاذق به بیاری امر با تکاب شی حرام کند که علاج منحصر درین است از تکاب آن جائز
 است نزد بعضی آئمہ و صاحب کشف المحجوب که از امامان طریق است مکفیر قومی که با باحت این امر قابل
 شده اند کرده چه جائے آنکه مدار سلوک برین نهاده باشند و حضرت خواجہ بزرگ نہ آنست که باہل این سلوک
 امر باین کار میفرمودند بل کسانیکہ میل در آمد طریق میداشتند و در استعداد او شان قبول طریق حضور و آگاهی
 ابتدائی بود در آوان ابتدا چند روز درین کار میگذاشته اند و بمقصد اعلیٰ میرسانیدہ اند و درین اثنا بندہ

در گاہ عرض داشت که اگر کسی را در عین سلوک طریق حضور ابتلا باین بلا واقع شود علاجش چه کند فرمودند، اگر مُرشدی داشته باشد باو بگوید تا تصرف او را ازین مملکت بر آرد یا سفر اختیار کند آن شهر را بگذارد و چون او در ورزش نسبت حضور و آگاهی بجای خواهد بود او را محبت مفرط نخواهد بود و سفر بر او چنداں شاق نخواهد آمد چه حضور خاصیت دارد که در برابر او هیچ چیز الذقی در وقتی نماند و این بیت را در اشاره به تحصیل دوام آگاهی خوانند

بیت - چند گاہ بے لب و بے کام باش
بعد ازاں بنشین و بار جام باش

بعد ازین موافق این سخن فرمودند که حضرت خواجہ ما خواجہ احمد قاسم اللہ سرور مخلصے داشتند۔ ملا لطف اللہ نام مردی منبسط بر مطا تہ بود چنانچہ بعضے اوقات حضرت خواجہ را خوش می آمد باو سخن میکردند روزی از او پرسیدند کہ ملا لطف اللہ اگر کہ خدا شنوی چه طور زنی خواهی خواست۔ گفت سبز و شیریں۔ فرمودند و اندک زمانے شیرینہا خواهد رفت ہمیں سبزی خواهد ماند۔ ہم دریں محل فرمودند کہ از آکا بزرگ کس بکمال صورت متوجہ نمائندہ است و حضرت مولانا عبد الرحمن جامی قدس سرہ السامی کہ از پیشروان این قافلہ بودند در آخر تبری ازین نمودند چنانچہ احوال ایشان و بسیاری از سخنان ایشان ولالت بر این معنی وارد۔ و اذان جملہ است این رباعی۔ رباعی

رفت آنکہ بقبلہ بستان زو آدم
حرف غم نشاں بلوح دل بہ نگارم
آہنگ جمال جاودانی دارم
خشنے کہ نہ جاوداں ازو بیزارم
انتہی کلامہ سلمہ اللہ تعالیٰ و البقاء چون کاتب از مجلس برخاست دل سردی تمام اذان علاقہ
دست داده بود و بالکلیہ مرتفع شدہ۔ الحمد للہ والمنۃ۔

یکشنبہ دوم صفر منجم اللہ بالخیر والظفر منہ مذکور

دولت زمین بوس زوئے داد از حاضران شخصے از معنی حضور بے مزاحمت نفی و اثبات کہ در رسائل این طریقہ عالیہ واقع است استفسار کرد۔ فرمودند چون حضور صاف بخود قائم دست و ہر مجت نفی و اثبات را گنجائش نماند ہم دریں محل بر لفظ مبارک رلند کہ تا حضور ذاتی کہ حضور صاف عبارت اذآن است ساک را حاصل نشود از تقید توجید جسمانی خلاص نیاید چه توجید صورتی در مراتب اجسام

می باشد چنانچه وجود جسمانی خود را و غیر را وجود حق دانند و درین وقت تمیز و تفرقه باقی است روح بفنا و انمحلال
 نرسیده است زیرا چه روح است تمیز هر چیز این موجود توحید که مقرر علمائے دین و صوفیای محققین است
 رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نرسیده و آن عبارت از مدلول کریمه و اللہ من ذرایہم حیط کہ تنزیہ
 صرف کہ منزہ از صفات تنزیہ است تا فروغ حضور ذاتی در نگردد و روح را بفنا و انمحلال نرساند حجاب
 از چہرہ مقصود بر نہ افتد اگر چه آن حال لمحہ باشد و این ہماں قدر کہ در تقدیر رفتہ است روئے می نماید
 علی تفاوت الاستعداد پس ہمیشہ منتظر باید بود کہ حق سبحانہ بوجود مہیوب حقانی کہ مقربان خود را بد آن
 مخصوص گردانیدہ است مشرف سازد و این جا کسب را اصلا و خلی نیست محض بمہبت وی تعالیٰ و
 تقدس و ست و ہد درین مقام مضمون این مصرع -

از علم گذشتیم و بمعلوم رسیدیم

واضح گردد - ذلک هو الفوز العظیم ط

پنجمینہ - ششم صفر نہ مذکور

بدولت حضور مشرف شد سخن در تحقیق محبت ذات و محبت صفات رفت بر لفظ مبارک
 رانند کہ محبت صفات آنست کہ کسی بشخصے محبت دارد و ازین ہمت کہ او عالم است یا شجاع درین
 وقت محبت او منوط بصفت علم و شجاعت باشد چنانچہ اگر این اوصاف از او مرتفع شود محبت او ہم نماند
 و محبت ذات آنکہ او را دوست دارد بی ملاحظہ بیچ صفتی نہ در وقت اتصاف او بصفتی در محبت ترایدے
 و نہ در وقت عدم اتصاف نقصانی ہمدین محل فرمودند محبت ذات اہل شہود کسی راست کہ عرض نمود
 در میان نباشند چنانچہ بعضے ازین ہمت و دوست دارند کہ از مشاہدہ اولذتی و سروری در ایشان پیدا
 شود و بعضے ہمت نہ بینند محبت بذات صرف او دارند اگر درین مقام بتجلیات جمال اولذت و سرور
 بایشان رسید بیچ منافات بجمت ذاتی ندارد بلکہ این کمال محبت ذاتی است ہم و درین محل کتابی از مصنفا
 حضرت مولانا عبدالرحمن جامی قدس سرہ السامی کہ پیش حضرت ایشاں نہادہ بود برواشتند و کشادند - این
 حدیث قدسی بر آمد کہ من قتله و حببتی فان اولیئکہ بیان عالی فرمودند کہ حق سبحانہ بیان طریق مراقبہ

فرموده است کہ ہر گاہ محبت ذاتی بر تہ فناء و امانت برسد محب بذوق یافت و تجلی ذات فائز گردد و اینجادیت ہمیں ذوق یافت است کہ بعد از فنا و محبت ذاتی بظہور میرسد یعنی طریقہ مراقبہ مذکورہ کہ عبارت از ظہور محبت ذوقیہ است البتہ موصل بمقصود است۔ بعد از این سخن فرمودند کہ ملاطرتیہ ما بریں سہ چیز است۔ رسوخ بر عقائد اہل سنت و جماعت۔ و دوم آگاہی و عبادت۔ ہر کرا وریکی ازین ہا فتویٰ رفت از طریقہ ما برآید فنعوذ باللہ من الذل بعد العز و من الرذیۃ بعد القبول ہمدردین محل محرر این سطور عرضداشت کرد کہ آرزو دارم کہ ہر چہ در حضرت عالی مذکور می شود با جازت آنحضرت در قید کتاب آورده شود۔ بعد از خواہش بسیار فرمودند بنویس و بمن نمائی۔ خوشحال شدم و فرحت عظیم بمن روی نمود بخاطر آوردم کہ این دولت بس عظیم است کہ نامزد روزگار من شدہ و غالباً این خوش حالی نفسانی بودہ است۔ مجلس چند کہ بے اجازت نوشتہ بودم در نظر مبارک در آوردم فرمودند این نوع سخنان در کتب مردم بسیار است چہ احتیاج کہ بگوئید من از فلانی شنیدم عرض کردم کہ مرابنور این سخنان باطن نورانی میگردد و قوت فہم سخنان اکابر روی می نماید و راہ روشن می شود فرمودند کہ اگر شمارہ اباین نوع سخنان بسری است چیزے ازین علم بخوانید نوشتن چہ در کار است ننویسید کہ نفس شمارہ درین جا دخل است لاجرم دست از آن دولت کوتاہ کردہ آمد و خاطر ارادہ منصرف شد۔ ابیات

مرا این غول نفس دیو کردار
نگذاند در خرابی ہائے بسیار

کنون زین باد یہ تا کار و انم
مگر گرس رساند استخوانم

تا آنکہ در شہر رمضان المبارک سنہ مذکور عنایت الہی در کار شد و طالع یاوری کرد و

غنیچہ امید بشکفت و از چہرہ تم مقصود پرودہ بر افتاد و نخل سعادت بہار آمد یعنی جناب میاں شیخ احمد

سرنندی و غیر ہم کہ از مقربان و مقبولان در گاہ خلایق پناہ اند تقریبی سمانند و مکرراً درخواست

قبول این امر خطیر کردند۔ بعد از تامل و تردد بسیار قبول کردند و فرمودند سخنی کہ در طریقہ دخلی و اشنتہ

باشد بنویسند و حکایات و معاملات مشائخ را کہ مذکور می شود بیان ضم نہ سازند و کافی راست نہ کنند

چون آرزوی این فقیر بنیل این مراد سابق بود و بواعث نفسانی و وداعی طبیعی و درین مدت بگوشتہ

دلتہ و بی قوت گشتہ لاجرم این دولت باز بمن انتقال کرد و این سعادت نامزد طالع این شوریدہ

شد بیت

مورد مسکین ہو سکتے تھے کہ در کعبہ رسد دست در پائے کبوتر زد و ناگاہ رسید

حسب الامر العالی حکایاتی کہ در خلال مجلس اقدس مذکور می شود ہر چند فوائد عظیم در ضمن آن مندرج میسود حتی الامکان زبان قلم اذ ان نگاہ داشته آمد الا در جائیکہ تحریر سخن حضرت ایشان موقوف بر آن بود اکنون بتائید الہی و استمداد ازار روح طیبت حضرت خواجگان قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم و استعانت از باطن اقدس حضرت ایشان دریں امر شروع نمایم و نعوذ باللہ من الخلل و الزلل۔

پنجمینہ یازدہم ماہ رمضان المبارک سنہ تسع و الف

بسعادت زمین بوس مشرف شد بعد از افطار مردے از صوفیان شیخ مجلال تھانیسری بملازمت آمد ظاہر این مرد قبل از افطار آمدہ بود و منتظر طعام خیلگی برداشتہ و این شخص ہمیشہ بعد از ادای تہجد طعام میخوردہ است و صوم دوام میداشتہ حضرت ایشان این معنی روشن گشتہ حاضران را مخاطب ساختہ فرمودند کہ روزہ داشتن در صفت حق سبحانہ آمدن است۔ چون او تعالیٰ و تقدس از اکل و شرب منزہ است بندہ میخواہد کہ زمانی متعلق باین خلق شود لیکن اظہاراً للعجز باند کہ سحر بخورد آنگاہ بادب و عجز در روزہ شروع نماید تا از دائرہ بندگی بر نہ افتد و قدرت و قوت کہ صفت خاصہ اوست عز و علا مخصوص او گردانیدہ بود و همچنین قیام لیل نیز در صفت حق سبحانہ در آمدن است۔ چون او تعالیٰ و تقدس منزہ از نوم است بندہ درین صفت باور افتد نمودہ قیام لیل شروع می نماید باید کہ گستاخانہ با حول و قوہ خود درین صفت در نیاید و اول شب بطعام تجلیل نماید تا عجز خود عرضہ داده باشد۔ آن مرد فی الحال از وضع سابق برگشتہ طعام طلبید و گفت اگر طعام حاضر باشد بخورم گویند این مرد بغایتی برقرار داد خود را سخ بود کہ بگفتہ والدین ہم اول شب طعام نخوردی۔ ہمیشہ بعد از تہجد و تراویح تناول کردی و پیوستہ صائم بودی بعد از ان برائے کاریکہ آمدہ بود عرضہ داشت و باز گشت ہمدرین محل فرمودند کہ در فوائد الفواد دیدہ شدہ است کہ او اہل حال روزگاری ابراہیم او ہم قدس سرہ قوت خود بہیم کشتی میکردہ اند و در ایام از عبادت مرد بہ ملازمت ایشان آمدہ است کہ تمام شب قیام کردی بر ایشان تحقیق شدہ کہ لقمہ او پریشان است، باو

فرمودہ اند میتوانی کہ روزے چند از طعام ما بخوری ولی راضی شدہ در دوسمہ روزہ بکرت لقمہ پاک کار
 او بجائے رسید کہ در سنن موکدہ ہم تقاعدی از و نمیدہ سے شد انتہی کلام سلمہ اللہ تعالیٰ و البقاء ظاہر اقیام
 او نفسانی بود و بطویل لقمہ پاک نفسانیہا نابود گشتہ بجائے او حقانیت متولد شدہ باشد واللہ اعلم

چہار شنبہ بست و حکم شہر شوال سند مذکور

سعادۃ حضور روئے داد نفحات الانس مطالعہ می کردند سخن در جاہ افتاد فرمودند شیخ ابو
 عبد اللہ شہیف جاسی داشت کہ مشاہیر روزگار و دختران خود را برائے افتخار و تبرک برسم نیاز پیش او
 آوردند و او بنکاح گرفتہ و بجای ہر کدام یکی را از زمان سابق طلاق گرفتہ ہم چنین تا ہفتاد زن
 بہم رسیدہ بودند و بہ بیچ کدام ازین ہا نزدیک نکرده چون ایشان را دریں معنی توہمی بخاطر آمدہ ہمہ اینہا
 جمع شدہ پیش یکے ازینہا کہ صاحب جمال و دختر وزیر سے بود و خدمت شیخ بسیار کردے و شیخ باو
 مییے داشت آمدند و از حقیقت حال استفسار کردند۔ وی گفت۔ ایں قدر و اعلم کہ روزے دست
 من بگریبان خود فرو برد۔ دیدم کہ از سینہ او تاناف ہفدہ گلولہ برآمدہ بود۔ سر آن بر سپیدم گفت اینہا
 از مریب است کہ از مثل تو نازنینی خود را نگاہ میدارم۔ ہمہ درین محل فرمودند کہ حق سبحانہ تعالیٰ مقتدایان
 را در ہر زمان بطور سے میدارد کہ صلح مریدان آنوقت در آنست ہمانا مریدان آنوقت را کہ خدائی
 مضر بود۔ درین آثار مجذوبی از حاضران سوال کرد کہ اینہا کہ حکم کردہ اند و اشارت بزرگانی کرد کہ در
 نفحات مذکور اند و تشخیص احوال مشلخ نمودہ اند کہ فلاں بزرگ چنان بود و آن دیگر چنین۔ مگر در
 لوح محفوظ حال او را دیدہ گفتہ اند یا بقیاس و تخمین فرمودند کہ ہر چه میگویند بالہام حق سبحانہ تعالیٰ
 یا بقرس کامل کہ ایشان را حق سبحانہ تعالیٰ اعطا کردہ است و ریافتہ حکم میکنند و ہر کدام بر اندازہ صفات
 خود کہ از مباد صفات فیاض نصیبہ ایشان شدہ است پتیر سے می فہمند۔ ائمہ مجتہدین از معانی قرآن
 نکات علوم شرعیہ استخراج کردند و اولیاء اللہ حقائق و معارف ازاں معانی فرا گرفتند۔ ہمہ دریں محل
 فرمودند کہ شخصی از حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ پر سید کہ شما از اہل بیت آل سرور صلی اللہ علیہ وسلم و از
 شما قریب تر سے نبود بشما چیز سے گفتہ باشند کہ بد بگیران نہ گفتہ اند چنین نسبت آنچه بد بگیران گفتہ اند بما ہم

گفتند اندو آنچه بگفتند اندیمہ گفتند اندانامارا قمی و در یافتی وادہ اند کہ بدیگران ندادہ اند و این دو بیت
از مثنوی خوانند

اہل دین از دور نامت بشنوند تا بقعر تار و پودست در روند
بلکہ پیش از زادن تو سال ہا دیدہ باشند ترا بحال ہا
باز آن مجذوب عرضہ داشت کہ اَلْحَقُّ يَخْتَلِي وَيُصِيبُ لَعْنَةُ خَلِيفَةِ
ائمہ شریع است۔ فرمودند خطائے این طائفہ در مفهوم کلام یک دیگر است نہ در اصل مسئلہ۔ در اصل
ہمہ متفق اند خطا در مفهوم کردہ اند از ان رو کہ قائل فصیح نیست۔ در عبارت او قصور سے است کہ
مدلول مفهوم نمی شود یا از ان جهت کہ حال این بحال آن دیگر برابر نیست۔ زوائد احوال اور بحسب حال
خو و رنگ و دیگر فراموش کردہ است و تخطیہ شیخ علاء الدولہ سمنانی نسبت شیخ نجی الدین ابن
عربی از قسم ثانی است۔ در نفحات مذکور است کہ بعضی از فضلا کہ بہر دو ایشان معتقد اند تحقیق فرمودند
کہ مخالفت بینہما جزو در مفهوم نیست والا در اصل مسئلہ بیچ نزاعی ندارد نہ لیکن آن فاضل مخالفت را
از قسم ثانی ندانستہ و عام فہم را عذر سے نیاوردہ۔ وہم در نفحات مذکور است کہ شیخ علاء الدولہ در حاشیہ
فتوحات نسبت بہ شیخ نوشتہ است اَيْهَا الْحَقُّ اَيْهَا الصِّدِّيقُ و در جای تخطیہ و تکفیر کردہ است
این سخن مقوی آنست کہ تخطیہ بحسب عدم فہم است یعنی آنچه یافتہ است قبول و اششہ و آنچه نیافتہ نفی
کردہ اصلاً نفس را درین جا تشابہ نیست باز آن مجذوب عرضہ داشت کہ اینہا استخوان ہا آورده بودند
کہ چنین شدند یا بتوجہ مرشد بر انتب و لایت رسیدند۔ فرمودند کہ ہم این بود وہم آن چہ استاد کیما کہ
از چند جوہر مثل سیلاب و مس و غیرہ طلا می سازد و از خاک نمی سازد۔ بیت

بس نکتہ لطیفست بباہد کہ تا کسی مقبول طبع مردم صاحب نظر شود

لحقی سخن در احتیاط لقمہ افتاد از اکابر عزیز سے آرام برودہ فرمودند کہ او گفتہ است کہ وقت طعام
خوردن حاضر باید بود کہ بخلت خوردہ نشود چہ لقمہ بمشابہ تخم است اگر از سر حضور بکار رفتہ است
حضور می آرد و الا پریشانی و غفلت اگر چہ لقمہ پاک ہم باشد از حاضران فقیر سے سوال کرد ازین جا
ظاہری شود کہ اگر بشہت ہم بخورد و حاضر باشند حضور آرد فرمودند چون نہ اما در آرام البتہ فتوری
خواہد رفت و راہ ترقی جزو آرام نیست۔ صاحب آرام مثل سائلے است کہ برور کویم ایستادہ است

شبه داشتند که اگر عکس صور علمیه بر ظاهر وجود افتد - نهایت ذات حق و محلیت وجود مطلق تعالی شان لازم می آید - بعد از این وقت حضرت ایشان بروقت آنها رسیدند - پرسیدند که چه مذاکره میرفت چو شبه خود را مقرر ساختند حضرت ایشان در جواب آن فرمودند که بی نهایتی حق سبحانه تعالی نه بان معنی است که در اجسام است باعتبار طول و عرض بان معنی است که بی تعیین و تمیز است و بگر محل آن صور ذات نیست که محلیت لازم آید بلکه محل آن وهم است چنانچه صورت متنقش در آئینه نه درون او نه بیرون او است اما وهم حکم میکنند که بر روی آئینه است و محل او خیال است که آنرا مثال متصل گویند و آئینه همچنان بر صرافت بزرگی خود بعد از این محل فرمودند که توحید حاصل می باید کرد و توحید محققین از علمائے متکلمین لا مؤثر فی الوجود إلا الله است یعنی تمام قدرت خود را بحق سبحانه دادن و خود را از ان خالی ساختن - اگر چه بعضی از متاخرین علماء قدرت موثره را ببنده هم فی الجمله اثبات می کنند و توحید ایشان لا معبود إلا الله است اما مذہب اصح همانست که لا مؤثر فی الوجود إلا الله و صوفیه چنانچه فعل و قدرت را منسوب بحق می کنند - باقی صفات سبعة را مثل علم و سمع و بصر و حیات و کلام نیز منسوب بحق میکنند و می گویند لا مؤثر إلا الله بالجمله توحید حاصل می باید کرد اگر آن عکس یا عکس معلوم نشود و در قیامت مواخذه نخواهند کرد و هر چند از این توحید خاص نخواهند پرسید و آنچه تکلیف بان کرده اند معنی لا معبود إلا الله است اما چون اخلاص تام بی این توحید که مقرر صوفیه است پیدا نمی شود و إلا الله الدین الخالص بضرورت این توحید حاصل می باید کرد تا اخلاص پیدا شود - و وصل - روزی مقامات شیخ حسین خوارزمی قدس سره مطالعه میکردند تعریف شیخ خلیل اللہ که یکی از خلفائے شیخ بود بسیار کردند و فرمودند حسب جاه از دبر طرف شده بود باین تقریب فرمودند که جاه دو جاه است یکی جاه عند الناس که از بقایای نفس است آن خود بطور این طائفه شرک است و جاه عند اللہ که از بقایای روح است و آنکه گفته اند که اخیر ما یخرج من رؤس الصّٰدِقِیْنِ حُبُّ الْجَاهِ مراد قسم ثانی است از و این جاه بر طرف شده بود - چنانچه چند تن از مریدان که هم در طریقه ایشان استعداد شیخی پیدا کرده بودند نزدیک مزار اومی بودند و خلوت می بر آوردند و هرگز جای نرفتند و شیخی نگرفتند و این از آثار آن نظر است و ایضا هم درین مقامات مذکور است که یکی از صوفیان شیخ زاهدین سره حالی پیش آمده بود و شیخ عنونه داشت که من خود را در صحرائے نورانی بحق سبحانه حاضر می یابم و در وقتی که

بایاران نشسته ام ازین غایبم و در آن صبح حاضر شیخ او را اشارتی داده فرمودند که خلوت در آنجمن که در
 سلسله عالیہ فقیہانند میگویند این است حضرت ایشان فرمودند که خلوت در آنجمن که درین سلسله مشهور است
 چیزی دیگر است و این چیزی است که مبتدیان این طریق را در دوسه روز روزه می نمایند. لکن سخن از
 استقامت شیخ نورالدین رفت و این شیخ نورالدین از مشاییر علمای پنجاب است و بسیار از مردم آن
 صوب پادشاه پادشاه فرمودند که او لصد و بیست سالگی رسیده بود و بغایت ضعیف شده اما نوافل بسیار
 می گذارد و شبها اجبار میکرد و در عمل کوشش بلوغ داشت. گویند شیخ ۳ سال پہلوی خود بر زمین نهاده
 بود. از حاضران شخصی عرض داشت که هرگز از ایشان حقائق و معارف شنیده نمی شد. فرمودند آدمی
 بشرایع مامور است نه بحقائق و معارف و آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم هیچ کس تکلیف بمعارف صوفیہ
 نمی کردند همیشه تلقین شریعت می کردند و چه عظیم سعادت است که کسی بر متابعت مصطفی صلی اللہ علیہ
 وسلم و صحابه کرام رضی اللہ عنہم بود و در عمل کوشیده باشد و نیز فرمودند که معرفت را اقسام و مراتب
 بسیار است. اگر از حقائق و معارف نصیبی و افزاشته باشد بهتر و خوبتر. اصل کار بر شریعت بودن است
 میفرمودند که توحید سالم آنست که نقائص را بیقین خود که اناب سر او می افتد اضافه کنی و از استعداد
 او شماری و کمالات را بحضرت اطلاق راجح داری هر چند که معتقد لا موجد الا الله باشی. شخصی
 از حاضران سوال کرد که آنکه شیخ ابوعلی فارمدی قدس سره فرموده است که میتوانی که سالک متخلق شود
 بجمیع اسماء و صفات الهی و هموز و اصل نباشد با آن سخن مشهور تناقض دارد که تخلق با خلاق الهی بعد از
 وصول حاصل میشود. فرمودند که در کلام ایشان لفظ تواند واقع شده پس میتوانی که بعضی را در زمان سیر
 الی اللہ پیش از وصول نیز دست و پا اما اکثر آنست که بعد از وصول بمقام سیر فی اللہ حاصل شود.
 لیکن اگر کسی اصلاح سازد و تخلق قبل از وصول را تخلق گوید و بعد از وصول را تحقق مناسب است.

چهارشنبه سیزدهم ذی القعدة مذکور

سعادت زمین بوسه دهنی و در تعدد و پیر افتاد بر لفظ مبارک را اندند که پیر سده است
 پیر خرقه و پیر تعلیم ذکر و پیر صحبت پوشیده مانند که پیر خرقه آنست که خرقه ارادت از او پوشیده باشد و

از کسے کہ خرقہ تبرک و اجازت یافتہ باشند۔ در اصطلاح این طائفہ اور اپیر خرقہ گویند و پیر تعلیم
 ذکر ظاہر است۔ و پیر صحبت آنکہ با وصیت داشته و از صحبت او منافع و ترقیات حاصل کرده باشند
 ہمدرین محل فرمودند کہ در سلسلہ چشتیہ و سہروردیہ در ہندوستان مدار بر خرقہ است پیر مطلق با اصطلاح
 اہل این سلاسل پیر خرقہ را گویند و لہذا تعد و پیر را قبول نہ داند و پیر تعلیم و صحبت را مرشد گویند موافق
 این سخن بزرگی را نام برده فرمودند کہ در رسائل خود نوشتہ کہ تعد و پیر خرقہ مکروہ است و ہم چنین پیر تعلیم اما
 پیر صحبت می تواند کہ متعدد باشد بشرط اجازت پیر اول یا فوت صحبت او۔ بعد ازین سخن فرمودند کہ
 آنکے پیر خرقہ متعددی باشد اما پیر تعلیم ہمو پیر صحبت متعددی باشد و معمول سالکان است و فرمودند
 کہ در سلاسل خرقہ را معنعن از حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم استادی گفتند و ذکر معنعن بیان
 نہ کردہ اند۔ اما در سلسلہ نقشبندیہ و کبریہ ذکر معنعن از حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم رسد است
 از حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ و حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ الی یومنا ہذا و در سلاسل خرقہ
 نرفتنہ ہم درین محل یکی از حاضران سوال کرد کہ آنکہ میگویند کہ در سلسلہ عالیہ نقشبندیہ طریقہ رابطہ از حضرت
 صدیق اکبر و طریقہ ذکر از حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہما رسیدہ چون است۔ فرمودند ذکرے
 کہ درین سلسلہ است کہ آنرا اوقات عدوی خوانند بطریقہ معہود مثل حبس نفس و ضم محمد رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ و علی آلہ وسلم باوے از حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ معنعن رسیدہ است و طریق صحبت نیز
 از ایشان رسیدہ چو کہ ایشان در سفر حضرت بان سرور صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم ہمراہ می بودند و آنرا را
 صحبت می گرفتند۔ اصل درین کار صحبت است و رابطہ ظلی او بر تقدیر فقدان صحبت صورتی
 رابطہ کہ صحبت معنوی است اکتفا نمودہ اند۔ ہم درین محل فرمودند کہ اگر کسے از پیر صحبت بد راہ صحبت
 بکمال رسیدہ باشد اورا بہ پیر تعلیم کہ تلقین ذکر از او بگیرد حاجت نبود۔ مثلاً شخصی کہ بمنزل رسید بعد از آن
 اورا با سپ خریدن حاجت نباشد۔ بعد ازین سخن بتقریبی این نقل بنظر مبارک حضرت ایشان درآمد
 کہ حضرت مخدومی مولانا عبد الرحمن الجامی قدس سرہ السامی در تقدیر موص آورده اند کہ گاہ باشد کہ
 در حال حضور سبب آنکہ از حس غائب شوند۔ بعضے از حقائق امور غیبیہ بر این طائفہ کشف شود آنرا
 مکاشفہ خوانند و مکاشفہ ہرگز کاویب نبود چہ مکاشفہ عبارت است از تفرود روح بطلعہ مخیبات
 در حال تجرد از خواستی بدن فرمودند کہ این مضمون را حضرت مخدومی از ترجمہ عوارف نقل کرده و تحقیق

آنتست کہ در بعضی مکاشفات کہ خیال را در ان مدخلی هست نیز خطای شود اما علوم یقینی کہ برہد کہ ہم
می شوند خطا را در آنجا مدخلی نیست۔ ہمدین محل شخصے از حاضران عرضہ کرد کہ در بعضی علوم یقینی
کہ بطریق الہام معلوم ہد کہ میشود نیز خطائے یافتہ میشود فرمودند سببش آنتست کہ بعضی از مقدمات
مسئلہ خود را کہ صاحب این دیدہ بت یقینی مقرر است بان علوم ضم کردہ است خطا ازاں راہ آمدہ
والا خطا را در جایی کہ صرف علوم ملہم باشند گنجائش نیست و ہذا علمائے معقولین کہ احتمال علم
معقول می کنند مراعات قوانین منطقیہ می نمایند ہم خطا در فکر ایشان راہ می یابد سرش ہمانست
کہ مقدمات مقررہ خود را یقینی خیال کردہ در آنجا مدخل دادہ اند والا منطق علمی است کہ رعایت او
ذہن را از خطا در فکر نگاہ میدارد۔ اگر صرف احتمال منطق می بود و ضم مقدمات دیگر از پیش نحو
می کردند ہرگز خطائی خوردند۔ بعد از اتمام این سخن فرمودند کہ متوجہمان الی اللہ را کشف بیچ و رکاز نیست
کشف و و نوع است کشف و نبوی و آل خود اصلا بکار نمی آید و کشف اخروی و آن در کتاب و
سنت مبین شدہ است و برائے عمل کافی است و کشفی بان برابر نیست۔

ایضاً می فرمودند کہ مشائخ را بر تربیت و ارشاد خلق یکی ازین سہ چیز باعث می شود۔ الہام
حق سبحانہ یا حکم پیر یا شفقت بر خلق۔ چون خلق را بر ضدالت می بیند دفع ضرر از ایشان می کند۔ آن
ضرر مثل عذاب دوزخ و اہوال قیامت پس بمقتضائے شفقت آن است کہ ترویج شریعت
لازم گرفتہ اینہا را بوعظ و نصیحت بچھبط آداب و اقامت شرائع امر بکنند مثل تعلیم و تعلم فقہ و
حدیث و عمل کردن بموجب آن نہ آنکہ اینہا را واصل سازند۔ واصل ساختن شرط شفقت نیست
یعنی امر کے زائد سے است و شفقت ہماں قدر کافی است۔ لختی سخن در فضیلت و شرف
مشائخ بر یک دیگر افتاد فرمودند شرف صفائی است نظر بانکہ یکے را در معرفت بیشتر از ان
دیگر است یا خوارق ابن بر خوارق آن فوقیت دارد۔ اما در ذات جملہ برابر اند و این کہ مردم
بر یکی بیشتر معتقد شدند فضیلتے نیست۔ اعتبار فضیلتے راست کہ نزد حق سبحانہ در قرب و معرفت
داشتہ باشند۔ می فرمودند کہ حاصل این طریقہ تربیت انجذاب ایمانی است کہ دعوت تمامی انبیاء
حاصل بدان واقع است می فرمودند کہ نہایت قرب بندہ و اتصال نسبت بذات حق زیادہ بران
نیست کہ دوام آگاہی و آرام کہ بقنا کشد حاصل شود۔ چون این نسبت حاصل شد سالک بچھصول

این نسبت مشرف بر تہ و ولایت شد و کمال آتے کہ در حصول مقامات و تجلیات اسماء و صفات کہ سالکان طریق دیگر را بہ تفصیل حاصل می شود و دیگر است اما بحصول نسبت قرب و اتصال کہ بذات حق سبحانہ حاصل شد بر تہ و ولایت انحصار رسیده۔ ایضاً می فرمودند کہ اقل در آمد طالبان این طریقہ در سر حد فناست و معنی اندراج نہایت در بذات کہ گہرائے این سلسلہ عالیہ اشارت بدان کردہ اند این است۔ ایضاً می فرمودند کہ ابتدائے حال بخاطر میرسد کہ بہ تفصیل سلوک کردہ شود چنانچہ اہل سلسلہ کبریہ میکنند حضرت خواجہ محمد پارہ ساقدس سرہ در خواب آمدند و فرمودند کہ حاصل سلوک بتفصیل آنست کہ تہذیب اخلاق حاصل شود۔ چون این معنی حاصل شد سلوک بتفصیل کردن تحصیل حاصل است۔ ایضاً می فرمودند کہ ارباب رضا را بلائیت در بلانمی ماند و کہ است در نظر ایشان نسبت از ان جهت کہ فعل حق سبحانہ است۔ ایضاً می فرمودند کہ داؤد و یونوری رحمۃ اللہ علیہ گفتہ کہ معده محل طعام است۔ اگر حلال و روسے افگنی قوت طاعت یابی و اگر بشت بود راہ حق پوشیدہ کند و اگر حرام باشد معصیت زاید۔ ایضاً کہ شیخ ابوسعید ابن ابی النخیر قدس سرہ بر اسے میرفت۔ شخصے قفائے بر و بزود۔ شیخ بر قفانگر لیست۔ آل شخص گفتہ چہ می بینی۔ صوفیے از حق بدان شیخ گفت میدانم کہ از حق است سبحانہ لیکن می بلتم تا مظهر این شقاوت کہ شدہ است۔

تہذیب طبع و سوم ذمی القعد تسع والفت

دولت زمین بوس بدست آمد سخن در احتیاط لقمہ افتاد۔ فرمودند کہ تنہا بر قلبیت لقمہ اکتفا نباید کرد۔ باید کہ ہیزم و آب و ظروف ہم از وجہ حلال باشد و پزندہ طعام آگاہ بحق سبحانہ و در وقت خوردن از سر حضور و آگاہی بکار بوند کہ از لقمہ بے احتیاط و روسے می خیزد کہ مجاری فیض سے بندد و ارواح طیبہ کہ بر تو فیض اند مقابل قلب منی شوند۔ ہمدین محل فرمودند کہ ضعیف و ماغالی را باید کہ طعام سے کہ ملائم طبع و مقوی دماغ باشد بخورد مثلاً اگر ضعیف و ماغی نان جو غذا کند۔ البتہ سبستی بدماغ اوراہ باید و راہ فیض بر بند و موافق این سخن فرمودند کہ یک فیض خاصی ہست کہ بدماغ میرسد

در وقتیکہ سب سے بدماغ رفت آن فیض نمی رسد۔ لاجرم احتیاط باید کرد کہ طعمے کہ ملائم طبع نباشد خورد و روزہ ہائے زائد بر خود لازم نگیرد کہ موجب ضعف و مانع شود خصوصاً اہل کشف را احتیاط ببلوغ در تقویت دماغ باید کرد کہ اکثرے پوست و مانع موجب غلط و کشف میشود۔ ہمدین محل شخصے در خدمت حضرت ایشان نقل کرد کہ فلا نے میگفتہ است و نام یکے از اکابر وقت را گرفت کہ حضرت ایشان طالبان خود را از اعتقادے کہ بہ پیران سابق دارند بری می فرمایند و افادہ را موقوف بآن می دارند فرمودند کہ این چنین نیست لیکن چون در بعضے از طالبان تند بذبے میبایم اشارتے بیک رویہ شدن آنها می کنم و ازین باب در کتب قوم بسیار یافتہ می شود۔ چنانچہ یکی گفتہ است کہ ہر کہ یکجا ہمہ جا و ہر کہ ہمہ جا ہیچ جا و دیگرے گفتہ یک در گیر محکم گیر۔ دیگرے گفتہ توحید مطلب شرط راہ است و ہم برین قیاس پس چون حقیقت کار چنین باشد و آنچه حق است باہنا تکویم آوارہ شان گزارم آنها کہ پیش من می آیند برائے استفادہ می آیند نہ برائے امرے دیگر۔ بعد ازین سخن فرمودند کہ اعتقادے کہ ما باہل این سلاسل داریم ہمانا کہ اشارت بسلسلہ حشیدیہ و قادریہ و سہروردیہ کردند دیگر الی کجا دارند خصوصاً عامہ اہل ہند کہ اعتقاد این ہا نزدیک بشرک چیزے است۔ ما اہل این سلاسل را فانی فی اللہ می دانیم و این مردم موثر مستقل اعتقاد می کنند۔ نختے سخن در بیان این حدیث قدسی افتاد کہ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي فَرُّوْند کہ بخارے تعالی اشکوں باید بود و بہ نفس خود بدگمان و مخالف مشائخ را اختلاف است درین کہ غالب حال بندہ مومن رجا باید یا خوف بعضے گفتہ اند و پیری رجا و در جوانی خوف و تحقیق آنست کہ ہمیشہ رجا باید کہ غالب باشد تَمَّهٌ حَدِيثٍ اِنْ ذَكَرْتَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتَهُ فِي نَفْسِي وَاِنْ ذَكَرْتَنِي فِي مَلَايِهِ ذَكَرْتَهُ فِي مَلَايِ خَيْرِي هُنَّ يَعْنِي فِي مَلَايِ الْمَلَائِكَةِ فَرُّوْند کہ خیریت ملائکہ در صورتے کہ ذکر بندہ مرحق را سبحانہ در ملائکہ آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم باشند نہ باعتبار آنست کہ رسل ملک افضل باشند۔ از

خود صلی اللہ علیہ وسلم باشند۔ اگرچہ در کتاب لفظ (باشد) است۔ چنانچہ اینجا نوشته است لیکن مقتضائے کلام دلالت می کند کہ لفظ (نہ باشد) باید کہ بود زیرا کہ آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم بالیقین سید الانبیاء والمرسلین افضل الخلائق اجمعین اند۔ ہیچ ملائکہ از ایشان افضل نمی تواند شد۔ جبریل و میکائیل کہ سر کردہ ملائکہ عالی قدر اند از او زردے حضرت ایشان اند۔

فاطمہ وائل ابو الحسن زید فاروقی

رسول بشرو حال آنکه مذہب اہل تحقیق آنست کہ رسول بشر افضل است از رسول ملک بل باعتبار آنست کہ وجود روحانی آل سرور کہ در ملا را علی است ذکر حق سبحانہ بندہ را در ان ملا را باشد یا خیریت ملا را باعتبار آل باشد کہ جماعتی از فرشتگان اند کہ آن ہا مہکین من گویند و آنہا افضل اند از رسول بشرو ذکر حق سبحانہ بندہ را در ان ملا را باشد۔

دو شنبہ طہیبت پنجم ذی القعدہ تسع و الف

سعادت زمین بوس حاصل شد سخن در ترقی بعد الموت افتاد فرمودند کہ شیخ ابن عربی رضی اللہ عنہ گفته است کہ اگر کسی بہ نیت صحیح و اعتقاد درست در راہ حق سبحانہ در آید و آداب شریعت کما حقہ بجا آرد و او را از اذواق و مواجید این طائفہ در حین حیات نصیبی نباشد البتہ بعد از موت احوال و اذواق این طائفہ اش بدہند حضرت ایشاں سلمہ اللہ تعالی و البقاہ پارہ تامل کردند و فرمودند بلکہ این چنین کس را ہم درین عالم وقت احتضار باین دولتش مشرف سازند۔ بعد ازین سخن فرمودند کہ اعتقاد درست و رعایت احکام شریعت و اخلاص و دوام توجہ بجناب حق سبحانہ بزرگترین دولتست ہست ہیچ ذوقی و وجدانی بہ این برابر نیست۔ این باید کہ داشتہ باشی و گویہیچ چیز گو مباحش۔

شنبہ ششم ذی القعدہ نہ مذکور

بجلس عالی بار یافت۔ از حاضران شخصی سوال کرد کہ نسبت حضرات خواجگان قدس اللہ امرار ہم خود قدیم است چیزے کہ حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہ الحاق کردہ باشند۔ کدام است کہ این سلسلہ بہ نقشبندیہ مشہور شد۔ فرمودند بعضی تعلیمات و کیفیات الحاق کردہ اند چنانچہ حضرت خواجہ احمد قدس اللہ سرہ العزیز نوشتہ اند کہ خاتم این نسبت بر وجہ کمال ایشان بودند خاتم آنست کہ بجا تمام ختم میکند و خود ہم فرمودہ اند کہ من اختیار طریقہ کردم کہ البتہ موصل باشد۔ و آل طریقہ مجتہد و انجذاب است بطریق مخصوص کہ درین طریقہ معمول است بعد ازین سخن فرمودند

کہ طریقہ انجذاب و محبت البتہ موصل است و او را روئے جز بسوئے ذات نیست بخلاف طرق دیگر
 کہ روئے بجانب الوازیز دارند۔ لاجرم بعضے بہمان الواز بازمی مانند و این انجذاب و محبت در جمع
 این سلسلہ عالیہ تربیت بہمان انجذاب می کنند۔ می فرمودند کہ رویت بالبصر موعود است۔ در حشر ازینجا
 ہمیدہ می شود کہ رویت بالقلب درین نشأۃ باشد و تحقیق آنست کہ رویت بالقلب نیز چنانچہ
 رویت بالبصر موعود است چہ رویت انکشاف تام است و تا روح متعلق این بدن است انکشاف
 نام صورت نمی بندد۔ ہر چند بے تعلق گردد و لا اقل علاقہ حیات باقی خواهد ماند اگر چند بصرافت اصلی مانند
 تعلقہ مانی خود باقی است۔ نختہ سخن در وحدت وجود و اختلاف شیخ علاؤالدولہ سمنانی با شیخ
 محی الدین عربی رضی اللہ عنہما افتاد بر لفظ مبارک راندند کہ نزاع این دو عزیز را کہ در اطلاق حق
 دارند۔ فضلائے کہ بہر دو ایشان معتقد بودند۔ لفظی داشته اند و چنین تحریر کردہ اند کہ شیخ محی الدین
 وجود حق را سبحانہ مطلق گفتہ است و شیخ علاؤالدولہ ازین اطلاق مطلق بشرط لائشے ہمیدہ طعن و تخطیہ
 کردہ است۔ اما مراد شیخ این نیست۔ بل مراد شیخ ازین اطلاق مطلق لا بشرطی شے است و معتقد
 شیخ علاؤالدولہ ہم ہمین است پس نزاع در لفظ است نہ در معنی ہم درین محل فرمودند کہ رفع نزاع
 نمی شود تا آنکہ شیخ علاؤالدولہ قائل نشود کہ موجودات خارجی جزو علم وجودی ندارند و صور علمیہ اعتباراً
 شیونات ذات است۔ روزے میاں شیخ احمد سرہندی را کہ از اجلہ اصحاب حضرت ایشانند،
 بسند نصحت میگردند ایشان را مخاطب ساختہ در انحنائے نسبت فرمودند کہ بعد از نماز بامداد تا
 اشراق بر مصلاب نشینید۔ اما حلقہ نکنید و بعد از ان از علوم دینی دو درس بگوئید لیکن وقت طالب علمی
 در میان نباشد و اکثر اوقات تصحیح کتب و مطالعہ و پیش داشتہ باشید و اگر سخن گوئید بطور علمہا گوئید نہ
 بطور صوفیہ و اگر احیاناً بطور صوفیہ گفتہ شود با علاقہ بگوئید کہ جزو مخاطب و گیرے نہ فہم و از انجا چیزے
 فراتر کہ موجب ذلت او گردد و مجلس سکوت را منحصر در میان تہجد و بامداد و اید ہم درین محل فرمودند
 کہ راہ افادہ و استفادہ جنسیت و مناسبت است نہ خوارق و تصرفات مستفید بقدر مناسبتے کہ بمفید
 دارد و معتقد کمال اومی شود و استفادہ میکند و بمقدار جنسیت خوارق و تصرفات او مشاہدہ میکند۔
 بمقدار جنسیت بدای می گرد و مثلاً اگر بر کسے اعتقاد عرفان دارد یا کسی را محبت حق سبحانہ میداند۔ البتہ
 نشأۃ عرفانی در باطن او پرتوے از نسبت جی و راستند او ش بہست۔ اگر ظاہر نباشد پوشیدہ خواهد بود

ہم برین قیاس از اوصاف ذمیمہ چنانچہ بت پرست مثلاً بمقدار مناسبتی کہ دل اور ابان سنگ بہت کمالات آن سنگ رومی دریا بد و جذب منافع از راه جنسیت از آن سنگ میکند و تا جسیت و مناسبت بنہمانہ باشد۔ راہ افادہ و استفادہ مسدود است۔ چنانچہ آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم چندال تصرفات در کار ابوطالب کردند و معجزات نمودند۔ باوجود آنکہ از ابتدا طفولیت خوارق و معجزات آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم را دیدہ بود۔ اما چون مناسبت مفقود بود فائدہ نداشت۔ چنانچہ کلام مجید بدار ناطق است إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَمَوْلَىٰ رُومِي فرماید

موجب ایماں نباشد معجزات
 موجب ایماں نباشد معجزات
 موجب ایماں نباشد معجزات
 موجب ایماں نباشد معجزات

جمعه سیزدهم ذی الحجہ مذکور

سعادت حضور بدست آمد چون ایں فقیر را دیدند تقسیم کناں فرمودند کہ برائے سخن شنیدن آمدہ ہم و ریں محل از حاضران شخصے را مخاطب ساختہ فرمودند کہ ابو عبد اللہ مروزی ہر جا سخن مشائخ می شنید۔ بہیکے می گفت کہ ایں را برائے من بنویس۔ چنانچہ از سخنان ایں طاقتہ مجلدی جمع کردہ بود و با نحو میداشت۔ روزے بر لب آبے طہارت می کرد۔ ناگاہ آن مجلد در آب افتاد۔ وے گوید کہ من ازیں معنی سخت متالم شدم و درین تالم و تاسف می بودم کہ شبے سہل عبد اللہ تستری را بخواب دیدم کہ بمن گفت کہ عمل بمقتضائے سخنان ایشان باید کرد۔ نوشتن ہیچ نیست زمانے بریں بگذشت کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم در آن خواب ظاہر شدند و بمن خطاب کردہ فرمودند کہ بایں صدیق یعنی سہل تستری بگوئے کہ سخنان ایشان نوشتن اثر محبت ایشان است و محبت ایشان عین مقصود۔ یعنی سخن در سماع نغمہ افتاد شخصے ایں مصرع خواند کہ شیخ سعدی شیرازی قدس سرہ گفتہ۔ مصرعہ کہ ایں حظ نفس است و آل قوت روح

Marfat.com

یعنی دیدن حسن حفظ نفس و سماع نغمه قوت روح فرمودند که هر دو از یک عالم است اگر حفظ نفس است یا قوت روح در هر دو مندرج است در فم قاصر راقم عنی اللہ چنان میرسد که گرفتار نفس را از هر دو حفظ نفس حاصل است و رہائی یافته از قید نفس را از هر دو قوت روح نزد جماعتی که سماع نغمه را سماع گفته اند

دوشنبه شانزدهم ذی الحجہ مذکور

بجلس عالی باریافت - شخصی به یکے دعوائی داشت ظاہر از تنگ بحضور قاضی نبی رفت فرمودند کہ قاضی نائب شرع است ہر گاہ مناقشہ در میان آید و این کس تابع شرع است اورا ناگزیر پیش قاضی باید رفت مناسب این معنی حکایت کردند کہ در عہد حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ شخصی بحضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ و عوسے داشت ، طریق بحضور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آمدند حضرت عمر بحضرت علی رضی اللہ عنہما گفتند یا ابا الحسن نخضم برابر نشین تا قضیہ شمایاں بشنوم حضرت امیر المومنین علی را کرم اللہ وجہہ این سخن گراں آمد گفتند کہ تو بکنیتم تو اندی من دعوی خود را پیش تو تقریر مئی کنم - بالستی گفت یا علی نخضم برابر نشین تا شانی من لاسحق نبی شد و برابر می محقق می گشت ہم ویریں محل فرمودند کہ بحضور حضرت مخدوم مولانا خواجگی قدس سرہ در آمدند دو کس در میان ہم دعوی داشتند و ایشان بر آن واقف بودند چوں بقاضی رجوع کردند - قاضی از ایشان شہادت طلبید - ایشان بطرفی کہ حق بود شہادت نوشتند طرف دیگر گفتند کہ تا ایشان سوگند نخوردند ما این شہادت را قبول نمی کنیم - ایشان فرمودند سوگند برستی خوردن مشروع است و در امر مشروع چو توقف روا نخواہم داشت -

دوشنبہ ہفتم شہر ذی الحجہ ہزار و نہ

بجلس عالی باریافت - این فقیر را مخاطب ساخته فرمودند ہر گاہ شمار ای بیستم بخاطر میرسد

کہ برائے سخن شنیدن آدہ ایذیح کاری کنید۔ چیزے نیست سعی بکنید کہ کار پیش رود۔ تا از شما این
 نوع سخنان صادر شود۔ ما خود بصحبت کسے نہویم۔ این سخنان از کہ شنیدیم ہم و دین
 محل سخن از طریق سلف رضی اللہ عنہم رفت۔ بر لفظ مبارک رانند کہ طریق سلف آن بود کہ اول
 بہ تزکیہ نفس و تحصیل مقامات مشغول می شدند۔ چون موانع قرب الہی کہ خواطر و ہوا جس است
 بہ تزکیہ بر طرف می شد۔ بقدر تزکیہ نور ایمانی قوت می یافت تا بجائے می رسیدند کہ جزئی سبحانہ
 پیش بصیرت ایشان می ماند و جمیع افعال و اوصاف را از وی دیدند و صور و اجسام در رنگ
 سر بسے می نمود۔ مظاہر را مخلوق و معدوم می یافتند و توحید صوری بعضہا را بعد از فرو آمدن
 حاصل می شد و بعضہا را نہ۔ فرمودند کہ طریقہ نقشبندیہ قدس اللہ سرہم ہاں طریقہ سلف
 است لیکن ابتدا بہ تحصیل مقامات مقید می شوند و آہنہا را کہ از راہ توحید صوری می روند خطر بسیار است
 ہم دین محل فرمودند۔ می تواند کہ شخصے حضرت حق سبحانہ اقرب باشد یعنی استہلاک و اضمحلال داشته
 باشد و اکرم نباشد۔ چنانچہ شخصے باشد کہ تحصیل مقامات کردہ است و نتیجہ مقامات را کہ استہلاک
 اضمحلال است دین عالم نیافتہ این اکرم است نزد حق سبحانہ و کہ میران اکتصاف
 عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ نَاطِقٌ بَیْنَہُمْ اِنَّہٗمْ یَسْمَعُوْنَ۔ است یعنی سخن در ولایت و ولایت بالکسر الواو و
 فتحہا رفت۔ فرمودند کہ ولایت بالفتح قرب بندہ را گویند کہ بحق سبحانہ وارد و بالکسر آن معنی را
 کہ موجب قبول خلق می شود و اہل عالم بدان میگرددند۔ این بگوئیات تعلق وارد و خواص و تصرفات
 داخل قسم ثانی است۔ شخصے از حاضران سوال کرد کہ بر کاتے کہ مستعدان میرسد اثر کدام قسم است
 ازین قسم۔ فرمودند کہ از ولایت بالفتح است۔ بعد ازین سخن سر استفادہ بیان فرمودند کہ ہر گاہ آئینہ
 طالب مجازی آئینہ مرشدی شود۔ ہر چہ در آن آئینہ است بقدر مناسبت پر تو سے اندازد
 ہم دین محل فرمودند کہ می تواند بود کہ شخصے را از ہر دو خطے وافر نصیب باشد و شخصے را یکی
 حاصل باشد و آن دیگر نباشد۔ یا یکے بیشتر باشد و آن دیگر کمتر و مشایخ نقشبندیہ رضوان اللہ
 علیہم اجمعین ولایت ایشان بر ولایت بالکسر ہمیشہ غالب بودہ است۔ ہم دین محل فرمودند
 کہ اگر مقتدا سے ازین عالم انتقال می کند ولایت بکسر و اورا بہ یکے از مخلصان خود می گزارد
 و ولایت بالفتح را با خود می برد و گاہے حکم زلتی ولایت بالکسر را اولی بازمی ستانند۔ چنانچہ

شیخ ابن الفارض می نویسد که پیر تقی لے بود چون وقت فوتش رسید بن وصیت کرد که بعد از مردن من جنازه مرا بر فلاں کوه نهادہ منتظر باشی کہ شخصی خواهد آمد و بر من نماز گزارد یا واقعا کن همچنان کردم۔ شخصی از بالائے آن کوه در دنگ مرغی بسرعت فرود آمد کہ او را مردم در بازار ہاسیے میزدند و از پیش دوکان ہائے خود می راندند۔ او بر جنازه اش شروع در نماز کرد و حالانکہ مرغان سبز و سفید از زمین تا آسمان پر بسته بودند و تسبیح می گفتند۔ چون از نماز فارغ شدیم مرغی بسر عظم الخلق پیامد و جنازه آن بقال را فرود برد و ہوا اندر شد و از نظر پوشیدہ گشت۔ من از مشاہدہ این حال سخت متعجب شدم۔ آن مرد گفت چہ جائے تعجب است نشیدہ کہ ارواح شہداء در جوف طیر خصر می باشد و بجانب آن بقال اشارت کرد کہ او ازین طائفہ است و من ہم ازین طائفہ بودم اما بموجب ذاتی کہ از من بوقوع آمد مرا از آن مقام بر آورده اند و قبول خلق را از من باز گرفته می فرمودند کہ معاملہ بر ذرخ و حشر خوش معاملہ دور و درازے است پارہ تامل کرده فرمودند سعادتے برابرہ بہ این نیست کہ کسی را انسبے بحضرت حق سبحانہ حاصل شود۔ بعد از آن کہ دوام انس حاصل شد ہیچ انتظار سے نمی باشد۔ ایضاً می فرمودند سبحان اللہ آدمی مامور باخلاص و محبت است و خاصیت محبت سوختن غیر خود است۔ با این ہم چندین تکالیف شرعیہ بر نہادہ اند ہم درین محل سخن در علو شان مرتبہ بندگی و مرتبہ اہل انقیاد و خاصیت عبودیت و انقیاد و ضعف نفوس انسانی افتاد و بنوعی ادا فرمودند کہ تفصیل آن بہ یاد ناقل نماند۔ ایضاً می فرمودند وجود آدمی ہفت طبقہ است از روح و قلب و ستر و غیر ہا و ہر علمے کہ طبقہ اول را حاصل شد ہر یک از طبقہ ثانی و ثالث تا طبقہ ہفتم بر خودے بند و لهذا تعدد باین مراتب در نظر عامہ مخفی است و علم ہر یک را جدا نمی توانند کرد و بر اہل کمال آن مراتب واضح و ممیز است و علم ہر مرتبہ را جدا جدا نمی دانند ہم درین محل فرمودند کار بانند کرد و خواہ مراتب تفصیل معلوم شود یا نہ۔ روزے حضرت ایشان در مسجد جماعت گریستند و گریہ در غیر خلوت از آنحضرت کم لظہور می رسید۔ عزیزے از مستفیدان حاضر بود و تعجب شدہ از قرب نسبت و عزتے کہ داشت ہر این گویہ پرسید فرمودند کہ در نماز روح عروجے کرد کہ نہایت برسد این معنی طیسر ش نہ شد باز گشت و در بدن آمدہ چرخے زد و ظاہر ادرین صورت گریہ بہت دریافت بے نہایتی مطلب یا سترے دیگر باشد کہ در ادراک نویسنده نمی آید و این بیت اکثری خوانند

چہ تو ان کو کہ دیو الہیسم افتاد بلند این بنائے است کہ آن خانہ بر انداز نہاد

یک شنبہ ستم ماہ شوال سنہ عشر و الف

در سک بار یا نکال حضرت عالی در آمد سخن در اہل اللہ رفت فرمودند کہ اہل اللہ فرقی اند
 عباد و صوفیہ و ملامتیہ۔ اما عباد جماعتی اند کہ بصورت عبادت اکتفا کرده اند و بعد از قرآن و سنن
 بنوافل عبادات و خیرات قیام دارند حتی کہ چیز سے از خیرات خواہند کہ فرو نگذارند و از اذواق و مواجید
 صوفیہ بہرہ مند نباشند و ہر کہ از عباد باذواق و مواجید صوفیہ بہرہ مند شد داخل صوفیہ گشت و از مرتبہ خود
 بر آمد و صوفیہ فرقی باشد کہ مواجید و اذواق بہرہ مندند و خوارق و کرامات خود را از نظر خلق نمی پوشند
 نظر ایشان در جمیع امور بر حق است سبحانہ و خلق را ظهور حق می دانند و درین فرقی بالجملہ رعوتے و عنوانے
 مانده است و ملامتیہ طائفہ اند کہ در کسوت عوام اند و از عوام ہیچ تمیز سے ندارند و اقتصار در ظاہر بر
 قرآن و سنن متوکدہ کرده اند۔ در رعایت معنی اخلاص می گویند و خود را با ظہار خوارق علم نمی سازند و ظاہر
 نمی کنند اتبع و ہیں امر حضرت حق سبحانہ کرده اند۔ چون دانستہ اند کہ این نشان محل ظهور نیست و حضرت
 حق سبحانہ خود را از نظر عامہ پوشیدہ است۔ ایشان نیز خود را از نظر خلق می پوشند و لهذا اکثر سے از مردم
 آنها را مثل خود خیال می کنند و این جماعت بالکلیہ از رعوتے رستہ اند و رعوتے درینہا مانده و
 بہ نہایت مقام عبودیت رسیدہ اند و شیخ ابن عربی رضی اللہ عنہ سر این جماعت حضرت رسالت
 راصلی اللہ علیہ وسلم دانستہ و از اصحاب حضرت صدیق اکبر و سلمان فارسی را و از مشائخ بانیہ
 بسطامی و ابوسعید خرازی و ابوالمسعود و خودش را اما از دیگران ساکت است نفی آنها نکرده و رسول
 شیخ است کہ ہر چه در کشفش در وقت مخصوص آمدہ می نویسد و فرقی از ملامتیہ کہ خود را بر خلق بعنوان
 ملامت ظاہر کنند و تمکب بشریعت کرده بعضی چیز ہا را کہ نظر بظاہر ممنوع است پیش مردم مرتکب
 شوند مثل آنکہ در سفر روزہ رمضان را در بازار بخوردند تا در نظر خلق بے اعتبار باشد۔ آنها در رتبہ و
 مرتبہ فرود صوفیہ اند و خلق از نظر آنها ساقط نشدہ است۔ نختے سخن در نعمہ رفت فرمودند کہ فقہا
 آنرا نکرده میدانند و بعضی مشائخ آنرا مباح دانستہ اما مبتدی را اہل آن نباید اند و آن ہائے کہ

کہ بسماحِ نعمہ قائل اند حکمتِ دینِ آنست کہ در وقتِ استماعِ نعمہ طبیعتِ ساکن و برجائے خود
می باشد۔ لاجرم رُوح در ادراکِ معانی بیشتر می رسد محبوب آنها معانی است و نعمہ را مثل زلیوہ
آن می دانند و الّا به نفسِ نعمہ مبتلا نیستند و در ملفوظات حضرت شیخ نظام الدین اولیاء مسطور
است کہ از شراطِ استماعِ نعمہ یکے آنست کہ بر مستمع محبتِ حق سبحانہ غالب باید۔ ہم درین محل
بندہ در گاہِ عرضه داشت کہ محبتِ حق سبحانہ را چه علامت است۔ فرمودند اتباعِ تمام آن سرور
علیہ افضل الصلوات و اعلیٰ التحیات عرضه کرده شد کہ می تواند کہ صاحبِ اتباع را مطلبِ بہشت
یا رستن از عذاب و ذرخ باشد۔ فرمودند این چنین کس صاحبِ اتباع تام نیست و او را از اہل اللہ
نی توان شرد۔ اتباعِ ظاہر ظاہر است و اتباعِ باطن آنکہ در باطنش جزو حق سبحانہ مطلبے نباشد۔

جمعه نوزدہم شہر ربیع الاول سنہ عشر و الف

دولت زمین بوسِ رُوسے واد سخن در فضائل صحابہ رضوان اللہ علیہم افتاد۔ بر لفظ مبارک را ندند۔
کہ صحابہ کرام ہر چہ اعلیٰ الترتیب اقطابِ مطلق بودند و علت در آنکہ فضائل از حضرت امیر المؤمنین علی
کرم اللہ وجہہ بیشتر منتشر شد آنست کہ در زمانِ خلافتِ بنو امیہ خوارج بسیار شدند۔ سلف محتاج
بیشتر فضائل اہل بیت شدند۔ ازین جهت فضائل ایشان بیشتر در کتب ماند۔ نخست سخن در تصرف و
خوارق افتاد۔ فرمودند کہ خوارق در زمانِ اصحاب این قدر نبود کہ بعد ازین پیدا شد۔ چه لازم نہایت
کمال آن است کہ از دستِ منتهی تصرف نمی آید مگر بحکمِ الہی و لہذا از پیغمبران بخواست آن ہا
ظاہری شد و از بعضی ہا بمقتضائے وقت کہ کفار با نکار بر میخواستند معجزہ بہ ظہور میرسید بے تصرف و
خواہش ہم درین محل سخن در انکارِ مشائخ رفت۔ فرمودند کہ اولیاء از کبار محفوظ نیستند۔ اگر از ایشان
چیزے ازین باب ظاہر شود۔ احوالِ ایشان را حکم بر بطلان کردنِ جہالت است۔ ملاحظہ باید کرد کہ
منزلِ ایشان کہ دائم یا اکثر در اندکدام است۔ درین میان احوالاً اگر حکم بشریت چیزے صا و شود
ایشان را دران معذور باید داشت ہم درین محل فرمودند کہ اکثر مشائخ را در عین حیات مردم تدلیق
گفتہ اند۔ چنانچہ ذوالنون مصری را اما ذوالنون را بعد از موت قبول پیدا آمد۔ چه از دنیا سفرہ بود۔ اگر

ور دنیا سے بود یعنی بادشاہ یا وزیر بادشاہ ہے بیچ کس باوجود آں انکار کہ در حین حیاتش می کردند قبول نمی کرد و بعد از موت ہم از طعن مردم خلاص نمی شد و این ہمہ اختلاف کہ در اصحاب مانند علیتش همان است کہ بہت منصب خلافت در دنیا بودند و الا چندے از اصحاب کہ کوہ ہا گرفتہ بودند و بوضع فقیر زندگانی کردہ اند بیچ کس از انہا سخن نمی گوید و سخن از اصحاب گفتن داخل دین و ایمان ہم نیست۔ بسیارے از مومنان باشند کہ جز خدا و رسول را نمی دانند و در ایمان آں بیچ شبہ نہ۔

جمعہ دوم جمادی الاولیٰ سنہ مذکور

بمجلس عالی باریافت محرر سطور بحکم بعضے ضرورت شرعیہ استرخاص سفر کرد۔ پرسیدند کجا بیروی نظریہ بازماندگی و پست ہمتی خود کہ از دولت قرب دوری میگزیدیم و از مجالس انس جدائے می جستم بلب ادب و زبان حسرت عرضہ کردہ شد کہ در بلا۔ انواع شفقت و مہربانی فرمودند و کلمہ چند بیکے از اہل دنیا کہ در اقران خود بخوب کرداری موصوف بود در سفارش این ہرزہ گرد واری ندامت نوشتند۔ مدتے در بعد مکانی و مہاجرت صوری آن دولت صوری و معنوی باقسام محنت و ندامت بسر بردم۔ دریں مدت عرائض عبودیت آمیز و احوال دل بلاستیز خود مرقوم قلم نیاز مندی رقم می ساختم و بنظر حاضران مجلس گرامی می مداند و بمطالعہ باریافتگان حضرت عالی شرف می یافت روزے عنایت نامہ بندگان حضرت مخدومی حاجی شیخ عبدالحق کہ با مضامین حقائق آمیز و کلمات نصائح انگیز نسخہ سعادت را عنوانے بود رسید۔ بر ظہر آن مکتوب کلمہ چند از آثار کلک بدائع نگار حضرت ایشان بنظر تعطش اثر و آمد و حالتے بخشید کہ از حوصلہ کاغذ و قلم بیرون است۔ مجملے از ذوق آن درین مصراع یافتہ میشود مصراع نہادم۔

لُؤئے بر رُؤئے دے و از خویشتن رقم

و آں کلمات حقائق آیات این است۔

اللّٰهُمَّ وَاٰلِ الْاَنْبِيَاءِ اٰمِنُوْا بِجُرْحِهِمْ مِّنَ الظُّلْمٰتِ اِلَى الْاَشْوَابِ۔ ہرچہ نوشتنی بود در صحیفہ بندگان مخدومی مندرج است۔ زیادہ چہ نویسم بارے فرصت و قوت بلکہ وقت و نفس را عنایت

شمرده بمقتضائے آن زندگانی می باید کرد۔ درینح که این عاجز گرفتار راقوت کارنمانده و گرنه بتوفیق اللہ درین دوروزہ عمر دیوانہ وار ماتم بازماندگی خود میداشت و زندگانی فدائے این راه می کرد۔ حق تعالی درین اُفتادگی نیز دروے و آشوبے کرامت فرماید کہ کارِ دو جهان خود را در قبضه اقتدار او نهاده از مجموع گرفتاری ہا فرغے بیام آہن یارب العالمین۔ امید ازاں بر او آست کہ روئے بر خاک بند و از برائے حصول این آرزوئے فقیر از خدا بخواہد کہ دعاء الغائب للغائب اَسْرَعُ اجابۃً امدہ است والدعا بر دیدوران حقائق و اہل مذاق این طائفہ روشن و پیداست کہ چہ قدر فنا و تعطش و انخار و بے تعلقی و مجرد روی و اسقاط وجود و رضامندی این کلمات مفہوم میشود۔ آشنا دانند کہ این بیگانہ نیست۔

شنبہ یکم صفر ۱۲۸۰ و الف

سعادت حضور مشرف شد بر لفظ مبارک را ندند کہ تا کجا رفتی و چوں بودی و چہ آوردی۔ جواب این کلمات اگر چہ بزبان قال چنین بود کہ تا بسر حد ضلالت رفتم و در تفرقہ بودم و ندامت آوردم اما از ہمیت آن مقام بزبان حال ندامت منوال اکتفا رفت و جز خاموشی جواب بے دیگر و پذیر روئے ندا و مع ذلک در حضور آن بینای خفایا و دانائے ضمائر زبان حال را گویا ترا از لسان قال دانستہ تحصیل حاصل نہ کردم۔ از نظارہ آل جمال و مطالعہ شکستہ رنگی و اصمحوال و انعکاس اشعہ النوار ذات کہ بر آئینہ پیشانی آل مظهر اسماء و صفات می تافت و دیدہ ہوشمندی را خیرگی دستور شد و گریہ شادمانی در جوشش آمد۔ خود را از حضور عالی بگوشتہ کشیدم و سیلاب دیدہ مفارقت دیدہ را سردادم۔ بحدے کہ اگر یاران بمنع و زجر باز نہی داشتند بساحل صبر اشنا شدن دور می نمودہ

گر کام دل بگریہ میسر شود ز دوست صد سال می توان بہ تمنا گریستن
 للہ الحمد والمنة کہ آل گریہ قدری ارشدنگ غفلت را کہ بر آئینہ استعداد این گرفتار مضیق تعلقات
 کہ در ایام ہجرت نشسته بود یک نوع شست و شوی داد و تیرگی صحبت اضداد و غبالہ ہم نشینی
 این ویونخر و فریب کہ عبارت از نفس امارہ است۔ چوں قدرے فرو نشست خاطر نگران مجالست

صوری و استماع سخنان گرامنمایہ شد۔ اما ازاں بجاکہ حضرت ایشاں باشارات غیبہ دریافتہ بودند کہ در بر
 رخ خلق بستہ میدباند بود چه جائے این فقیر کہ اکثرے از مخلصان خواہاں این معنی بودند کہ بدستور
 سابق در آل حضرت تنگ بار گنجائش میداشتند باشند صورت منی بست لایہرم از کلمات حقائق آیات
 بیواسطہ کم استماع افتاد و بعضے ازاں اشارات غیبہ کہ باعث وضع و تجرود مقتضی کم توجہی بامر ارشاد
 و عدم پیش احوال مترشدان شد این است کہ بنقل صحیح و روایات ثقات مسطورے گروہ حضرت
 ایشاں واقعہ نسبت بخود دیدند کہ آخر آل این عبارت بود **فَبَقِيَتْ وَحِيدًا حَرِيْدًا فَزِيْدًا**
 ہم چنین از وقایع دیگر روشن شد کہ منتسبان خود را بہر جائے و بہر وضع مقرر باید فرمودند از روئے شفقت
 بتاکید فرمودند کہ چون فرمان و مرضی در ترک مشیخت است یا راں مادہ متصدی تربیت نمودند و بہر جا
 خواہند و طلب مقصود پونید مگر سہ چہار نفر کہ درین تکلیف داخل نبودند۔ این معنی چون دلہائے امیداران
 بغایت شکستہ شد از آنجا کہ وسعت کرم و مہربانی حضرت ایشاں بود فرمودند کہ امر منی کم کہ البتہ برود مقصود
 ازین گفتن ابرائے ذمہ خود است چه بعضے ترک تدریس و بعضے ترک تحصیل و بعضے ترک روزگار کرده
 کردہ بخت و شداند فقر قرادادہ بودند و در ایام ترک تصرف بہ یکی از مخلصان توجہ فرمودہ بودند۔
 آخر ظاہر شد کہ مرضی اللہ نبودہ است متفکر شدند کہ مباد این معنی از راہ لطف الہی نباشد۔ بعد از دو سہ
 روز چون محقق شد کہ سر با و عنایات در ان مندرج بود ازاں تفکر بر آمدند و در جمیع جزئیات از خوردن و
 پوشیدن قولاً و فعلاً ہمچون برگ گلے کہ بر بگذر باشد از خلاف مرضی لزاں و بر جادہ رضا و تسلیم چو کوبہ مستقیم
 مے بودند و این معنی در قرب ایام رحلت قوی تر شدہ بود و پیش از ارتحال چند گاہ فرمودند کہ چنان دیدہ شد
 کہ کس کلائے از سلسلہ عالیہ نقشبندیہ فوت خواہد شد۔ بعد ازین واقعہ بخاطر شریف رسید کہ جائے در
 نواحی شہر دہلی باند اختیار کرد و ترک اختلاط خلق نمود چون عمر رسید ہما نجا مدفون شد۔ درین باب بعضے از
 مخلصان را استخارہ فرمودند۔ چون اجازت بر انصرام آل ارادہ فہم نشد ترک آل ارادہ فرمودند۔ و
 ازین صریح تر واقعہ دیدند کہ مضمونش این بود کہ برای غرضی کہ شمارا آوردہ بودند تمام شد الحال سفر
 باید کرد و نزدیک ایام ارتحال فرمودند کہ طرفہ خوابے دیدہ شد۔ می گویند کہ قطب زمان مرد درین حین
 من قضیدہ شعر بغایت خوبی در مرثیہ خود می خوانم و تعریضات عالی در ان مندرج است۔ ہم درین
 محل یا وقت دیگر بہ یکے از مہرمان بتقریب فرمودند کہ قطب زمان دیگر است اما بعضے از صفات کاملہ

ندارد و با صفات ممد او تیم۔ الحق صفات حضرت ایشان با اتفاق ہمہ آشنایان خصوصاً پارائے کہ اکثر در ملازمت عالی بودند و در ایام سابق مطالعہ آل نسخہ کمالات کرده بہ نہایتی رسیده بود کہ بالاتر اذان ویریں وقت از کسی متصور نباشد۔

بود آئینہ کہ عکس نور شدید وجود جاوید در و بصورت اصل نمود
عزیزے در ایام کم تو بھی ہائے حضرت ایشان با مراد شاد پر سیدہ کہ باعث بر اختیار این وضع
تجدد و چسپیت۔ فرمودند ما در مقامے می نمایند چند گاہی انتظار رسیدن بہ آل مقام است۔ بعد ازاں فوائد
بیاران بیشتر خواهد رسید و الحال ہم آنانکہ با متوجہ اند حضور و غیبت ما نسبت با ایشان کیسان است
بکار خود باشند۔ غیبت و عدم پیش ما منافی ترقیات ایشان نیست لیکن آنکہ ما شیخ و مرشد باشیم و
با اختیار ما شود از میان برخاستہ است۔ با ازاں عزیز پر سید کہ لوازم و آثار آل چسپیت و وقت رسیدن
آں چند فرمودند۔ وقت آں بعد از آنکہ عمر ما بہ چهل سال برسد و لوازم آنکہ ہر کہ بنید سجدہ کند۔ چون
سن شریف حضرت ایشان بہ چهل رسید رخت اقامت ازین ہر رائے فانی بستند و بدار الملک
باقی خرامش فرمودند۔

ویریں حدیقہ بہار و خزان ہم آغوش است زمانہ جام بدست و جنازہ بردوش است
برغم بعضے از مخلصان تعبیر این واقعہ سخن حضرت ایشان است کہ قریب با ایام رحلت
می فرمودند کہ ویریں ایام ما را از جمیع سلاسل رخصت ہاشد و ہر کس از مسلمانان ہر جا باشند بار شاد آ
کہ یربہ للہ یتجدد من فی السموات والارض طوعاً و کرہاً از ما فائدہ بہ وے میرسد خواہ
دانند یا ندانند واللہ اعلم

بتاریخ پانزوم شہر جمادی الآخرہ ۱۱۲۰ھ

با وجود بیماری ہائے مزمنہ و بدینہ کہ نظر بظاہر صحیح می نمودند۔ تپے نیز لاحق نشد و این
مرض آخر بود ہم ویریں مرض می فرمودند کہ حضرت خواجہ احمد اقدس سرہ بخواب آمدند و عنایت
بسیار فرمودند و در آخر امر کردند کہ پیراہن بپوشید۔ این واقعہ را فرمودہ تبسم کردند و فرمودند

اگر زندہ ماندیم بچیں بکنیم والا کفن ہم پیرا سنی است و قبل این مرض روزے بیکے اذان و اج طہرا
 فرمودند کہ چون عمر من چهل سال برسد مراد اقعہ عظیم پیش آید و برائے تفہیم وے نزدیک بطریق طبیعت
 آندہ کف دست خود را نمودند و فرمودند کہ این خطے کہ در دست من است علامت آنست اہل خانہ
 باستماع این خبر بنیاد و حشت و حشتی کہوند۔

فرمودند کہ چهل سال اندک نیست کسی تا چهل سال زندگانی بکند کم است۔ باز برائے تسلی خاطر آن
 مردم فرمودند کہ آن خطرا و صل ہم کردہ اند و عادت شریف حضرت ایشان آن بود کہ ہر گاہ سخن از علم
 کشف یا خارق عادت می فرمودند بخود نسبت نمی کردند البتہ سوالہ بچیرے می فرمودند۔ چنانچہ در فصل
 آخر مثال ہا نمودہ آید۔ انشاء اللہ تعالیٰ و قبل از این مرض بیک ہفتہ صریح تر از این اذانتقال خود خبر
 دادہ بودند و آنچنان بود کہ ولی نعمت ظاہر کہ در عالم اسباب حق سبحانہ مفاتیح اذواق جمعے کثیر از
 بندہ ہائے خود را بدست وے دادہ و اورا بحسب و نسب از سیادت و سخاوت بہرہ مند کرد و انیدہ
 لَا ذَالَ فِي الْعِزِّ وَالْمُجْدِ كَأَسْمَاءِ فَرِيدًا اطلب حضور جماعتے کہ وہ بود و داعی نیز داخل آن جماعت
 است۔ عزیزے از قبل محرر عرضہ کرد کہ اورا بعلت مطالبہ بہ لشکر باید رفت فرمودند۔ چند روز جائے
 زد کہ آخر ہائے بازار ماست و ظاہر کار ما با آخر رسیدہ است و از ما امیدوار منافع باشد و این منع
 باوجود آن قدر بے توجہی در باب مستر نشان داشتند خالی از غرایتے نہ بود۔

تذکرہ مقدم جمادی الاخرہ ۱۲۰۱ھ

لطیفیل صحبت حضرت مخدومی ملاذی حاجی شیخ عبدالحق سلمہ اللہ مجلس عالی باریافت۔ فرمودند
 کہ شب گذشتہ اوضاع بدن بغایت برہم زدہ شد و حالت نزع بظہور رسید و تا نیم شب این چنین
 بود اما بغایت آخر آرامے حاصل شد۔ اگر مردن عبارت ازین است چہ نعمتی بودہ است کہ اذال
 حال بر آمدن خوش نمی آمد و ہم دریں بیماری و صیتے کہ کردند این بود کہ در ملکیت یک دو کتاب
 شبہ گونہ بود۔ فرمودند کہ آنہارا البصاحب شان بفرستند۔ ہر چند بہ بہہ شرعی آنہا مقبوض و مملوک
 بودند و میرانی کہ از حضرت ایشان ماند از نقود یک روپیہ و از اجناس چند کتابے و اسپے و فرشی

و طریقہ کہ در مستر شدان معمول است

گر جان من اندر سر و کار تو شود
مهر تو بپیرا تا و ہم خویشاں را

شامِ پنجشنبه نسبت و سومِ ماہِ مذکور

نیمگی صحیح و خورم بُوند چنانچہ عصائے بدست گرفته بیانی فلک فرسائے خود از جائے
 کہ بُوند بجائی دیگر تشریف بُوند و بفرح و شادمانی در خانہ کہ مشرف بہ دریا بود و ہوائے مخالف
 در و سرایت داشت نشستند و نماز شام را بہ ایما گزار و ند و پوشش ہا کہ ہمیشہ در ایام
 بیماری می بود کم کردند و متنوی مولوی معنوی با از بلندی خواندند و با خود زمزمہ داشتند مخلصانے
 کہ بہ تہجد خدمت و تیمارداری مخصوص بُوند از مشاہدہ این حال متحیر بُوند۔ بعضے از حاضران از
 غوامض علوم تحقیقی می نمودند شخصی از حاضران پرسید کہ آنچه در قرآن مجید امر بایمان بہ غیب
 آوردن شدہ این معنی نسبت بہ عامہ مسلمین خواهد بود نہ بہ اہل مشاہدہ یعنی اینہا ایمان بہ مشہود
 دارند۔ فرمودند کہ نہ چنین است۔ بل امر بایمان غیب نسبت بعوام و خواص است۔ بیت

ہر خیزد تو پیش ازالہ نیست
 غایت فہم تست واللہ نیست

پاسے اخیر از شب جمعہ ماندہ بود کہ دل حضرت ایشان ضعیف کرد و بے خود شدند بعد
 از اندک فرصت با فاقتی کہ متضمن بشاشت و جہ بود بہ کمال قرار و آرام باز آمدند و چشمان
 مبارک واکر و ند و تکلم ازین وقت تا قبیل وصال نفرمودند۔ درین اوقات سکوت کہ ہمگی آل
 دوازده پر بود۔ ہر چند او یہ مخالفت طبع تشریفاتی مایلیندا صلاً بچہن ابروئے متعرض نشدند
 ہمانا اثبات حال رضامرعی میداشتند۔ چہ قبیل این حالت سکوت مخلصے بطریق دل سوزی گفت
 سبحان اللہ چندی امراض سابق و لاحق بس نبود کہ سوزش و درون ہم براں افزود بجز منعش
 کردند۔ فرمودند حق سبحانہ مالک مالک خود است۔ در ملک خود ہر گونه تصرفی کہ میخواہد میکند
 و گیری را دم زدن نمی رسد و تا ہنگام رحلت از آرام و قرار سے کہ داشتند متغیر نشدند۔ الا از
 آوردن طبیب ہندو کہ آزار روحانی راہ یافت و صورت کراہتے ظاہر کردند و چینیے بر آبروئے

مبارک پیدا آمد و دوائے از جانب طبیب گردانیدند خدمت خواجہ حسام الدین احمد عرض کردند کہ برضائے والدہ حضرت ایشان این گستاخی کردہ شد و الا مشرب عالی معلوم است کہ باوردن طبیب ہند و راضی نیستند از استماع این سخن چہن ابرو فرام آمد و برضی والدہ راضی شدند۔ دریں وقت یکی از مخلصان بتقریبے نام اللہ العالمین گفت۔ بسعت جانب وے دیدند و سر مبارک را کہ یہ یک قرآگوشہ بودند گردانیدند۔ یکی از حاضران گفت دیدید کہ باستماع نام محبوب چہ لبشوق تحرک فرمودند۔ ازین سخن آب در چشم حقائق بین گردانیدند اما بیرون نہ آمد۔

تثبیت و تخم پیم ماہ جمادی الثانی سنہ اثنی عشر و الف

سعادت حضور حاصل شد و این وقت استحضار حضرت ایشان بود از مخلصان ہر کہ سے آمد لوطہ بجانب وے میدیدند بصرف نظر یا اغماض عین رخصتش می کردند چوں جامع مسودہ بہ نظر مبارک در آمد خیلگی متوجہ شدند و صرف نظر مدتے بجانب دیگر نکردند۔ بخلاف عادت مکرر مکرر چشم شفقت و مرحمت نگر نیستند۔ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنَا مِنْ بَرَکَاتِ حُجَّةِ الْاِسْلَامِ حضرت مخدومی خواجہ حسام الدین احمد می گریستند بنظر ہائے کہ متضمن وداع باشد بجانب ایشان نگر نیستند و نظرات شفقت و مرحمت بر تفقد حال خیر مال ایشان کردند و بر دوائے حضرت ایشان تلبسے و تعبے چنانچہ عادت شریف دریں امور بود ظاہری شد یعنی عجب از شما کہ خود را در دوائے در ایشان می گیرید و طفلان وار دریں معاملہ گریہ می کنید و بعنایت و مرحمت تمام انگشنان دست مبارک در انگشنان ایشان در ہم زوہ خیلے وقت منعقد داشتند و دست بہ سر و دے ایشان کشیدند و در وقت بیماری اخیر ہیچ کدام از اصحاب کرام و رائے ایشان بحضور عالی نبود۔ اگرچہ خدمت میاں شیخ الہد واد نزدیک بودند لیکن از ضعف و بیماری کہ شیخ مذکور را از مشاہدہ ضعف ایشان طاہری شدہ بود دریں مدت نتوانستند مجلس عالی حاضر شد۔ شب و روز در ملازمت حضرت ایشان خصوصاً در ایام بیماری غیر از ایشان کسے نبود۔ القصہ چوں جانتگ بود و یاران بنوبت می آمدند۔ باشاہت اعزہ کہ انجا حاضر بودند بیرون آمدن حق سبحانہ بطفیل آن نظرات و بجزمت صفائی آن اوقات این آوارہ وادی

ناکامی و بازی طبیعت و خامی را از سوسے خاتمہ نگاہ دار و و این زلات و جراثیم را کہ از ہم نشینی این اثر پائے
خانہ پرورد و غول نمر و فریب کہ نفس و شیطان سر بر میزند سد راه و صول بگردانادیمند و بودہ - تمامی قصہ
انکہ پاسے از روز تشبہ باقی مانده بود کہ مذکر اسم ذات بطریق جہر مشغول شدند بعد از دو شبہ گھڑی ہمیں
شیمہ کریمہ بخوار رحمت حق پیوستند و بعالم قدس تمکن فرمودند غشونوی
دین صندل سرائے آبنوسی گئے ماتم بود گا ہے عروسی
جو بہر شادی و غم جائے رو بند بجائے سر بجائے پائے کو بند

زبانی

کہ گفت کہ آن مایہ امید برود کہ گفت کہ آن دولت جاوید برود
آن دشمن خورد شید بر آمد بر بام پوشیدہ چشم و گفت خورد شید برود
انکوں اند کے از اطوار حضرت ایشان نسبت لعموم خلافت و تربیت بستر شان در و فصل
بوجہ اختصار تمام کنم۔

فصل اول در بیان بعضی از اطوار حضرت ایشان

طریقہ حضرت ایشان خلق اللہ این بود کہ ہر گاہ شخصی بملازمت گرامی می آمد خود را بطور او
می گذارند و بانازہ عزت او بدل جاہ می فرمودند و تعظیم علماء و سادات بسیار می کردند و اکثر ساکت می
بودند مگر برائے استمالت خاطر زانہ ناورد بر ابوسخن سے یہاں قدر کہ در معرض جواب کافی می بود تکلم می فرمودند
مگر وقتیکہ سخن در تصوف و وحدت وجود و محل اختلاف می افتاد خیلیک منقہ می کردند چہ آن محال مغلطہ
افہام است تا کسی کج نہ فہم و مخالف مذہب صحیح فرانگیرد و اگر از اہل عرف و تکلیف می بود و سہ
کلمہ عرفی بہ تکلف بر لفظے آوردند و بتوعے تازہ روئے بوئے می کردند کہ بیچ گو نہ تکلفے پاکہ استہ
مفہوم نمی شد و در آنحضرت ہرگز سخن دنیا یا ادب یا اخبار عالم مذکور نمی شد مگر کہ حاجت مندی
ہنگام عرض حاجت خود چیزے ازین مقولہ می گفت یا امرے از امور دینی بآن متعلق می بود و

حتی الامکان در انجام مہمات مسلمانان خود را معاف نمی داشتند و فعل و قول حاجات حاجتمندان را رواجی کردند و از حضرت ایشان ہرگز سخنی کہ دلالت بر وجود قدرت کند ازین جامعہ کسی نشنیدہ مگر وقتیکہ از مخلصان کہ بظاہر مشغول بہا مبالغہ نہ داشت و جمعے از اصحاب طعن و سے می کردند بشکستگی و حسرت از کم توفیقی خود و طعن بآران بعرض رسانید فرمودند ہر طور میخواہی باش و از کدورت ہستی طاعمان و نورانیت مرحومی آل مخلص فرمودند بخاطر میرسد کہ متوجہ شدہ بہ کمترین ساعتی این شخص را بہ مرتبہ بلند رسانیدہ شود اما ضعف فرصت نمی دہد و ہرگز این چنین سخنی از ابتدا تا انتہا کسے از حضرت ایشان کہ تمام غرق در بیائے فنا نیستی بودند نشنیدہ در وقتیکہ از انحصار خواص بنا بر حکمتی از بحر وجود حضرت حتی سبحانہ قطرہ می یا بم و بہ ہماں تعیین زندگانی می کنم و در خلا و ملا و در اوم آگاہی و حضور و شہود حق می بودند و اگر مگر وہے شرعی از کسے می دیدند بشدت امر معروف و نہی کردند و احیاناً چوں ضروری شد بہ کنایت یا بہ تمثیل بنوعی می فرمودند کہ دلنشین و سے شد و سبب برنا کردن امر معروف آن بود کہ خود را از سائر ناس می دانستند و می فرمودند کہ امر معروف بر علماء و اہل اقتساب است۔ روزے یکے از ازواج مطہرہ نسبت بحضرت ایشان بے ادبی کردہ بود و باب علم فرمودند کہ مسئلہ تحقیق کنید اگر در ایمان و سے بہ ہتک حرمت مافتور سے رفتہ باشد تجدید تکلیح کنم۔ شخصے عرضہ کرد کہ اگر لعلماء کسے این چنین بے ادبی کند حکمش چنین است فرمودند ما داخل علماء نیستیم۔ در کتاب بینی کہ اگر مومنے ہتک حرمت مومنے بکنز چہ لازم می شود و حکم آل چسیت و سمر و از جادۃ مستقیم و طریق قوم شریعت تجاوز نمی کردند و عمل بروایات مفتی بہ می نمودند و از اموریکہ مظان شہیتے و دان گنجائش می داشت بقول و فعل اجتناب می کردند و آل قدر نظر ہائے دقیق درین باب داشتند کہ عقل حیران می شد۔ مثلاً اگر کار سے می کردند و دران کار رعایت حقوق شرعیہ کما یبغی می نمودند گاہے اطلاع بر اسرار آل عمل نمی شد بعد از آنکہ کشف حقیقت آل اتفاق سے افتاد ظاہر می شد کہ نہایت مرتبہ رعایت ناہمیں قدر است و این چنین می بالیست مثلاً روزے نشسته بودند۔ وقت نماز در رسید مصللاً طلب داشتند شخصے از حاضران مکر بند خود را پیش آورد۔ فرمودند کہ برجامہ شما نماز گزارون از ادب و دراست بر زمین ادا کردند و جامہ اورانہ انداختند۔ عاقبت ظاہر شد کہ این شخص بعد از اتمام وضو نشفت رطوبتے از اعضائے مغتسلہ خود بان جامہ نمودہ بود و اگر کسے در

ملازمت حضرت ایشاں تخفیف مسلمانے می کردیہ جائے غیبت بجز و آنکہ این معنی از دوسے می فهمیدند
تعریف و توصیف آن مسلمان بنیادی کردند۔ چنانچہ آن کس نیز از ارادہ تخفیف برآمدہ در توصیف مقوی
حضرت ایشاں می شد از شخصے انواع افعال قبیحہ صادر شدہ بود۔ چنانچہ پدر و جدش محضے بر و خوب
قتل وے نوشته بودند لیکن قاضی حکم بقتل نکرده بود۔ عزیزے قبلح وے را بہ تعجب و تعیب بحضور
حضرت ایشاں نقل کرد۔ انواع شفقت و مرحمت بے بیچ تعجبے در بارہ وے فرمودند۔ ناقل را از مشاہدہ
این حال وجدے در گرفت کہ سبحان اللہ حضرت ایشاں مخلوق و متقیہ اند۔ ہر گاہ از حضرت ایشاں
این ہمہ شفقت و مرحمت ظہور می کند۔ حق سبحانہ کہ ارحم الراحمین است و سعت رحمت او تا بچہ حد نخواہد
بود و از غلبہ این نظر خندہ و عرض نمود کہ از این جا معلوم شد کہ گناہے پیدا نخواہد شد کہ کسی مستحق دوزخ
گردد۔ بآں عزیز خطاب کردہ فرمودند شام روم عزیزید۔ شمارا قباحت وے در تعجب می آرد و ما کہ اورا در
تقابل نفس خود پیدا می جائے تعجب نیست۔ شخصے نقل کرد کہ صوفیان حضرت ایشاں کا رکم می کنند۔ و
مشقت در مشغولی ندارند۔ فرمودند بیچارہا بچہ کشند۔ ما ہم بیچ مشقتے دریں امر نکرده ایم۔ چنانچہ ما مفت
یافتہ ایم اینہا ہم میخواہند مفت یابند۔ اگر از مریدے امر قبیحے مشاہدہ می کردند یا می شنیدند تہمت بر خود
می بستند و می فرمودند کہ اثر بد صفتی ہائے ماست۔ ہر گاہ در مابدیہا باشد۔ این فقیراں چہ کنند۔ ہر چہ در
ماست در ایشاں پر تو می اندازد۔ وقتے میان شیخ تاج کہ از خلفائے حضرت ایشاں اند و در سنبھل
نوطن و از دور باب یکے از سنبھلیان کہ خالی از جذبہ و جنوبی نبود شکایت گونہ نوشتند کہ اہل سنبھل
از مشاہدہ احوال و اوضاع وے زبان طعن و راز می کنند حضرت ایشاں در جواب عرضیدہ میان شیخ
تاج چنین نوشتند کہ دماغ خشکی شمارا کہ در باب شیخ ابابکر نموده بودند خواندیم۔ این نوع چیز ہا منہا
مقام شفقت و کارشناسی نیست۔ اولیا از کیا تر محفوظ نیستند۔ ماہر او بیچارہ کہ روزے چند
سلوک طریق تصفیہ کردہ باشد از کجا محفوظ و معصوم شد تا خلاف چشم و اشت از وظاہر نشود و خصوصاً
کہ در اصل دیوانہ و منحرف العقل باشد استقامت صفات از و نباید چشم داشت اگر چہ پولاہیت برسد
خدا و اند کہ در اں وقت چہ نامحقول معقول او شدہ باشد و صورت صواب را از نظرش پوشیدہ باشد
کارخانہ دیوانہا و بگیر است نمی بینید کہ تکالیف شرعیہ مربوط بعقل است۔ بالجمہ ہمہ را در مرتبہ اش
معذور می باید داشت و نظر بر فاعل حقیقی می باید گذاشت بل معیت وجود را باید دید۔ ادب شناخت

این است نفوس مختلف اند بعضی آماره بعضی مطہنتہ و بعضی در میان کہ لو امر میگویند آن ہم اگر
 ذوی العقول باشند مطہنتہ نفوس اولیا است۔ از باب نفوس آماره را نیز معذور می باید داشت بل
 بنظر لطف وید در هر کار سے مطالعہ ہائے جمیل بکار باندہ برود طعن اہل استیصال را نیز انکار نمی باید کرد بل
 بہ نظر رحم در ایشان باید دید کہ از استقامت عقل برآمدہ اند و شیوہ نفوس را فراموش کردہ۔ اگر
 عاجز سے یک گناہ بکنہ حکم بر بطلان او چرا کنند و مجموع امور را بر تلبیس چرا حکم فرمایند۔ الحمد للہ والمنة
 کہ ملامت اولیا است ما خود در ظهور این امور طریقے دیگر داریم۔ ہر گاہ ملامتی میرسد در خود می نگریم۔ و
 یک بد صفتی در خود می یابیم و این اشارت را موطن غیبی میدانیم۔ چنانچہ دریں مادہ نیز در خود نفاق ہا و
 تلبیسات یا غلبہ و التجا حضرت کرم او برویم انتشار اللہ مرفع شود۔ بارے بگوئید کہ از ملامت استیصال
 چه ضرر لاحق نخواہد شد عبادت را قبول نخواہد بود یا صفائی تو جہ بر طرف خواہد شد یا در و گاہ الہی خواہد
 شد چه خواہد شد۔ معشوق ترا در ہر عالم خاک : انتہی کلامہ قدس سرہ

روزے عزیز سے از غلصہ ان شکایت حال خود را در ملازمت حضرت ایشان بود کہ مرا حالی پیش
 آمدہ ہر چند حیوانم کہ دیگران بہ ازیں احوال دارند و لیکن نفس من بدان مغرور شدہ است با وجود آنکہ استغنا
 می کنم۔ آل عجب و غرور از من میرود۔ یکے از صوفیان در ملازمت عالی شمسۃ بود فرمودند۔ این مرد نیز
 بطور شکار گرفتار ہمیں حال است از و غلابی ہر سپید آل عزیز عرضہ کرد کہ ما ہر دو بیمار علاجے کہ ایشان
 بمن خواہند کرد ہر دو خواہد بود۔ فرمودند شہر دو مردم عزیزید حاصل ہا دادید لاجرم چیز ہا در خود سے بنید
 ما کہ بیچ ندایم بیچ نمی بینیم۔ یک چیز ما را عجب شود آل عزیز گوید کہ از استماع این سخن نزدیک بود کہ تار
 پودہستی من از ہم بگسلد تا بحجب و خود بینی چه رسد۔ دیگر ہرگز گرفتار ازاں گونه عجب نشدم۔

ساقیان لہجہ او چوں شر اسب اندر دہند

ہوش گوید گوش را ہاں ساعتی کن ساغری

روزے یکے از متفقہاں بے خبر کہ خود بمشروعات مقید نبود پر حضرت ایشان زبان اعتراض

دراز کرد۔ بعضی دخل ہائے نا حسان و بیجا بر اوضاع و لباس مرتضی می کرد و حضرت ایشان تحسینش

می کردند می فرمودند کہ مثل شما در عالم کم کسے یافتہ می شود۔ می باید کسے شمارا ہمیشہ با خود می داشتہ باشد

چہ خوب کسی پوہ آید۔ دریں مدت ما را بمثل شما سے ملاقات نشدہ ہر چه تو اضع می کردند۔ او در

اعتراضات قوی تر شد اصلاً بوسے اظہارِ گمانی نہ کر دند و کج خلقی کا نہ فرمودند باوجود اسے ریش تراشی
 بود و مروے نبود کہ درینج فرقہ اعتبار سے داشتہ باشند عزیز سے از دانشوران عہد بوسے گفت کہ آے از
 خدا بخیر تو چہ والی کہ علم شریع چسیت بروی کتاب رجوع کن یعنی ہرگز از اولیا خلافت کتاب نیاید خصوصاً از
 مثل حضرت ایشاں کہ از اباب صحواندہ اصحاب سکر۔ فرمودند ویریں خیر و زمان وجود این چنین مردم غنیمت
 است ہم دیرین محل طعامے در میان آمد۔ اور اباب خود شریک کر دند و انواع شفقت و مہربانی فرمودند
 چوں بتمام خالی شدند اعتراضات ویرا از روئے کتاب ہائے مفتی بہ جواب فرمودند بعد از ان تا امر
 آن متفقہ پیدا نشد گویند از شہر برآمد و روش حضرت ایشاں شب ہا در ایام تخفیف امراض مرزمنہ کہ
 خادمان اور اصحت می نامیدند ایں بود کہ بعد از نماز نختن کہ از مسجد تشریف سے بردند قدر سے مراقب می
 نشستند۔ چوں ضعف اعضا بیشتر می شد پائے دراز می کر دند و ہمیں کہ چشم بخواب گرم می شد و خادمان
 در خواب می شدند بر می خاستند و بموضوعی رفتند و تجدید وضو می ساختند و شکر وضو می گزارند و نمی نشستند
 باز چوں اعضا ضعف کر دے دراز می شدند ہم چنین پنج مرتبہ گاہے شمش مرتبہ می شدند و تجدید وضو
 کر دہ بخواب می رفتند و احتیاط طبع می کر دند کہ از خادمان کسی بیدار نشود و شب ہا باوجود آنکہ دو خانہ
 داشتند بیرون می بودند و اگر میل غسلے پیدا می شد در خانہ کہ نوبت آن می بود می در آمدند و ہاں غسل
 کر دہ بیرون تشریف می آوردند و خواب می کر دند و اہل خانہ ہائے حضرت ایشاں حقوق خود را بتمام
 حتمے قسم نیز بخشیدہ بودند۔ باوجود آن قدر رعایت قسم می کر دند کہ سر موئے فرو گزارشت نمی شد۔
 چنانچہ در ایام علیہ ضعف و بیماری نیز از خانہ کہ بخانہ یکے از واج قریب مسافت داشت بخانہ دیگر
 آمدند کہ مسافت ہر دو خانہ از اینجا برابر است و آن خانہ وسط حقیقی است و در جائیکہ شب می بودند
 سنت نماز فجر را در ہاں گزار دہ مسجد جماعت تشریف می آوردند و در اوقات دیگر ولے نماز شام
 بعد از وضو شکر وضو گزار دہ مسجد سے آمدند و اکثر سے از اباب حاجات ویریں راہ عرض حاجات خود
 می کر دند۔ قدر سے می استاوند و حاجات ہر کدام را می شنیدند و بہر کس جوابے شافی مہربانی می گفتند۔
 آن گاہ مسجد سے در آمدند اگر در وقت التسامی می بود تحیت مسجد نیز ادا می کر دند و الا بر فرض سنن
 مؤکدہ اکتفا می فرمودند ہم چنین در وقت بر آمدن از مسجد ہرگز از اہل حاجات اغماض نمی کر دند۔
 بلکہ بشاشت و جہانہما سخن می فرمودند و در جائے خود تشریف می بردند۔ چوں این شمیمہ کر میہ فہمائے

عظیم یافتہ بودند۔ شکی در باب ہم سازی خلق اللہ متوجہ بودند۔ آخر ہا این معنی بنا بر غلستی کم پذیرفتہ بود
 و از حضرت ایشان فوائد ظاہر و باطن بروم می رسید و تا دیب مریدان جز از راه باطن نمی کردند مثل
 سلب حال و در قلق انداختن نسبت بآن شخص این معنی باعث چندین تنبیه و فتوح می شد۔ یکے از
 مخلصان را بنا بر مصحت و لے در قلق انداختند و این مرد لاهوری بود و از لاهور بصحبت یکے از شیخان وقت
 تا بدہلی آمدہ بود۔ چوں ملازمت کرد فرمودند چہا ہمراہ آن شیخ پیشتر رفتی۔ طرفہ حالے بران نامراد گذشت
 کہ تمام شب در زنگ ماسی کہ بر تانبہ باشد بیقرار بود و نعرہ میزد و گریہ ہا و در ناک می کرد۔ چنانچہ خواب
 بچشم اکثر یاران از نالہ او آشنا شود و انت شد و از غایت گریہ نماز خفتن و با مداورا آچنان کہ باند تو انت
 گزارد عشرہ اخیر ماہ رمضان بود و یاران بعد از نماز با مداد حلقہ کردہ متوجہ بحضرت حق سبحانہ نشسته بودند
 کہ آن نامراد ویریں جمع و آمد و گفت آئے مسلمانان برائے خدا در دے دارم بشنوید۔ اگر چہ بیچ کس متوجہ
 بسخن وے نشد چہ تمام شب گوش ہا را پر ساختہ بود۔ ہر کلام بذوق خود فرود رفتہ بودند۔ گریاں گریاں بنیاد
 کرد کہ من پیوستہ طالب درویشاں و معتقد و خادم ایشان بودم۔ شبے بخواب دیدم کہ ابلق سوار می گذرد و مردم
 در ونبال او می روند و می گویند کہ این قطب وقت است۔ من نیز بر سر راہ وے دویدہ ایستادم۔ آن سوار بمن
 گفت کہ تو کرم می شنوی۔ قبول کردم و گامے چند در جلوے او دیدم۔ عاقبت بر یک کوی برآمد و از چشم
 من غائب شد و بعد ازین واقعہ پنج شمش سال گذشتہ بود و انتظار من باخر آمدہ کہ بتقریب حضرت ایشان
 از ان کوچہ کہ نزدیک بخافہ من بود بہاں نسق کہ در خواب دیدہ بودم گذشتہ بجز و آنکہ چشم من بر جمال حضرت
 ایشان افتاد شناختم و از ونبال رفتم و این واقعہ خود را گفتہ مشغولی گرفتم۔ اکنون پنج شمش سال است کہ
 محبت ایشانم۔ الحال می فرمایند کہ ہمراہ آن شیخ چوں نہ رفتی۔ آئے مسلمانان برائے خدا بگویند کہ من چہ کار کنم
 چوں سخن باخر آمد باہل قلعہ و جدے در گرفت کہ سرانہ پاکم کردند و بے طاقتی ہا نمودند این جماعت کہ قریب
 یہ ہفتاد کس بودند یک کس ہوشیار نماند و از سنگ مسجد بعضے مجروح شدند و مغرور تمام قلعہ فیروز آباد
 برخاست و تماشایان هجوم آوردند۔ چوں این غوغا بسیمع شریف رسید مسجد شریف آوردند و فرمودند تا یکے
 را گرفتند و مستی اینہا فرونشست۔ بعد از ان آن لاهوری آتش زن را طلبیدہ از قلق بر آوردند و غرضکہ تمام مظهر
 رحمت بودند و می فرمودند کہ از ما یکے ضرر نمی رسد الا منافع۔ و الحق فوائدیکہ ویریں دوسہ سال از ان حضرت
 مستفیدان رسیدہ و زمان پیش بسالہائی رسید و تفصیل آن از حد بیان بیرونست۔

یک دہان خواہم بہ پہنائے فلک
تا بگویم وصف آن رشک ملک
شانے او بدل مافرو نیاید زانکہ
عروس سخت نگر فست و حجلہ نازیب

وہر بانی بر مشرب حضرت ایشان آن قدر غالب بود کہ اگر گریہ بردا من زہت نشین خواب می رفت ہر
گوش بیدار نمی کردند و منتظر بیدار شدن و سے می بودند۔ تا زمانے کہ او خواب بود سے حرکتے نہ فرمودند سے
و خود را بطور او گذاشتند سے۔ و اکثر اوقات بایں تقریب سر ہا می خوردند و لحاف از زیر گریہ نمی کشیدند
و ہر قسم آشنائے کہ سابقاً با شنایان داشتند تا آخر با تہا بہمان طریق سلوک می فرمودند۔ چنانچہ اکثر سے از

آشنایان سابق حضرت ایشان را از خود بہ بیچ و جہ تمیز نمی دانستند۔ عزیز سے در ملازمت حضرت ایشان
نقل کرد کہ بعضے کوتاہ بیان تیرہ منش می گویند کہ مدار مشیخت حضرت ایشان را بر آشنائی یگانہ الآفاق
مرجع الامامی قدسی القاب شیخ فرید است سلمہ اللہ تعالیٰ و ہمیشہ در رقعات کہ بہ شیخ می نویسند عنوان

آن قبلہ گاہی سلامت می باشد۔ از فقر این قسم خوش آمد چہ زیبا است۔ و در جواب این سخن فرمودند کہ شیخ را
برما حق ہا است و بوسیلہ وجود ایشان درین راہ کشائش با دیدہ ایم و الحال ہم وہی شرعی برائے قطع
طریق آشنائی نمی یابیم۔ والا چنان می کردیم و این نوشتن را علت ہماں است کہ بہر نوعے کہ از ابتدائے

سلوک یکسے کردہ بودند تغییر نمی دادند و مہند حقوق سیادت و بلند نشی شیخ سلمہ اللہ و او صلہ الی ما یتماہ
رخصت بتغیر این عنوان نمی داد۔ روز سے ضعف والدہ ماجدہ خود دیدہ امر طعام بختن را کہ تکفل ایشان
بود۔ بعضے از صوفیوں فرمودند۔ والدہ حضرت ایشان تا چند گاہ بہ گریہ و زاری گزرانیدند کہ از من

کہ ام جویمہ بوجہ آمد کہ حق سبحانہ ما را ازین سعادت بازداشت۔ عمل خیر سے کہ از دست من می آمد ہمیں
بود کہ برائے حضرت ایشان طعام می پختم۔ آنرا ہم از من باز گرفتند۔ مدتہا بریں حال بودند و از نہایت انانی
وزیر کی و غلبہ نسبت اخلاص و مریدی کہ هرگز جو بہ شریف ایشان است نتوانستند اطہار این معنی کرد بعد

ازاں کہ این سخن بحضرت ایشان رسید و امر طعام بختنی بتصدی ایشان گذاشتند۔ باطن سعادت موطن ایشان
ازاں قلق و اضطراب فراہم آمد و بی بی بانو کہ زن محرم صادق کہ خسر پورہ حضرت ایشان باشند و زن شیخ

محمد صدیق کشمیری کہ بی بی آقا باشند برائے خمیر نمودن و ند و در بعضے امور گذاشتند و نفی اختیار حضرت
ایشان آنقدر بود کہ با وجود ضعف و دوام بیماری مقید اختیار طعام سے نبودند۔ و اگر ناظم طبع می بود

اعمال این معنی نمی کردند و بدن شریف و عنصر لطیف از عدم ترتیب و بے توہی بطعام و دوام مشغولی بحضرت

حق سبحانہ بعبایت نجیفت بود لیکن رونق چہرہ و طراوت روئے با آن ہمہ نجافت کہ بالاترازاں صورت
نہ بند روز افزون سے

خط سبز و لب لعل و رخ زیبا داری ہر چہ خوباں ہمہ دارند تو تنها داری
و ہنگام طغیان قلق کا ہے با وجود چندیں ظہور و مقتدا نیت در کوچہا و بازار ہا تنہا بظرفہ بی تعینی مگشتند
و در سایہ ہائے دیوار بر خاک می نشستند و مضمون حدیث کن فی الدنیا کانتک عربیاً و
کعبیاً سبیل لایح می شد و حضور و شہود حق از سر ایستے گرامی می بارید و محقق می شد کہ جمیع اعضا
جدید ابنت خاص متوجہ حضرت حق سبحانہ اند و استفاضہ خاص میکنند و پیوستہ با وجود چندیں فتوح و کشتا
کہ آنا فنا میدیدند ہمیشہ در انتظار و تفکر و حزن می بودند

در یک دم اگر ہزار دریا بکشتی کم باید کرد و خشک لب باید بود
وقتے بیکے از مخلصان بقریبی می فرمودند کہ اگر ما ریاضات شاقہ چنانچہ ارباب سلوک می کشند کشیدہ
ایم لیکن انتظار ہا و قلق ہا کشیدہ ایم کہ چندیں ریاضات و محن در ضمن آن می بود و از ابتدا تا انتہا از انتظار
نہ آسودند چون اطوار حضرت ایشان و معموری اوقات پاک بہ تمام و کمال بیان کردن در طاقت بشریت
چہ حقیقت بگفت نیاید و لذتے کہ روح از دریافت معانی و بسط حال باید بیان از ادائے آن عاجز
است۔ لاجرم آنچه اندیشہ و ادراک نویسندہ از مشاہدہ اوقات استعراق سمات حضرت ایشان
در یافت۔ اگر ہزار کتب پردازد و عمر ہم بالفرض مساعدت کند تحریر آن صورت نہ بند و خوش گفت ہر
کہ گفت

نبود در کتاب ہا دل و درد از دلے صد کتاب نتوان کرد

لله الحمد والمنة کہ از دیدار گرامی حضرت ایشان کہ نسخہ اخلاق انبیار و اولیاء بودندی یقینی
و اعتقادے بریں طائفہ بطریق مشاہدہ پیدا شد۔ قبل ازیں ہر گاہ کتب احوال مشائخ مطالعہ کردہ
می شد بخاطر نا تجربہ کاری رسید کہ مریدان سخن را بسط دادہ اند و الا ایں احوال از قیاس عقل بیرون
است۔ اکنون مفہوم شد کہ حق سبحانہ بعضے از بشر را بجائے میرساند کہ اگر اقلاطون و یوحنا و قتیق النظران
عالم آگاہ گردند بنا دانی مقرر آیند۔

فصل ثانی در بیان تربیت مُسْتَشْرِئانِ طریقیہ

عادت شریفیہ حضرت ایشان در تربیت طالبان این بود کہ ہر گاہ طالبی می آمد کہ اظہار طلب می نمود چند گاہ و در اندازہ ہانش می کردند۔ اگر اہل شہر می بود و اگر مسافر سے بود و محتاج نان در ایلمی کہ باہر ارشاد متوجہ بودند چند گاہ نانش نمی دادند بہ نسبت آنکہ مردم برائے نان جمع نشوند و کالے راست نہ سازند و ہر گاہ کسی از ارباب دنیا برائے فقر ارتد سے می فرستاد بخلصان خود نمی دادند و فقرائے بیگانہ را تقدیم می کردند۔ اگر چیزے باقی ماندے تحقیق می کردند۔ ہر کہ از مخلصان غرض حقانی داشتے آنگاہ ادنی آنچه ضرورت سے بدان کفایت شدے عنایت می کردند و امداد مالی چنانچہ بعضے عوام گمان می بردند نسبت بخلصان بغایت کم۔ و می فرمودند کہ ہر کس ما امداد مالی کنیم۔ یقین دانند کہ نسبت باو در محبت فتور سے داریم و نظر حضرت ایشان در عدم امداد و تنقیح صوفیاں و تربیت طالبان بود نہ عدم مہربانی بلکہ نہایت مہربانی نسبت بگرفتاران آزد و سپہن است و آخر ہا کہ امر مشحیت و ارشاد متروک شدہ بود۔ فرمودہ بودند کہ بآیندگان تا سہ روز نان بدہند کہ ضیافت تا سہ روز مسنون است درین میان بعضے مست طالبان نمی ایستادند و دوراندازی ہا تاب نمی آوردند الا آنہا کہ طلب قومی میداشتند و ویرس کا بجد ترمی شدند با نہا طریقیہ می فرمودند۔ بعد از مشغول ساختن اگر محتاج روزمرہ می بودند برائے آنہا قوت لامیوت تعیین می شد و نہایت آن یک تنگہ دہلی بود و الا ایک نیم بہلولی و ایک بہلولی از وجہ قرض حسنہ کہ برائے حلیت لقمہ حلیہ شرعی است و این مخصوص مسافران بود نہ اہل شہر۔ مگر کسی کہ در جواد حضرت ایشان دائم بودے و احتیاج او معلوم می شد داخل مسافران روزینہ و ارمگشت و طریق مشغول ساختن این بود کہ اول استخارہ اش می فرمودند بعد ازاں در خلوتش سے طلبیدند و شکلے از اشغالی سلسلہ عالیہ یقینند یہ کہ در رسائل اکابر این سلسلہ مبین است می فرمودند و نسبت بہ بعضے بعضے کیفیات از پیش خود بران مشغولی ہا اند میکردند۔ چنانچہ در رسالہ خود کہ در بیان طرق نوشتہ اند ایضا فرمودہ اند۔ توجہ سے میکردند و ہمتے مصروف میداشتند۔ اکثر طالبان در صحبت اول بچود شدہ بر جائے خود سے افتادند و در آنہا اثرے از حرکت و شعور نمی بود۔ تا ہر گاہ کہ صلاح حال آن ہا

سہ این رسالہ را جامع در رقعات شریفیہ نوشتہ است۔ رقم ۶۲ را باید دید۔

می دیدند و راں بے خودی میگزاشتند و این حالت بر بعضی با نوعی میگذشت که حاضران آنها اموات خیال
می کردند۔ باز بر عکس آن تصرف می کردند بپوش می آمد و قول الشیخ یحییٰ و یحییٰ بوضوح
می پیوست بعد از طریق این حالت بخودی و بے شعوری اکثری از اخلاق ذمیه او مہذب می شد و
شکستہ در کار خانہ وجود او پیدا می آمد چنانچہ مردم از چہرہ او پے بمعانی محصوله او می بردند و ابتدا
بتغیر او ضاع وے امر نمی فرمودند۔ بعد از چشیدن لذت بخودی او خود بوادی موافقت با وضاع
مرضیه حضرت ایشان می آمدیم چنین بہر کہ مرحمت بیشتری داشتند یا غلطی در استعدادش میدید و بکرات
تصرف برومی کردند و بحالت بخودیش می بردند و آن قدر قدرت بود کہ اگر کسی را میخواستند در
یک روز بسر حد فنا و فنائے فنا کہ مقالین رتبه ولایت است میرسانید و نسبت بدوسہ کس این معنی
دریافتہ شدہ و بہر کسے را طریقے خاص پیش می آمد۔ بعضی را کشف و بعضی را ترقیات در مقام
قرب و بعضی را تلون احوال و باز کشف ہم انواع بود کشف حقائق اشیاء و کشف توحید و کشف
قبور۔ چنانچہ این خط حضرت ایشان کہ درین باب بفرزند و برادر میاں شیخ احمد سرہندی مرقوم
شده موند آنست۔

قرۃ العین محمد صادق بزخوردار ظاہر و باطن گردد۔ احوال او چنانچہ ظاہر است مستوجب حمد
و تعجب است بر همان حضور خود باشد از غیبت و استعراق اندیشہ نیست انشاء اللہ از شکر لہجو
و فنا در شعور اندراج یابد۔ مولانا محمد مسعود از کشف قبور اعتبار سے بر نگیند کشف صوریہ محل خطا و
تغزین است سعی کند کہ حضور مع اللہ ظہور یابد و دوام پذیر و ہر چند کہ عالم صاف شدہ باشد و
معنی نورانیت نیز از نظر بصیرت استفاظ یافتہ در کار و سعی باشد کہ جذبہ خواہا و حضور ایشان دیگر است
دران موطن از ماسوے نام و نشانے نیست۔ گاہ بالکلیہ و اکثر بالاصالۃ توجہی است از شش سمت
معرا۔ گاہی بہت فوق بہت خصوصیتے کہ عرش مجید راست در وہم سے آید و گاہی ہمہ جہات را
یا اکثر از فرومی گیرد معنی وَاللّٰهُ مِنْ دَرَاۤئِهِمْ حَیْطُ بَظُہُورِہِی رَسَد۔ اگر صور معنویہ و اشکال
صوریہ مچون شدہ اند و ہجول ہر اب و خیال بے اعتبار افتادہ و در ہمیں وقت نزد دریافت خیالیہ
صور ہُوَ اَلَا قَوْلُ وَالْاٰخِرُ نِزْرٌ دَرْمِیَانِ مے آید و اگر در وقت فرو گرفتن آن توجہ ہمہ جہات را
یا اکثر از صور و اشکال بالکلیہ مچون شود و صفاتی اتم بظہور رسد و معنی لَیْسَ فِی الدَّارِ غَیْرَ الدَّیَّارِ

در جلوہ آید ہوش باید بود کہ کسوت معنویہ در میان است لا اقل صفت حیات و ہستی اکنون یک ذیقہ دیگر بشناسند کہ در وقت ظهور و اللہ من ذرا یھیہم فی حیطہ نیز می تواند بود کہ ہمچنین کسوتی در میان باشد و می تواند بود کہ بالکلیہ نظر محبتش مجروح شدہ باشد۔ بارے حقیقت مقصود در دریافت ادراک نمی آید آنجا عشق و محبت است و تصفیہ سراز ماسوے و آن تحقیقات کہ در سلسلہ الاحرار نوشتہ شدہ بغایت فامض است۔ درین محبت آنرا بگذاردند و مدار بر ادراک متعارف بہند حضرت خواجہ نقشبند

خواجہ پاک نقش پاک نفس قدّس اللہ روحہ الاقدس

می فرمودند کہ ہر چہ دیدہ شد و دانستہ شد آن ہمہ غیر است۔ بکلمہ لا آں را نفی باید کرد۔ میان شیخ احمد نیز حال خود را درین صحیفہ مطالعہ نمایند و بدانند کہ تا استغراق در حضور ذاتی و وحدت صرف بظہور نمی رسد۔ اہل این سلسلہ اسم فنا بران نمی نهند و آنکہ ما گفتہ بودیم کہ یک درجہ دیگر در میان است۔ این است حقیقت این سخنان مشافہتہ معلوم میشود با وجود برائے خاطر شما نوشتیم والسلام والا کلام القصہ ہر کدام از طالبان واردات خود در خلوت رفتہ عرضہ می کرد و حضرت ایشان حکمت بالغہ الہی و وقت نظری کہ من عند اللہ یافتہ بودند بصلح احوال و اوقات و سے امر می فرمودند و اگر کسی خواب یا واقعہ نقل می کرد می شنیدند و در باب خواب گاہے می فرمودند کہ احتیاج گفتن نیست ہر چہ پیشانی است خواب شد و ہرگز تحسین صاحب حال و واقعہ یا تعبیر خواب بے حضورش نمی کردند۔ مگر کہ حالے عالی وارد شدے۔ در آن وقت این قدر می فرمودند کہ بکوش تا از دست نرود و قدم برتر نہی۔ بہ یکے از

طالبان ہنگام عرض احوال فرمودندے

مرغے غم او بچیلہ شد با مارام ہشدار کہ مرغ رام را رم نہ ہی

یکے از طالبان را بنا بر مصلحت و سے دور می انداختند و می فرمودند کہ استعداد و سے بسلاسل دیگر مناسب است و سے سرگرم ترمی شد۔ بعد از چار پنج ماہ بہ و سے فرمودند۔ یکے طالبان خود خواہیم فرمود کہ طریقہ بشما بگوید و سے باین ہم راضی شدہ از سر و انشد و امیدوار می بود روزے میاں شیخ تاج الدین کہ از خلفائے حضرت ایشانند از وہلی متوجہ سنجھل کہ وطن اقامت ایشان است می شدند و بخانہ آن مرد یک شب نزولے اتفاق افتادہ بود الہیہ و سے طلبے قوی داشت باجازات شوئے از شیخ مشغولی گرفت و بمقتضائے استعداد و مجلس اولے اورا بخودی روئے داد و کیفیت ہائے عظیمش حاصل شد و در آن

کیفیت اخبار سفت آسمان گفتن گرفت بر گری آل مرد بجد افراط انجامید و از شیخ حرفے از مطلب نشیند بر اسمیہ متوجہ بلازمت حضرت ایشاں شد و در راه از کثرت شوق افتان و خیزان در رنگ مسیت طافح مے آمد چنانچہ بندہ ہائے زانو و مرقش خوبی شدہ بود۔ چون نظرش بر جمال حضرت ایشاں افتاد مانند خرمین گل تنگ و در کنار گرفت و در صحن خانہ غلطیدہ میگشت حضرت ایشاں لختے خود را بطور اوگزا شتند۔ گاہے بر بالائے وے می شدند و گاہے در تہ وے و آزار ہابیدن شریف و عنصر لطیف راہ یافت چہ او مردے زبردستی بود و در کنار گرفتہ بر خاک مے غلطید و از دور و یوار مضمون این بیت مے تراوید۔

ہزاراں دشمنے شد با سیم کان تن نازک
 شود آزدہ گراندر برش بند قبا جند
 عاقبت فرمودند بایسج کارے ہم داری گفت کارے کہ دارم بتو دارم و مقصد و مقصود من
 توئی فرمودند پس ما را خود میکشی فائدہ نہ کرد۔ آل گاہ فرمودند بجانب روئے من بہیں۔ بحر ویدن
 از جابئے بر جست و بر خاک ادب نشست و ازین جہات ندامت ہاکشید و سے گوید کہ آل روز
 کہ در چشمان حضرت ایشاں چیزے دیدم کہ ہنوز لذت آل فراموش نشد و عبارات و اشارات از شرح
 آل قاصر است۔ اگر می خواستند قصر فی کنند یا خارق عادتے بنمایند۔ بخود نسبت نمی کردند بکتابے
 یا بقصہ حوالہ می فرمودند۔ مثلاً اگر در بیماری مے میخواستند۔ تصرف کنند و اورا ازان بیماری بر آورند۔
 کتاب طب می طلبیدند۔ و از روئے آل داروئے می فرمودند و ہمت بجانب وے می گماشتند۔
 بجز استعمال آل دارو و گاہے پیش از استعمال صحتش می شد۔ چنانچہ طفلی از قلعہ فیروز آباد بجانب
 دریا کہ ارتفاع آن زیادہ از نہ قد آدم باشد افتادہ بود و از راہ گوش و بینی وے خون می آمد و
 نفسش تنگی میگید۔ مادرش اورا در نظر مبادک در آورد۔ بریں حال شفقت فرمودہ قدرے متوجہ
 باطن حق موطن خود شدند و کتابے بدست گرفتند و فرمودند کہ دریں کتاب چنین نوشتہ اند کہ او زندہ
 خواهد ماند آن طفل تا امروز زندہ است و از مشاہدہ احوال وے سیج عاقل بزندہ ماندن او نمی کرد۔

شب پانزوم ماہ شعبان

روزے در اوائل ہا کہ نومناسانی

این کارخانہ بلند قدر بودم و در ملازمت گرامی ہوسناکانہ آمد و رفت میکردم بخاطر آوردم کہ اگر امروز
اثرافے کنند و مرا بخود کشند داخل خادمان عالی گردم لا اقل سخنے از مرغبات راہ بفرمایند۔ شب
پانزوم ماہ شعبان فرمودند امشب شب برائست و سلسلہ شمایینے چشتیہ نمازے کہ درین شب میگذارند
چند رکعت است عرضہ کردہ شد۔ صدر رکعت و بروایتے دو رکعت ہم آمدہ۔ فرمودند اگر شق آخر است
شاید ما ہم تو انیم گزار و ہم درین محل فرمودند مثل ما بریش گا و میماند و آنچه ان است کہ شخصے از پسر خود
پرسید کہ ہرگز بریش گا و بودہ پسر گفت معنی آن چیست گفت کسی از خانہ بر آید و بگوید بے آنکہ رنجے
بکشم گنجے بیایم گفت بابا تا بودہ ام ریش گا و بودہ ام ما ہم تا بودہ ایم ریش گا و بودہ ایم۔ یکے از
صوفیاں نقل کرد کہ روزے بخاطر آوردم کہ مرا خدمتے فرمایند و از بازار چیزے ماکول طلب دارند
ناگاہ کسے بطلب من آمد فرمودند برائے ما از بازار تریز بسیار عرضہ کردم کہ معرفت تریز چندانی ندارم۔ فرمودند
ہر کدام کہ بر نعم تو خوب باشد بسیار عادت شریف این نہ بود کہ درائے خادمانے کہ متعین این چنین خدمتہا
بودند بدگیرے بفرمایند خصوصاً بنور آمدگان این طریق و این مردوران وقت از جملہ نور آمدہ ہا
بود ہم دے نقل کرد کہ فصل زمستانی بود و پوششے نداشتم الا پختہ بے لحاف کہ با اہلیہ خود و شب ہا
می پوشیدم و از تنگی معیشت قدرت لحاف ساختن معدوم بود شبے از اہل خانہ خود بخالتے کشیدم کہ
بخاطر این ہامی رسیدہ باشد کہ بطرف بے جہتی کار افتادہ صباحش کہ در ملازمت حضرت ایشان نماز

جماعت می گزاردم۔ در آشنائی نماز نیز خاطر شبینہ آمد اور انفی کروم بعد از قرائت نماز چوں نظر حضرت
ایشان بر من افتاد۔ بیکے از مخلصان کہ معاملہ اشراجات متعلق بالیشان بود فرمودند کہ از یاد ان ما
پرسیدہ ہر کہ لسانی یا جامہ نداشتہ باشد یا اہل خانہ وی نداشتہ باشد ہر طور کہ گوید ساختہ بدہید و وسہ
کس دیگر نیز ہم احتیاج من ظاہر شدند و بما یحتاج رسیدند۔ گوید از ان باز ہمیشہ نرسان بودم کہ مبادا
خاطرے بیاید کہ موجب گرانہی خاطر اقدس بودہ بر ہم زن مقاصد سعادت مندی گرد و ذوق علمی قدرت
بر اقسام سخن خصوصاً در علم تصوف آن قدر بود کہ فضائلے وقت کہ سالہا درس علوم گفتہ اند استفادہ مانے
عظیم می کردند۔ روزے عزیزے التماس کرد کہ برائے شرح رباعیات کہ مسمی بسلسلہ الاحرار است
دوران ولایتانگی تسوید فرمودہ بودند۔ تاریخ امام گفتہ شود۔ در ہماں مجلس دو ات و قلم طلبیدہ نوزدہ
تاریخ برائے آن رسالہ اطلاع فرمودند۔ دو تاریخ بیاد محرز بود برائے تمثیل ایراد یافت باقی در آخر
سلسلہ الاحرار مسطور است یکے تجرّع فصوص حکم دوم نظم و سوجب و مع ذلک بہت رعایت ظاہر
تشریح ازین تصنیف خود کہ سخن وحدت وجود در انجا خوب ترین تدقیقات مبین است ناراضی بودند
وی فرمودند از ما این تصنیف خوب واقع نشدہ وی فرمودند کہ محقق شد کہ درائے طریق توحید ہے
است۔ وسیع و راہ توحید نسبت بان شاہراہ کوچہ تنگی بیش نیست و این نوزدہ تاریخ و یک مجلس
نوشتن از قدرت اکثر عقول بیرون است خصوصاً با عدم ممارست و کمی ورزش بلکہ خارق عادت است
و چہ احتیاج بہ اثبات خارق کہ وجود حضرت ایشان تمام خارق عادت بود ازین جانبست سخن
شیخ الاسلام پیر سران قدس اللہ تعالی سرہ بہ یاد آمد کہ در نغمات و رباب یکے از اکابرین این طائفہ
زیبا گفتہ کہ وے رائے بتابند بہ کرامات و نہ بیاریند بہ احوال و مقامات۔ کرامت و حال و مقام
و وقت و دوست او شجرہ بود۔ بلے

در دل ہر بندہ کہ حق مزہ است وی داد الہی ہمہ مجزہ است

۱۰ مصنف این رسالہ آن نوزدہ تاریخ را بعد از اتمام رسالہ بطور ضمیمہ در آخر نوشتہ۔ آن را بر صفحہ

۶۵ باید دید۔

۱۱ عدم رضا غالباً بہ آن است کہ متمسک اہل بدع و ضلال است نشود چہ اینہا مسئلہ وحدت وجود را

پیشوائے بدی و بد کرداری خودی سازند ۱۲

انتقال پر ملا حضرت ایشاں

حضرت ایشاں رحمۃ اللہ تعالیٰ تبارک و تعالیٰ بیست و پنجم ماہ جمادی الآخرہ ۱۰۱۲ھ یک ہزار و دو سو و اسی روز شنبہ رخت اقامت بدار القرار کشیدند و روز یک شنبہ بیست و ششم و شمال رویہ قدم گاہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم بیرون قلعہ سلطان فیروز کہ برائے مجاوران قدم گاہ ساختہ والاں آباد است مدفون شدند۔ محرم سطور و مرثیہ حضرت ایشاں این ابیات مرقوم قلم خوین رقم گردانیدہ۔

نظم

دل بر گرفت ازین چمن آں تازہ نوبہار
کو غم کہ داد خود بستاند ز عیش من
ایں یک و در روزہ عہد مداری بریں منہ
بر حال خویش گریہ کنت مرغِ این چمن
از ہر ہست قافلہ در نیمہ رہ منہ اند
خوشخوآن برود ہاست دین کہ چوں جرس
بر خونِ خلق چرخ دہن باز کردہ است

زین غم بخون دیدہ شستم چو لالہ نہار
تا پیش ازین پجرہ بہ بندم بخون نگار
وین بر غلط فریب جہاں دل بریں مداد
بر عمر خویش نغندہ زند کبک کو ہمار
ہشدار وہاں وہاں نظرے بر قضا گمار
ہر صبح و شام مرثیہ خوان ست روزگار
عبرت بگیر ازین سبوح آدمی شکار

کان قطب نہ فلک بہ دل عرش جا گرفت

خلوت گزید با حق و جام بستا گرفت

امشب کہ نالہ بلبلی خاموش تازہ کرد
ہر نالہ ماتمے دگر اندر د بر دلم
جو شش دروں کہ از دم سردم فسرودہ بود
شودیدہ حکایت آں رخ ہفتہ گفت

آہنگ گریہ بر من مدہوش تازہ کرد
داغے کہ نغفہ بود در آغوش تازہ کرد
آتش بہ سینہ در زد و آں جوش تازہ کرد
آشفتنگی بہ سینہ بلا نوش تازہ کرد

آئینِ شرع و قاعدہ ہوش تازہ کرو
ہر روز سنبھالتے بہ ناگوش تازہ کرو
یہ ماہزار و رو فراموش تازہ کرو

آں خواجہ کہ از دل غمراے ہوش مند
وز بہر حلقہائے غلامیش مہر و ماہ
از پیک روزگار بر آمد پیامِ چرخ

یک رہ خبر و بید کہ آں نو سفر چہ دید
بر آوج نہ سپہر بریں آں قمر چہ دید

زین شیوہ خان و مان جہاں را خراب کرو
زین صعب ترغی کہ دل و دیدہ آب کرو
عشرت بجام و شیشہ خود خون ناب کرو
خود بادہ بخورد و جگر ما کباب کرو
شب را تمام روز قیامت حساب کرو
کال بخت از جہند جہاں عزم خواب کرو

آں ہادی زمانہ رخ اندر نقاب کرو
و عسر روزگار ندیدست کس بخواب
و رکام عیش ز بہر شکست از سراق او
خود وصل بر گزید و بہ یاد اں سراق داد
ہر کس کہ ناہا جگر ریش ماسخید
بیدار باد ویدہ عبرت گزین ہوش

خوں شد دل سپہر ز بسیار خفتنش
در زیر خاک بادل بیدار خفتنش

کہ گلبن شگفتہ رعنا نہاں چرا است
آں ساقی شراب بقا سرگراں چرا است
افسردہ خاطر از چمن آں باغبان چرا است
افسردہ رنگ ز رونق دشتے جہاں چرا است
گلہا جگر نگار ز دست خزاں چرا است
بر پشت جامن این ہمہ کوہ گراں چرا است
ایں تیرگی زدے زمین و زمان چرا است

و اماں کشیدہ سر و ازین بوستاں چرا است
پیمانہ مراد حریفان نہ کردہ پڑ
پڑمردہ گشت غنچہ امید بے رخس
آں مایہ جمال جہاں گم سفر نہ کرد
آں نو بہار تازہ اگر رخ نہفتہ است
از ہفت باہم چرخ اگر سنگ غم نہ ریخت
آں آفتاب اوج ہدایت اگر نہ خفت

آں گنج شایگان کہ خفت است زیر خاک

از مخلصان نیاز بدار آستان پاک

خورد شید نور گستر این ہفت خانہ مرو

گویند خضر وقت و میح زمانہ مرو

پوشید چشم بکیره و شد زنده ابد
 اَلَا حُبَّتْش هُوَ سَمِ جَسَدِ مُرْدِه باد
 نالند بلبلان چمن از سراق او
 زنگ زخم شکسته تر آمد ز جامِ دل
 رُشدی ازاں نفس که رخ خود نهفت دست
 بر حکم و هم و دیده کوتاه ہیں مگوئے

معشوق دهر بود و لے عاشقانه مُرد
 چوں آل مه دو هفته و فرد بیگانه مُرد
 بیہات کاں طراوتِ زیبِ فسانه مُرد
 خوں در رگِ ترانه چنگ و چخانه مُرد
 سازِ طرب شکست و نوائے ترانه مُرد
 کاں رُوح بخش زندگی جاودانه مُرد

چوں نو عروس وصل در آغوشش بر گرفت
 از بس حلاوتش لب خاموشش بر گرفت

آوخ که شہسوارِ زمین و زمین مانند
 یعقوب واد دیده به کوری سپرده به
 آشفته گشت خاطر مجروحم آل چنان
 دل شاد بلبے کہ بخود صد ترانه داشت
 شد برگ ریز لاله و گل از خندان دهر
 دهر از فراق چوں شب و بجز تیره شد
 آل نورِ قدس روشنی از وید بر گرفت

گل دستہ کہ بود بہ دست چمن مانند
 چوں در زمانہ یوسف گل پیرہن مانند
 کز جوشش گریہ، سیج و مانع سخن مانند
 آل گل چو رُخ نہفت زباں در دہن مانند
 در گلشن نشاط لبِ نغمہ زن مانند
 کاں شمع بزعم قدس دریں انجمن مانند
 خورد شید گو ممان چو شہنشاہ من مانند

دل خوں کن زمانہ تخم خواجہ باقی است
 خاں گاہ عاقبت الم خواجہ باقی است

از حق ہزار کمزرت و آفسیریں برو
 چوں مادر زمانہ ندارد چو او پسر
 بر بام خود کشید پتے فخر چوں مسیح
 داشتیم آنکہ بود چو من عاشقِ بخشش
 بلبل نہفت در غزلش خجرو سناں
 دلہا بخاک او چو مگس بر شکر گرو

شد ختم ہرند از می دنیاد و دیں برو
 زانست گریہای زمین و زمان برو
 دل بستہ بود چوں فلک چارہیں برو
 کز بام ریخت زہرہ گل یا سمیں برو
 گل چاک کرد پیرہن نانہ نین برو
 صد حسرت است در جگر آنگہیں برو

بر دست درود او نتوانیم گریه کرد
 گریستند تا به چتر شهور و سنین برو
 آه این چه ماتم است که خون جگر بسوخت
 هر لحظه ام بدرد و غم تازه تر بسوخت

نوزده تاریخ از تمام رساله شرح رباعیات که مستماری سلسله الاحرار او ذکر آن برصفا آمد

(۱) هو الحکیم الفتح المصور (۲) لوح حکم موجودیه در کلم نقشبندی (۳) اللہ تعالیٰ
 بقایش بدھاوا (۴) وجه عکس مرات الصفا (۵) حخط وجود مولی (۶) فیوض علیا (۷) حل کلم
 خواجه پارسیا (۸) ظل حق موجود (۹) بل ظل حق وجودی (۱۰) مخط و وجودی (۱۱) منافی بصور حدوثی
 (۱۲) نظم و سبب (۱۳) جملگی اسرار اجاب توحید (۱۴) تجرع فصوص حکم (۱۵) فصوص حکم به ثقل
 (۱۶) لب مقدمات نقد فصوص (۱۷) فیض جو و بهار الدین (۱۸) شیخ کمل باد (۱۹) صل علی
 انتم الانوار و اهلہ۔

رساله شرح رباعیات سلسله الاحرار در سلسله هفتاد و هفت به تمام رسیده و این
 تاریخ از ممتات و مکملات آن رساله شریفه است۔

مکتوبات

ہمشاد و ہفت رُقعات شریفہ

از خواجہ خواجگان قطب جہاں حضرت خواجہ مویذ المہلہ والیدین الرضی ابو الوقت

محمد الباقی المعروف بہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس اللہ سرہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اکثر اصحاب اذین ترتیب مشائخ خود نمبر ندا شدند۔ از غلبہ ظہور احوال و علو مجلس عالی اگرچہ در خاطر ہامی گذشت اما نمی توانستند کہ ازین قسم مقاصد را بعرض رسانید۔ بہ ناگاہ بعد از مدتی در ویشتی از دور و ایشان عہد التماس بیان مشائخ این سلسلہ شریفہ نمود و قاصدے برائے ہمیں غرض بخدمت فرستاد و حضرت ایشان تقلم خاص نوشتند و سبب خوش حالی ہائے تمام شد۔

۱۔ بہ التماس در ویشتی

ارتباط این بیجاصل از حیثیت مصافحہ و تعلم ذکر و مراقبہ سلسلہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم بخدمت عالیہ ذوالبصیرت و البصارتہ بمنع الحضور و مزج الصدور المنتہی بالبصر المستقیم و المتزل فی الخلق اعظم مولانا خواجگی علیہ الرحمۃ و ارتباط ایشان بوالد بزرگوار خود مولانا درویش محمد است و ارتباط مولانا بخال خود مولانا محمد زاید است و ایشان را انتساب بختم الکبار النور الاتم والدری الاعظم اطلّ الکامل للشجرۃ الزیتونیہ

آن سرافیل عز و ناز از علم ملک الموت شخص آزاد از حلم

خواجہ عبید اللہ احرار است و نسبت بعیت و تعلم ذکر حضرت خواجہ مولانا یعقوب چرخي است

لہ آن سرافیل سرسبز از علم ملک الموت شخص آزاد از حلم

نو جگر صی اس کی
بزرگواران کا بارگاہ

وبعیت و تعلم ذکر و استفاضه مولانا خواجه بزرگ خواجه نقشبند است و تعلم ذکر و تربیت صورتیه متوالجه بزرگ
 از سید امیر کلال است لیکن پیر معنوی و بستان حقیقی ایشان خواجه عبد الخالق مجدوانی از میاب حضرت امیر
 و خواجه بهمان خواجه محمد بابا ساسی و خواجه علی رامینتی و خواجه محمود الخجیر فغنوی و خواجه عارف ریو گری
 علی الترتیب المذكوره من الموقوف الی المقدم. واسطه طریقہ و فیض اند تعلم ذکر خواجه بهمان ابتداء از خواجه
 زنده دلال خواجه خضر است و تربیت ذکر و افاضه نتایج الی ذروة الکمال و الاکمال از امام ربانی خواجه
 یوسف ہمدانی است و نسبت ارادت و خدمت امام بہ شیخ ابو علی فارمدی است و نسبت ذکر و استفاضه
 معنویہ ایشان بہ شیخ ابو الحسن خرقانی است لیکن شیخ ابو علی را بعد ازین نسبت نسبت خدمت و صحبت
 و استفاضه شیخ ابو القاسم کرکانی نیز بوده و چون نزد محققین پیر سہ است پیر خرقہ و پیر ذکر و پیر صحبت و پیر
 صحبت اتم و اکمل است در ارتباط پیر حقیقی بہمان است. لاجرم نسبت شیخ ابو القاسم نیز آوردیم
 چه ایشان نیز پیر صحبت شیخ ابو علی فارمدی اند و خدمت و ریاضت بسیار در حجر تربیت ایشان کشیده
 اند و کار را بہ نہایت رسانیدہ نسبت شیخ ابو القاسم تا امام علی موسی الرضا سلام اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ جمیع
 عباد اللہ الصالحین شمس واسطہ وار و ابو عثمان مغربی. ابو علی کاتب. ابو علی رودباری. سید الطائفہ
 جنید بغدادی. سری سقطی معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین. همچنین شیخ معروف کرخی را بعد نسبت
 امام ہمام نسبت بہ واؤد طائی و جلیب عجی و حسن بصری نیز هست نسبت معتبر معروف نسبت امام
 ہمام تا بہ باب مدینہ علم حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب ابا عن جلی معروف مشہور است این
 زمان بر سر سخن بیائیم. شیخ ابو الحسن خرقانی را نسبت استفاضہ و اخذ طریقہ از روحانیت سلطان العارفين
 بانیزید بسطامی است کتنبہ اویس من مشیح الکنوار علیہ افضل الصلوات و ائکمل التحیات
 ہم چنین نسبت سلطان العارفين بروحانیت حضرت امام جعفر صادق است و آنچه معروف است از
 خدمت و صحبت غیرین صحیح است و نسبت امام صادق با وجود انوار وراثت آبار کرام خود بجدادی خود قائم
 بن محمد بن ابی بکر است. ایشان در تابعین از فقہائے سبعہ و اکمل علمائے ظاہر و باطن بوده اند. طریقہ
 مخصوصہ سلسلہ نقشبندیہ ازین راہ تنزل نموده و حضرت قاسم منسوب و مرئوب بہ سلمان فارسی اند و
 سلمان فارسی درین نسبت و طریق منسوب بہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما و رحم علی

لے و استاد ^۲ مراد از امام ہمام حضرت موسی الرضا اند

جَمِيعٍ مِّنْ تَوَلَّىٰ بِهِمَا وَالصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ كَانَ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِمَامًا الْأَيْسَرُ وَهُوَ عَبْدُ الْمَلِكِ سَيِّدُ الزَّمَانِ بَعْدَ الْقُطَيْبِ وَصَارَ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُطْبًا وَهُوَ الَّذِي يَكُونُ فِي كُلِّ وَقْتٍ مُّتَّوَجِّدًا أَوْ يُسَمَّى بِالْعَوْتِ سَيِّدِ الزَّمَانِ - وَإِمَامُ الْعَهْدِ وَالْقُطْبُ بَعْدَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ وَبَعْدَهُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ وَبَعْدَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَىٰ وَجْهَهُ وَرَضِيَ اللَّهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ بِأَبِ مَدِينَةِ الْعِلْمِ وَخَاتَمِ جِهَةِ الْخِلَافَةِ وَبَعْدَهُ حَسَنٌ وَبَعْدَهُ حُسَيْنٌ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمَا كَمَلَيْنِ فِي هَذَا الْمَقَامِ سِبْطَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسِرَّةً هَكَذَا قَرَّرَ عِنْدَ أَسَاطِينِ الْكُتُبِ وَعُظَمَاءِ الْمُشَاهِدَةِ - وَالسَّلَامُ عَلَيَّ مِنْ أَتْبَعَ الْهُدَى -

قطب اور عورت

این کتاب بجناب خلافت پناہ منظر الطاف الهی امید گاه مریدان و مخلصان این خاندان میاں شیخ الہ واد ثبۃ اللہ علی مسند الارشاد نوشته شد۔
۲۔ براور ارشد میاں شیخ الہ واد۔ این و عاگوئے معتقد خود را بتوجہ فاتحہ امدادی نمودہ باشند، باین تہم پریشانی اوضاع و بے استقامتی کمال بے حیائی است کہ سخن تصوف در میاں آریم و از وقایع طریق انجذاب حقائق منتهی کشف تحریر نمایم۔

ع۔ از خود بطلب ہر آنچه خواہی ہستی

بہر حال یک وصیت می کنم بر شما باد کہ آنرا از دست نہ سہید۔ آنست کہ چوں ماہر زہ گویا باین جا نباشید و خود را بر نسبت خود بدو زید و آنرا عزیز بدارید کہ اعز من الکبریٰ بیت الاحمر است فافہم الشا اللہ العزیز

۱۔ مراد از امام ہمام حضرت موسی الرضاند ۲۔ قولہ امام الایسر الخ الامامان ہما الشخصان اللذان احذرتما عن یمنین العوتی اسی القطب و نظیرہ کا فی الملکوت و الاجر عن یسارہ و نظیرہ کا فی الملکوت و هو علی امن صاحبہ و هو الذی یخلف القطب۔ ۱۲۔ اصطلاح الطوفیہ تصنیف کمال الدین ابی الخاتم

عبدالرزاق بن جمال الدین الکاشی السمرقندی رحمۃ اللہ

حصہ اول زید نوشتہ و حاشیہ دوم برہائش کتاب نوشتہ است۔

ہر گاہ انبساطے دست و ہد تقصیبه خواہم نوشت تا عزت آل نسبت کما ینبی معلوم شود

پیش از آن کہ جناب عالی مقام ارشاد پناہ میاں شیخ تاج الدین بجزرت خواجہ نامر بوط گردند
بالتماس مخلصے اس کتابت را برائے ایشان نوشتند و در ال زمان مشار الیہ در سلسلہ شریفہ عشقیہ سلوک
تمام کردہ با جازت پیر کامل مکمل مرخص و مجاز شدہ بودند لیکن از روئے سعادت و بلندی استعداد بعد
از رسیدن این کتاب بخدمت حضرت ایشان رسیدہ بمالات دیگر مشرف شدند و با آن قدر ترقیات و
تصرفات مشرف گشتند کہ از دائرہ نوشتن بیرون است و ہر گاہ کہ از وطن اقامت بخدمت پیر و شکیہ میر رسیدند
اکثر بلکہ دائم بہم خانگی و شرف حضور مشرف می بودند و این دوام بیچ یکے از اصحاب کبارہ را غیر ایشان میسر نشد
و این وجہ و وجوہ بسیار منجوط خلفا و خدام آل آستانہ می بودند۔

۳۔ عرضیہ سرگردان مملکت محمد باقی اشتیاق قدوسی سائران طریق انبیاہ و متوجہان حضرت الہ البیبا
است بر آرزوہ حاجات باسہل وجوہ میسر کناد۔

شنویم کہ روزی چند خلوت خانہ خواجہ حسام الدین احمد را مہمور داشتہ اندازہ باز ماندگی خود دور
یافت بعضے از اجناسورت قبض و بسط در ہم آمیخت۔ استغفر اللہ من جمیع ما کرا اللہ قلم بر
سبیل عادت بر ہر طب و یابس افراہم می نماید مقصود اظہار تجیر و خرابی باطن دست تا بود کہ ولے را بر
نیاز روئے اند و با شفقتہ پیدا شود و ہمتے بر گمارد و توجہی نماید بہت۔

بے عنایات حق و خاصان حق گر ملک باشد سیاہ سستش ورق

عنایات بزرگان و التفات خاطر ایشان سر ہمہ سعادت ہا است دوران را در راہ و مستعدان را
آگاہ می سازد و خصوصاً کہ این توجہ بصحبت و نشست و برخاست جمع شود۔ آہستہ بیار می سپارد و مقناطیس
اسرار و اطوار است۔

نارخندان باغ را خندان کند

صحبت مردانست از مردان کند

مخدوم با حاصل این وطن سلوک و جذبہ است ہر گاہ بہ برکت احتیاط خالص باطن طالب کسب صفت
جذبہ میل و محبت ذاتی است بکند و قوت گیر و سلوک کہ نفی صفات بشریت است بکم چند بہ من جذبہ

الرَّحْمَنُ تَوَازِي عَمَلِ الثَّقَلَيْنِ - دست و ہد بلکہ این روش خوشتر از ان است کہ بخود نفی لوازم بشریت کند۔ عمدتاً در صفات نگہداشتن کار سے است نہ بقوت بازوئے سالک۔ الغرض اشتیاق و آرزو مندی بحکم این ایمان نسبت بہمہ و دستاں حق و ادریم حق تعالیٰ روز می کناؤ۔ عزیز سے می گفت کہ زہے سعادت کہ طالب ملاقات این طائفہ راست کہ اگر یافت خدا را یافت و اگر نیافت شفیق یافت الحمد للہ علی ذالک التماس آنکہ نیاز مند سے این سیاہ دل عرضائع کردہ را در مواجہہ مزار حضرت میاں ظاہر سازند و استمداد سے بکنند۔ والسلام والا کرام

چوں جناب عالی مقام ارشاد و پناہ میاں شیخ تاج الدین بنا بردر و بعضے واردات و مستی ہا و بے نیازی ہا بملاحظہ دید مصلحت مستر شدال بے اجازت عالی صلاح و ران دیدہ بودند کہ از سلاسل و بگر کہ بقیوض آن آشنائی ہا داشتند۔ بعضے را زواران طریق تربیت کنند و نیز خود را بے حاجت و اویسی مشرب میدیدند تا این معنی را یکسے ظاہر نمی کردند برائے ایشان این کتابت نوشتہ شدہ بود۔

۴۔ بہ شیخ تاج الدین - وفقك الله تعالى فيما يجبه ويرونا - بعد از ادائے ما واجب علی الاحباء مشہود و ضمیر منیر می گرداند۔ فقیر اور بعضے از خواب ہا چنان می نماید کہ باطن شمارا بہ فقیر یک نوع عدم انقیاد سے و طغیان سے ہست۔ ظہور این وقائع بعد از بیماری فقیر است۔ و ر این دفعہ کہ آمدید شرم آمد کہ باین نوع چیز ہا توجہ نمودہ اظہار آں نمایم مقصود حق است اگر حجاب ما در میاں نہ باشد نُور علی نور۔ لیکن چوں سنت اللہ بر اعتبار واسطہ و بزرگیت اور رفتہ از چشم پوشیدن و اورا در میاں ندیدن مورد عدم ترقی است۔ اگر بنا گاہ بحکم یقین انحراف سے در باطن واسطہ پیدا شود برکت از میاں بر خیزد۔ ہر چند اَنْفَانِي لَا يُرَدُّ اِلَى اَوْصَافِهِ مَقْرَأَتْ وَبِي شَبِهٍ اِيسَ طَرِيقِ بَيْتِ عَبْدِ اَوْرَسُوْلٍ نَامَرْضِي وَنَا مَقْبُولٍ اِسْت - ادب معلم اطفال تا چہ حد نگاہ باید داشت۔ استا و طریقت کہ نا و ان فیض و بُسْتَانِ كَشْفِ وَشَهْوٍ بَاشِدْ ہر آئینہ بر رخ الوہیت خود نخواہد بود

ع پیر من و خدائے من از تو بحق رسیدہ ام

من لہدیشکر الناس لہدیشکر اللہ - یاری دو درجہ است۔ و درجہ اول آنکہ ہمیشہ مستعد

مستفیض باشند تا باب ترقیات بے نہایت مفتوح باشد و ادب این معنی را کمای یعنی رعایت نمایند

تا بر خور داری و برکت کامل گردد۔ درجه دوم آنکه بر تقدیر آنکه ما را در میان نبینید و گمان برید که از ادراج
 طیبہ خواجہا لے واسطہ مستفیضیم یا نیز ازین ابا نذریم۔ ہر چند کہ خلاف واقعہ است و مورث لے برکتے
 در اتباع مستر شدان لیکن حفظ طریقہ خواجہا و استفادہ در توجہ بالیشان و عدم خلط بطریق دیگر ناگزیر
 است و ازالہ بایسج و جہ چارہ نیست۔ این طبقہ در غایت غیرت و نازکی اند۔ شما کتب محققین مطالعہ
 نکرده اید۔ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بایسج تفاوتے طریقہ ایشان است اخفا و عدم امتیاز
 از خلق تنگستکی و متواضع بودن و خوردار و دائرہ عوام انداختن اکتفا بسنن محتادہ نمودن و باسباب
 ظاہر تو سئل نمودن طریقہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم است۔ چنانچہ شیخ کبیر محی الملئ و الدین محمد بن العربی
 در کتاب فتوحات مکیہ می گویند کہ ہذا مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابو بکر الصدیق و من المشیخۃ
 ابو بکر البسطامی و صدون القصار و ابو سعید الخدری و من سادات ہذا المقام ابو السعد و ہذا حالنا۔
 با قطع نظر ازین شما بر سیدہ این باغ وید و نائب این گنجران شمارا ملازم آستانہ ایشان بودن و بر
 مرضیات ایشان قدم استوار داشتن لازم و واجب است والسلام علی من اتبع الهدی

این عنایت نامہ ہم در ایامیکہ جناب مستطاب عالی مقدالہ میاں شیخ تاج از مستی ہائے دید
 کمالات خود ترقی نہ فرمودہ بودند۔ برائے تربیت ایشان صادر شدہ بود۔ بعد ازاں آنچه باعث
 بر این کتابت ہا بود۔ این بود کہ از برکات توجہ شریف از وساوس و لغزش ہائے خود نائب
 گشتند و آخر بخیر انجامید۔

۵۔ بہ شیخ تاج الدین۔ حق سبحانہ و تعالیٰ برکات تامیہ ابدیہ روزی کنا و عجت نامہ کہ مصحوب نظام
 مرسل بود مطالعہ نمودہ شد۔ از شورش ہا عجب آمد۔ سخنے نوشتہ بودیم اگر خلوات واقعہ باشد فهو المراد
 باری و صیبت آن است کہ اگر صفتہ از صفات ما را مخالفت یا بند۔ یا چہ در خیال شما کمال قرار گرفتہ تکیہ
 ہاں نکنند کہ اطوار مختلف است۔ بعضی از معانی اَللّٰہِیٰتِ هُوَ الرَّجُوعُ اِلٰی الْبِدَایِیٰتِ مزج
 طور بے تکلفاں و عوام روشن است و ہم چنین اگر در خاطر آید کہ اہل ارشاد را کشف و الہام می
 باید آن نیز اصلے ندارد۔ اہل ارشاد بعد از فنا و بقا مظهر اسم العظیم و الحکیم و المتکلم می باید کہ
 باشند چنانچہ در کتب آئمہ طریقیت مقرر است و ہم چنین ہمیشہ خود را نیازمند و مستفیض بدانید۔ علیج

مستتر شد بر شد همیشه است و آنکه می گویند اکنون حاجت فلاں از مرشد برخواست - این معنی دارد
 که قائم بنور اصل شد. اگر مرشد از میاں برود فتورے باوراه نئے یابد ۷

در یک دم اگر هزار دریا بکشی گم باید کرد و خشک لب باید بود

و ہم چنین در آداب طریقه عالیہ احرار یہ نقشبندیہ پوچوں کوہ را سخ باشند۔ نہ ہمار کہ بطریق دیگر
 خلط نکلند و آنکہ از سلاسل مختلف مرید می گیرید۔ چیزے نیست ہر کہ مرید شمشاد شود۔ شود۔ واللہ فلاں
 تعلیم و تلقین منحصر در طریق نقشبندیہ سازید۔ نان و دیگرے خوردن و دعائے دیگرے کردن بسیار
 بے فائدہ است شخصے نور نقشبندیہ از شما گیر و متوجہ شطاریہ باشد چہ مزہ دارد۔ دیگر مرید کاملیت
 بین یکدیگر الحسنات مے باید کہ آنکہ خودش گوید کہ مرا تعلیم فلاں شغل بدہید۔ بغایت قبح است نابون
 این چنین خوردوی نوشتہ

مجلہ سر خواص و سر عوام گفتمہ شد و السلام والاکرام

ایضاً بہ میاں شیخ تاج الدین نوشتہ اند۔

۱۔ دوام و وضو و دوام شکر و وضو و احتیاط لقمہ و اجتناب از معاصی بالکلیتہ از غیبت و سخن چینی و
 تحقیر بندہ مومن از آزاد و بندہ و بغض و کینہ مومنے و غضب و سختی بر بزرگوارستان از لوازم است و
 اساس این کار است۔ بے این ہا کار حکم نمی شود و اما اگر دریں امور احوالنا فتورے برود ترک این کار
 نکند بلکہ توبہ و استغفار متوسل شدہ دراز و یاد این کار بکوشد تا حکم *ان الحسنات یذہبن السیئات*
 صفاتی تمام روئے نماید *انما یثاب المؤمن الخال و السلام والاکرام علی من اتبع الهدی*۔

(در نیاز مندی و شکستگی خود بجانب پیرزادہ جناب خواجہ ابوالقاسم سلمہ اللہ تعالیٰ نوشتہ بودند)

۷۔ پیر پیرزادہ ابوالقاسم۔ دور افتادہ کہ فتنار محمد الباقی بعرض ملازمان آستانہ و لایبت

می رساند کہ ہوائے خاک بوسی آل منبج سعادت و اقبال بسیار است لیکن کثرت علان و ضعف

قوائے جسمانیہ سد عظیم شدہ بحال آنکہ بہ بیچ طرفے رفتہ شود مناندہ۔ آرسہ کرم الہی بعنائیت برگزیدگان

اوباقی است۔ انہ علی کل شئی عتدیر۔ بہر حال امید آن است کہ در سلاک ملازمان خود داشته ہوتھی

املاومی فرمودہ باشند۔ در پیچہ سعادت و ارادت خوہماں در گاہ در امید انم حضرت ایشان قدس اللہ تعالیٰ
سرہ این گدائے بے حاصل را خود بخود قبول فرمودہ بودند چنانچہ در اقل وسیلہ طلب و التماس قسم
در میان نبود۔ اکنون این آستانہ ہم ہمیں چشم داشت است۔

تراہست دست تصرف دراز نگیر از سر غائبان دست باز
مرا دست ہمت بفتراک تست سرم گر بگردون رسد خاک تست
زیادہ چہ زبان درازی کند۔ الحمد للہ اولاً و آخراً۔

این کتابت در جواب عرضہ مخدومی ملاذی استاذی میاں شیخ احمد امام اللہ برکاتہ
صادر شدہ بود)

۸۔ بہ شیخ احمد سرسندی۔ در مکتوب سیوم مرقوم بود کہ توجہ بہمت دفع بعضی از امراض و
شدائد آیا مشروط است بسبق علم برضی بودن او یا نہ۔

مخفی نماند کہ توجہ فعلی است از افعال اختیار یہ و فعل اختیار یہ یا مرضی است یا نامرضی
یا مباح بر توجہی۔ کہ متوجہ الیہ اش از امور نامرضیہ است۔ بے شک آن توجہ نامرضی است و
ہر توجہی کہ متوجہ الیہ اش از امور مباحہ است۔ آن توجہ از مباحات است لیکن نسبت بعرفان
سور ادب است۔ چہ حق سبحانہ را تابع خود ساختن است و از امر فائخذ وہ و کیلا بر آمدن
لہذا جمع از عرفان ترک تصرف نمودہ اند و خود را در مقام عجز فرو گذاشتہ کابی المسعود الشبلی۔
این طبقہ گاہی بہ نیابت نبی یا رسولی بہمت اثبات معجزہ آن نبی یا رسول تصرف

می نمائند و مثل ہماں معجزہ را بظہور می آرند۔ و ہر گاہ معرفت علویافت عاجز محض می شوند۔
اسم ترک از ایشان بر می رفتہ و اگر تصرفی از ایشان بظہور می رسد امر او جبراً است۔ چنانچہ
از اطوار حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ مفہوم می شود چہ باطن مبارک ایشان کہ از مظهر خاص
ارادۃ الہیہ بود و بخو است متوجہ امرے می شد و بقوت قاہرہ دفع آن می کرد و خود نیز می فرمودند
کہ دوائے بر آن روزے کہ دل من در پیش یکے راست با ایستادہ و سخماں و نگیر ہم ازین صریح تر
است چنانچہ اہل تتبع کلمات ایشان را ظاہر است و شیخ بزرگ در کتاب فصوص خود را در وجہ

ثانیہ مکیوند و مقام ابوالمسعود را فی الجملہ نقض می نهد۔ بر سر سخن رویم و ہر توجہی کہ متوجہ الیہ
 اش از امور مرضیہ است سواءً اظہرت مرضیہ فی الشریعۃ او فی الکشف الصریح
 الصریح فالتوجہ الذی نحن فی بیانہ وهو جمع الہتم الذی یعبر بالہبۃ امر
 آخر یحتاج بعد اخرا نثہ مرضی ام لا از سخنان حضرت ایثال چنان معلوم می شود کہ مرضی
 است و ہم چنین تصرف یا ترک التصرف بہت اثبات معجزہ فی الجملہ تائید این می کنید۔ فتال
 مرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا امرتک بما امر فافعلوا منہ ما استطعتم۔ اگر گفتہ
 شود کہ انبیا صلوات الرحمن علیہم با وجود ہذہ الاستطاعت و امر بہاد و اعلائے کلمۃ الحق چون در
 مقام تصرف نمی آمدند گویم و ما علی الرسول الا البلاغ عذر آل می خواہد ایثال ما مور بودند
 بنفس جہاد و اعلائے کلمۃ الحق از طریقہ مشر و عمدہ بطریق تصرف۔ ایثال از اہل عجز اند نہ از اہل تصرف
 نمی بینی کہ لوط علیہ السلام طلب بہت کردہ در آنجا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ می گوید لوان لی بکفر قوۃ۔ کما
 قال صاحب الفصوص رضی اللہ عنہ۔ ہر گاہ امر الہی می شود بہت امر قوت و بہت ظہور می کندہ در آل
 وقت معنی فافعلوا منہ ما استطعتم جاری می شود پس اہل بہت را بحکم اتباع انبیا صرف بہت
 در مرضیات مرضی است و ترک آل نامرضی۔ باز بر سر سخن رویم و ہر توجہی کہ متوجہ اش از امور مشتبہ
 است اعنی معلوم نیست کہ مرضی است یا نامرضی است۔ چنانچہ سوال شما در مثل آل مادہ است
 انجام بہت و توجہ دلیری نباید کرد بل دعا باید کرد۔ آن ہم باسم ذات مثل یا اللہ یا رحمن یا رحیم
 اگر مرضی است مستجاب خواہد شد و الارجح در جہد یا کفارت سببہ خواہد شد۔ عالم بخواص اسما را مناسب
 نیست کہ در این چنین مادہ دعوت باسم بکند۔ اما سوال آنکہ بعد از تحقق حضور مرطالباں را از ذکر یاد
 داشتن و امر بہ نگہداشتن حضور کردن لازم است یا نہ۔ مخفی نخواہد بود کہ جمع حضور با ذکر احکام و
 اوثق است ذکر از جمع کہ سبب فتور حضور ایثال شود ممنوع است و ہم چنین در وقت کسالت
 و سائمیت نفس ممنوع است حضور ذکر روح است و تصحیح حروف ذکر کہ در جہد اخفا است علی القول
 الاصح فی المنقر عند ائمة الحنفیہ نصیب خیال و نفس و زبان است چہ زبان نیز در وقت
 نگہداشتن بے حرکت نیست۔ کما ظہر علی اہل الشعور و حقیقت ذکر آن است کہ آدمی بہ جمع
 اجزائش ذکر باشد تا اسم ذکر بران حقیقت جامعہ توان نہاد۔ و در حدیث الا انبیکہ یجید اعمالکم

ذکر

حقیقت

(الحديث) اشارت باین ذکر است کما فی کتاب الفصوص اما سوال آنکه در فقرات خواجہ ماند کور است
 کہ اہل صحبت را آخر بذکر امر می کنند کہ بعضی مقاصد بہست کہ بے آن سیر نیست۔ آن مقاصد چیست و
 بچہ وقت امر بذکر می باید کرد۔ محضی نماید کہ وقت امر بذکر وقت ظهور حضور است و وقت ظهور حضور وقت
 بہ تکلف آمدن رابطہ است و نتیجہ ذکر فنائے حقیقی و ظهور اذکر کھر۔ و آنچه بعد این است از حقائق و معانی
 و مراد از ذکر لا اله الا الله کہا هو الظاهر من طریقہم تواند بود کہ در اثنائے رابطہ یا توجہ
 ذکر سے از اذکار بطریق انعکاس از باطن مرشد باطن سالک بتابدخواہ ذکر قلبی و خواہ ذکر بدوی۔
 وهو المعارف وهو عين النتيجة كما شاهدتم خيرة مرة و اگر صحبت و رابطہ منتهی باین قسم چیرے
 شو۔ باز نفسی و اثبات در کار است رفیع الدرجات گاہ باشد کہ کشف نیز منجر باین سیر شود
 از جهت ظهور مرتبہ فوق اذا اراد الله شيئاً هيأ له اسبابه بالجملة طلب می باید من قرع
 باب الكيم و ليج و ليج مقرر است کہ ہمت را اثر ہاست و آنچه در فقرات است کہ بے ذکر
 نمی شود تواند کہ سیر مجہی باشد چہ سیر محبوبان و بگير است۔

عشق مجہوبان نہان است و ستیر
 عشق عاشق با دو صد طبل و نصیر
 لیک عشق عاشقان تن زہ کند
 عشق معشوقان خوش و فریب کند

اگرچہ با حقیقت ذکر کہ اعراض و اقبال است و راں سیر ہم ورج کر ویم لیکن ذکر نفسی پوشیدہ
 است کہ ملک را نیز بر اہل اطلاع نیست۔ ان ذکر فی فی نفسہ ذکر تہ فی نفسہ و هو الحافظ
 لہذا الذکر و هو الذی یرقبہ بلا واسطہ و سبب بالمتجلی فی الخلوۃ التي لیس فیہا الا
 هو ان ذکر فی فی ملاء المدعکة او غیرہم من الانس ذکر تہ فی ملاء خیر منہ
 فان فی ہذہ الملاء نفسہ داخل و فی ملاء الحساب تفتی النفوس بظہور الکبریا
 عدم خیریۃ الملاء بالنسبہ الی ملاء آخر لا ینا فی خیریۃ بعض اجزاء الملاء النازل
 بالنسبۃ الی اجزاء الخیر۔ بر سر سخن رویم ترقی و در ذکر نفسی است و بس علی ما بیننا و ہر ذکر
 ملائے کہ خالی از ذکر نفسی است و در جہ پیش ندارد۔

صاحب و رو سے و سوختہ جاں می باید
 آتش زدہ بحانماں سے باید

اما سوال آنکہ بعض از طالبان اظهار طلب طریقہ می کنند لیکن در لقمہ احتیاط نمی کنند الی آخره۔ مخفی
مانند کہ پیش ازین در خاطر فقیر این معنی خطور می کرد کہ درین باب وسعتی کرده شود۔ اکنون نیکان افتاد
و ہر کہ می تواند رعایت احتیاط کرد و تقصیر نکند و نسبت با دشمنان نیز مبالغہ نماید مباد کہ از اہمال و مسابہ
و دیگران مسابہ در ہمہ راہ یابد البتہ درین باب مسابہ نکنید کہ رعایت طریق جذبہ بے این روش تمام
نمی شود و جمیع کہ رعایت نمی تواند کرد و در باب ایشان مسامحہ نکنید لیکن در حدود و شرعیہ باشند
آن نکنند کہ ہر چه از حلال و حرام یابند بخورند و بیچ باک ندارند نعوذ باللہ منها۔ اگر کسی ہم چنین
باشد ملاحظہ معنی اللہ حاضر می فرماید تا بآدم و شد و ملازمت شما نخل شود۔ و از ان معنی باز ایستد در آستانے
آمد و شد و در مذمت لقمہ حرام و بے خاصیتے آن سخن کنید و اگر این چنین بے باک است لیکن مستعد تیز رو
است می توان با وجود آن خرابی طریقہ گفت امید کہ خود متنبہ شود۔ و اگر نشود بعد از ان کہ او را یقینی
باین طریق پیدا شد و فی الجملہ نسبتے بدست آورد سلب نسبتش کنید تا شامت لقمہ را بدریابد العرض
تا تو انید مظهر رحمت باشید و فائدہ بخلق خدا برسانید اگر جمعی میخواہند کہ مجرد استناد باین طریق پیدا کنند
مصافحہ و معاہدہ کنید او عہد کند بر متابعت شریعت و حفظ عقیدت از کدورت ہوا و بدعت و شما
عہد کنید بر ثواب و نجات آخرت۔ فمن نکت فانہما نکت علی نفسہ و من اوفی بسا
عاهد علیہ اللہ فسیؤتیہ اجراً عظیماً۔ اگر شجرہ طلب کنند تا ہمائے مشائخ را تا حضرت
مولانا نوشتہ بدہمید تا یاد گیرند ما را از خرابی خود شرم می آید کہ نام ما در سلبک خواہم آید گاہے
برائے توفیق ما فاتحہ خوانید این جماعہ کہ مصافحہ خواہند کرد و اگر تو انند و از وہ رکعت تہجد و چہار رکعت
بدو سلام اشراق و دو از وہ رکعت چاشت و چہار رکعت سنت عصر و بعد از سنت مغرب چہار
رکعت نفل بدو سلام بکنند و دو رکعت تہجد مسجد ہر گاہ کہ در مسجد در آئند و بنشینند مگر آنکہ بعد از طلوع
آفتاب و بعد عصر در آئند و دو رکعت شکر و وضو ہر گاہ وضو کنند الا ہماں دو وقت۔ دو و ام وضو رعایت
کنند ازین جملہ آن قدر کہ تو انند بکنند و اگر ہمہ را کنند بہتر و کامل تر و اگر حق سبحانہ توفیق زیادہ بدہد
ہمیں نماز ہا را خصوصاً نماز شب را بہ تطویل قرأت دراز بکنند۔ اگر سورۃ طویلہ یاونداشتہ باشند سورۃ
اخلاص را چند ان کہ تو انند تکرار کنند۔ اگر فراغ و خفت باشد ایستادہ و الا نشسته نماز را بملالت
کسل جمع بکنند و دو رکعت آخر اشراق را بہ نیت استجارہ جمع بکنند و دعائے استجارہ تا اللہ ان

كنت نعلم بخوانند بجائے آخر دعا اللهم اني لا املك لنفسي ضرا ولا نفعا ولا هوقا ولا
 حيوة ولا نشورا ولا استطيع ان اخذ الا ما اعطيتني ولا ان اتقى الا ما اوقيتني
 اللهم وفقني لما تحب وترضني من القول والعمل في يسر وعافية اللهم خذ لي
 واخذ لي ولا تكن لي الى اختياري طرفة عين ولا اقل من ذلك اللهم اجعل الخيرة
 في كل قول وعمل اريد في هذا اليوم والليية الى تلك الوقت بخوانند وعيد باثوره صحيحه
 كه بعد از فراغ در كتب صحاح مقرر شده آنچه خوانند و هر وقت كه در وقت كتب صحاح مقرر شده
 بخوانند و از نوافل صيام آنچه پيش علماء مستحب است از صوم دو شنبه و پنجشنبه و جمعه و ليكن جمعه را
 تنها و از صوم ايام بيض و از صوم سه روز از اول هر ماهه الاشوال آن قدر كه خوانند بر آرد
 والسلام والاكرام

حديث فان ذكرني في نفسه ذكرته في نفسي وان ذكرني في ملأ ذكركه

في ملأ خير منه رابعض از علماء دليل جواز جهر و دليل خيريت ملائكه بر آدمي داشته اند كما هو الظاهر
 ليكن اگر مراد از ذكر نماز باشد و از ذكر ملائكه قرأت جهر باشد كما اشار الشيخ رحمه الله عنه
 في صلوة الاستسقاء في الفتوحات المكية لا يلزم شئ منهما اما الاول فظاهر
 وكذا الثاني فان رسول الله صلى الله عليه وسلم له يكن ما هو ما أصلا ليكن مذموب شيخ
 فضل ملائكة است بر خواص بشر وهو راجع الى فضل ولاية الخاصة اى الوقت الذي
 لا يسع فيه ملك مقرب ولا نبي مرسل الى الولاية مع النبوة مع ان الفضل
 الجامعية مسلم فالولى المستهلك في زمرة المهيمين من الملأ الاعلى والبشر اسم
 الجامع المتران المراد من الخواص الرسل وعامة العلماء يفضلون خواص البشر
 على الخواص من الملك وهم رسلهم هذا متفق عليه بين الشيخ والجمهور فافهم
 مقامه نوشته بودند كه رسيدم و مخصوص بحضرت ختم الخلافة يا فتم بارادوان و وشبه اسمت يكي آنكه
 در اول خود را نامناسب مى يافتند بعد از ان بتدرى ج مى رفتند و متصل شدند در اين ميان ترقى در
 كرامت شد كه سبب وصول شد اگر جهت جذبه راجى گويند ظن اين است كه جهت پيش اين
 مقام تمام شده بود و صفاء قلبه مشهور سبب رسيدن آن مقام نسبت به چنانچه خود اشارت کرده اند

کہ آن مقام مجذوب سلوک تمام کردہ است و اگر جہت سلوک راجی گوئند می بائست دریافت کہ چه صفت بدست آمد کہ آن مقام پیدا شد۔ شبہ دیگر آنکہ چون تواند کہ آن مقام دیگرے را نباشد اقطاب وقت را کہ در ہر وقت سند زمان اند و جہت جذبہ یا سلوک چون نقص باشد بارے رجال آن مقام را و اہل قوام اور او فرو و او را و نامناسب اور اہتمام بنویسند شاید امرے مشخص شود۔ می دانم کہ نارامنا سب نیست بآن مقام بارے بنویسند کہ عدم مناسبت چه نوع است دیگر مگر توجہ نمائند بہ بنیاد کہ ترک مشغول ساختن مردم نسبت بامرضی است یا نہ؟

ایضا این جماعت کہ مصاحب مانند ایشان را نیز در صحبت دیگران فرستیم و خود مجرد باشیم مرضی ہست یا نہ اندیشہ بادشاہ را در خاطر نیارند۔ غرض دیگر داریم البتہ مگر در اوقات نیک توجہ نمائند بدست محمد سے نوشتہ فرستند۔ اگر شیخ نور بہ نقطہ فوق رسیدہ باشد۔ شیخ نور بسیار دیگر اسرار محفوظ دارند چنانچہ خصوصیت آن مقام را نسبت بحضرت ختم الخلفاء اظہار نکنند مردم در غلطی افتند سبب فساد عقیدہ می شود والسلام

این رقعہ بہ یکے از خادمان کہ اورا بلا اذمت مجبور کردہ بخدمت و دیدن مشائخ عہد فرستادہ بودند و امر فرمودہ بودند کہ اختیار خدمت ہر یک از مشائخ دیگر کہ خواہد بکنند و این در ماندہ بحضرت امر اختیار این سفر کردہ بود و بجے اجازت بوطن اقامت مراجعت نمی توانست نمود با و نوشتہ بودند۔

۹۔ بہ یکے از خادمان مجبور باین بید بسطامی قدس اللہ سرہ العزیز السامی در ہدایت حال بلا اذمت عزیزی بہ طلب مقصود حقیقی رقعہ بود آن عزیز فرمودہ کہ آنچه تو سے طلبی در قدم اول گزارشتہ آمد ہماناں کہ حضرت سلطان را بخدمت والدہ امر کردہ بودند بارے بہر حال العود احمد شہار اینز متابعت آن قافلہ سالار شطرا طریق مراجعت می باید نمود شاید مشابہت صورت منتج مناسبت معنوی شود حقیقت معیت حق و مشمول وجود مطلق آشکارا کردہ

بچو تا بینا مبرہ سوسے دست

با تو در زیر کلم است آنچه ہست

بیکے از طالبان کہ بواسطہ شغل کسب باسباب معیشت شغل باطنی بفرمودند و او مستدعی می بود
این رقعہ با نوشتہ بودند۔

۱۰۔ بیکے از طالبان محبت نامہ کہ دریں و لامرسل بود مطالعه نموده شد موفق باشند حق تعالی
درود خود کرامت فرماید آنچه در باب طلب مشغولے مرقوم بود بالفعل برہماں چه مقرر شدہ باشند ہفتاد
ہزار بار ذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ در مدت یک ماہ یا کم یا بیش نیک است مدار بر
رابطہ و صدق اعتقاد است انشاء اللہ تعالیٰ آثار گستگی و بے تعلقی روئے نموده مقصود
بجھول پیوند و اکابر فرمودہ اند کہ روئے دل از دشمن برگیرد دست طلبیدن چه حاجت والسلام

۱۱۔ در میاں شب خواہ در ثلث آخر خواہ در نصف آخر و خواہ در ربعین میاں
از خواب برخاستہ ہر دو دست خود را برد و چشم خود مالیدہ بر ذکرے از اذکار مشغول شوند خواہ تسبیح
خواہ تہلیل خواہ تکبیر خواہ آیتے از آیات قرآنی اگر آیت ان فی خلق السموات والارض
واختلاف الیل والنهار تا آخر بخوانند بہتر چہ سنت است بعد از ان دو رکعت شکر و ضو گزار و
وعائے جامع مثل ربنا آتانا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة و قنا عذاب الناس یا
وعائے دیگر از ادعیہ ماثورہ لیکن دعا را مسبوق بتمجید و ثنائے الہی و صلوة و درود حضرت سالت
علیہ افضل الصلوات و اکمل التیمات بکند بعد از ان دو رکعت تہجد شمس سلام بگزارد نہایتش
این است اقلش دو رکعت یا چہار رکعت اگر کبر سن یا ضعف باشند بکند بعد از فراغ نماز کلمہ لا الہ
الا اللہ محمد رسول اللہ را آہستہ چنانچہ خود نیز نشنود و بگوید لیکن در اثنائے گفتن حق را اجل جلالہ
حاضر و اند چنانچہ گوئیایے بنید چہ حق از رکب گمرون ہر کس باں کس نزدیک است و معنی کلمہ لا
متصرف الا اللہ باندیشد چندان کہ تواند تکرار این سبق نماید و چنان اعتقاد کند کہ در ہر نفس
از سر امیاں آورد قال اللہ تعالیٰ و قبارک یا ایہا الذین آمنوا آمنوا اقال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جید دو ایہا نکہ بقول لا الہ الا اللہ۔ چون نماز فجر
بکند باز بہماں تکرار خود مشغول شود تا آفتاب مقدار یک نیزہ بر آید۔ چہار رکعت اشراق بدو
سلام ادا کند۔ اگر حق تعالیٰ توفیق بدہد کہ تمام اوقات خود را مصروف این طریق بدارد و واسطہ

۸۵
۱۳
۱۳
۱۳

فیوض عظیمہ خواهد بود و من قرع باب الکریم و ليج ليج
اگر تو پاس داری پاس انفاس

بسلطانی رسانندت ازین پاس

و السلام علی من اتبع الهدی

۱۲- به شیخ تاج الدین - دماغ خشکے شمار کہ در باب شیخ ابابکر نموده بودند - خواندیم - این نوع چیزها مناسب مقام شفقت و کارشناسی نیست - اولیاء از کبائر محفوظ نیستند - نامراد لے چاره کہ روزے چند سلوک طریق تصفیہ کرده باشد از کجا محفوظ و معصوم شد - تا خلاف چشم داشت از وظاہر نشود خصوصاً کہ اصل دیوانہ و منحرف العقل باشد - استقامت صفات از منے باید چشم داشت ، اگر چه بولایت برسد - خداوند در آن وقت چه نامعقول معقول او شده باشد و صورت صواب را از نظرش پوشیده باشد - کارخانہ دیوانہا دیگرست نمی بیند کہ تکالیف شرعیہ مربوط بعقل است باجملہ ہمہ زاد مرتبہ اش معذورے باید داشت و نظر بر فاعل حقیقی باید کرد بل محبت وجود را باید دید او ب تشاخصت این است نفوس مختلف اند بعضے آثاره و بعضے مطمئنہ و بعضے در میان کہ آن را الوامہ می گویند - آن ہم اگر از ذوی العقول باشد مطمئنہ نفوس اولیاء است - از باب نفوس آثاره رانیز معذوری باید داشت بل بنظر لطفت باید دید در ہر کار سے مطالعہ ہائے جمیل بکار باید برد طعن اہل سنبھل رانیز انکار نمی باید کرد - بل بنظر ترجمہ در ایشان باید دید کہ از استقامت عقل برآمدہ اند و شیوہ نفوس را فراموش کردہ اگر عاجزے یک گناہ بکنز حکم بر بطلان او چہرہ کنند و مجموع امور او را بتلبیس چہرہ حکم فرمایند الحمد للہ والمنة کہ ملامت نصیب اولیاء است ما خود در ظہور این امور طریق دیگر داریم ہر گاہ ملامتے می رسد در خودے نگریم و یک بد صفتے در خودے یا بجمہ و این اشارت را مواضع غیبی میدائیم چنانچہ درین مادہ نیز در خود نفاق یا و تلبیسات یا قیتم و التجا بحضرت کرم او برویم انشاء اللہ مرتفع شود بارے بگوئید کہ از شنیدن ملامت سنبھلیاں چہ ضرر لاتی خواهد شد عبادت را قبول نخواہد بود یا صفائے توجہ بر طرف خواهد شد یا در گاہ خداوندی خواهد شد چہ خواهد شد -

ع مشوقہ ترا و بر سر عالم خاک

و السلام

Marfat.com

۱۳۔ حق سبحانہ و تعالیٰ و بیچہ کرم و راہ سعادت مفتوح و ارد سعادت و انقیاد احکام شریف
 است و قومی ترین سببہ در تحصیل انقیاد محبت خدا و رسول است۔ وسیلہ در رسیدن سعادت
 محبت خدا و رسول محبت و خدمت دوستان حق است۔

بے عنایات حق و خاصان حق
 گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

۱۴۔ و ثق اللہ تعالیٰ آنکہ صور موجودات یک موجودی نماید۔ سہل است لیکن ہمیشہ است
 بظہور واللہ من وراثہم عیظ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ظہور کند و آنکہ جز محبت حق تعالیٰ باقی نمی
 ماند۔ یک است، ہمیشہ است بظہور استہلاک و انوار ذات رزق اللہ۔ لیکن دریافت این
 کہ جز محنت باقی نماندہ و شوار است و ہر گاہ محقق شد کہ جز محبت حق سبحانہ ہیچ باقی نماند و این معنی
 غلبہ کرد و بے شعور مطلق ساخت نوعی از فنا است۔ مبارک است بظہور است سعادت
 وصول۔ لیکن ہم این و تحقیقش بغایت دشوار است صور شبلیہ بسیار دارد بالفعل غایت
 اہتمام مرعی باید داشت و بکار باید کوشید۔ بعد از ملاقات تحقیق خواہم کرد۔ دیگر بر تقدیر و بر
 تقدیر وصول نیز سعی بلیغ باید نمود کہ انوار الہیہ بے شمار است ہمت را پست نباید داشت۔
 والسلام علی من اتبع الهدی۔

این رقعہ بجناب میاں شیخ احمد سرہندی نوشتند۔
 ۱۵۔ کتابت کہ ارسال داشتہ بودند رسید و آنچه از کثوف مذکور بود طریق آن بغایت مرضی و
 صحیح و مستقیم و مستحسن است۔ چوں این طریقہ شما برنجی واقع شدہ کہ بے قول و زبان پیر ہا کثوف
 می شود چہ حاجت است کہ بیان ہمہ وجوہ نمودہ شود۔ انشاء اللہ تعالیٰ بعد از ملاقات آنچه باید
 گفت بحضور گفتہ خواهد شد۔ ہر گاہ استخارہ کنند و ظاہر شود کہ البتہ باید آید بیائند و الا فلا۔ الحمد للہ
 علی الاحسان۔ دیگر ضعف با بغایت قوی است و اندازہ اب مکتوب اول نوشتہ شد یا راں این
 جائے یک نوع بکار طوری باشند صحبتہ نیست کہ واسطہ سرگرمی شود۔

این رُقعہ بجناب میاں شیخ احمد سرہندی نوشتند۔

۱۶۔ یہ شیخ احمد سرہندی۔ ابواب کرم یو یو یا فیوما مفتوح باد کتابتے کہ مشتمل بر وقائع و احوال بود رسید فرصت مطالعہ و تحقیق نہ شد انشاء اللہ العزیز بعد از تحقیق چیزے نوشتہ خواهد شد۔ آنچه در نظر اجمالی در آمدہ خود نیک است تعبیر جامہ پارہ و شخص و پوست اگر بعین ثابتہ و تعین در مرتبہ و جوب باشد بسیار نیک است مرتبہ و جوب ہماں وجہ خاص است تعین حادثہ اذ انعکاس عین ثابتہ بظاہر وجود برزخی است بین الوجود والعدم و ہما الظاہر والباطن کا الذبۃ بین الطرفين فالممکن هو التعین الخارج الذی هو من المعقولات الثانویة والمعقول الثانوی ایضا برزخ بین الوجود والعدم فان له من وجہ تعلقاً بالوجود ومن وجہ تعلقاً بالعدم۔

اما آنچه خود نوشتہ کہ آل جامہ پارہ را عین ثابتہ خود تعبیر کردہ و آل پوست را کہ آخر خود را ہماں یافتہ اید و آل جامہ را از خود بیگانہ اشارت برزخیہ داشتہ اید۔ حالی از تکلفے نیست آری شما خود برزخ مذکور کہ غیر آن است کہ ما نوشتہ ایم شدہ اید و اتصال بان یافتہ لیکن بیگانگی آل جامہ پارہ ازال جملہ بعید است۔ بارے بہر حال نیک است و آنچه در رسالہ سلسلۃ الاحرار در برزخ بین الوجود والعدم نوشتہ ایم غیر اینہا است ان شاء اللہ العزیز بتفصیل کتابت اول و آخر احوالیہ خواہم نوشت۔ سفرو وطن را رعایت بسیار بکنید کہ تحصیل مقامات سلوک پر ضروری است۔ مولانا عبد الہادی راویں چند روز بجانب خانہ اش بفرسید تا والدہ خود را بہ بنید کہ می گویند بسیار و گیر است بعد از تسلی والدہ خود باز پیش برو و محمد صادق با ہمہ دوستان بدعا مخصوص اند

ایضا بجناب شیخ احمد سرہندی لفظ مشکین رقم صا و شد۔

۱۷۔ ابقاکم اللہ تعالیٰ۔ خدمت میاں صدر جہاں استدعائے تعلیم ذکر و مراقبہ کردند تعلیم ذکر کردہ شد۔ چوں مراقبہ خاصہ این طبقہ از مقولہ درس و بیانی نیست و ایشان ارادہ ہماں نوشتند مصلحت چنان دید کہ در خدمت شما تصحیح آل نمائند حصول آل بے ظہور تصرف متعذر است انشاء اللہ تعالیٰ وجہ اتم ظاہر شود۔ دریں اوقات ضعف کاتب قومی است فرصت صحبت و

سر و برگ توجه نمائندہ شانیز بعد از استخاره بیائید چنانچه پیش ازین مرقوم بود کہ اگر البتہ باید آمد -
بیائید و الا فلا - شاه حسین نیز بہاں نوع کند و الدعای

۱۸- بہ شیخ احمد سرہندی - میاں شیخ محمد در خدمت شما خواہند بود و ملقت باشند و بر آنچه
لائق بحال ایشان است امر نمائید جناب حاجی عبدالعزیز دعا گفتند بجز اجابت مقرون با د
محمد صادق و محمد سعید و سائر اعزہ دعا قبول نمائید - و الدعای

مکتوب مرغوب بجناب شیخ الہدای رقم فرمودند -

۱۹- بہ شیخ الہدای - جناب مخدومی میاں شیخ الہدای سالم و غام و در سیر و سلوک باشند سیر فی اللہ
را بحقیقت آنها دارند کہ بعد از تحصیل جذبہ و استہلاک در معنی کہ مستفاد است از سخن اقرب
بمد و فیض الہی تزکیہ نفس می یابند و از جانب دیگر محل ظهور اعتبارات حقیقت می شوند از حال
اینان بجز ہم سبقاں نیز ہوش و استادان حاو ق با تخر نیستند اولیائی تحت قبائی کا یعرفہم
غیری علی روایۃ من قرء بیاء النسبۃ بالکے این قدر می دانیم کہ سلطان اہل طریقت
و گنج حقیقت قطب ارشاد و پیر آگاہ خواجہ عبید اللہ احرارہ قدس اللہ سرہ العزیز در فقرات
فرمودہ اند کہ اتباع حضرت رسالت علیہ من الصلوٰت اتمہا و اعتقاد اہل سنت و الجماعت
و نسبت باطنی خواجگان بہتر از نعیم عالم است چہ دنیا چہ آخرت دیدار نشاء آخر صورت این نسبت
است چنانچہ بہشت صوری صورت اعمال صوری است والسلام

بیکے از مخدوم زادہ این سلسلہ شریفیہ کہ بجانب ولایت بود بقلم مشکین رقم قلمی فرمودہ
بودند نام او معلوم نیست -

۲۰- بیکے از مخدوم زادہ ہائے این سلسلہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ از جمیع ابا الیستنی ہا محفوظ و
مصون دارد و خاطر مبارک متفرق نباشد - بدو ارواح طیبہ اکابر کفتمے روئے نخواہد داد - آنچه
می باید آن است کہ قصد او اختیاراً در اکنہ خمیتہ نمی باید در آمد باقی مجموع امور از آفات محفوظ

خواهد بود۔ ظاہر است کہ اعتمادِ کلی بہمت حضراتِ خواجگانِ خواهد بود۔ این کمترین مریدان نیز درین معنی موافقت خواهد نمود و از ان برگزیدگان التماسِ لطف خواهد نمود و وظیفہ خدمت آن بود کہ در ملازمت مولانا ترسوں بشریتِ ملازمت می رسید لیکن خدا علیم است کہ ضعف جسمانی سدِ راه است۔ اگرچہ بعضی از موانع دیگر نیز ہست۔ باری اگر خواست الہی باشد و رفع موانع شود بجان و دل متوجہ خدمت خواهد شد و مژدوم زادہ بر خورد و ادبندگی قبول نمائند۔ جناب شیخ ابوالحسن نیز والدِ جامع الاخلاص۔

۲۱۔ ہماں شکستہ دل و درد مند و مسکینم
ہماں جفاکش و سرور مکند و یرینم
این بیت محلاً بار از اظہارِ مخزناتِ خاطر فارغ ساخت چہ عرض محرومی از وصول بہ مقصد المقاصد و چہ بیان خار خار چہرہ دل کہ تفصیل مرتبہ روح است و چہ از مجوری از مقام انفس بہ صفات جمیلہ خواہ جمالِ صوری خواہ جمالِ معنوی شاہد دل را و چہ بسیار است بہر وجہ مائل مشاہدی است۔ آن لطیفہ روحی است کہ راہ خاص او جز احدیت صرف نیست زندگی و مردگی آدمیال منوط و مربوط بہ ہمیں رفتار است از محبوبان تفصیلی بندگان درویشی منظر بکر مجوی و آراستگی و بی عرفی ما را مشتاق خود دارند۔ دعائے نیاز مندانہ قبول نمائند و بتوجہ و فاتحہ مددی نموده باشند۔ مخدومی مولانا محمد صوفی بحقیقت اسم خود بر سند و السلام والا کرام۔

۲۲۔ ضیق وقت مانع تمہید مقدماتِ مخلصانہ شد۔ لاجرم بکوتاہی املا و کمی کاغذ و بیہ ربطی عباراتِ راضی گشت چہ سخن نہر گاہ از مرکز خود بر آید۔ بر مجموع اسباب آن فتور می رود و مدعا اینکه از مد کہ سرمی زند قطب دائرہ ملاحظت است خیالی و تکلفی کہ لائق حال اہل آن است آنہا سر انجام آن می توانند و اد حال بہ تمام معلوم شما است کہ خلوت خانہ اندیشہ ما را چہ می رود۔ با وجود تفصیل آنرا خود خواہم کرد انتشار اللہ تعالیٰ دریں چند روز بیشتر ملاقات خواہم رسید و السلام

۲۳۔ اللہ ولی الذین امنوا یخرجہم من الظلمات الی النور۔ برحمت سابقہ دریابد
و بیوساطت نگاہ پستے صورتی و معنوی حجاب نابود مارا از ما بر باید بمنہ و کمال کرمہ و عنایت نامہ نامی
مملو از جواہر لطافت رسیدول و راہت از روح در پروا آمد۔ بیت ۷
زہر نکتہ حسد و کامی و گریافت

زہر خط خاطر آرامی و گریافت

الحق باہمہ اجمال و کم سخن نسخہ تفصیل آدمیت بود مقصود آفرینش را کہ طلب مقراضی و تنفر
از اختلاط بہ و حوش صحرانی باز ماندگی باشد با خود داشت حق سبحانہ و تعالیٰ این شکستہ پائے زاویہ
سیاہ ولی و کاہلی طبیعے را نیز باین برساند

این کتابت بجناب ملاذی امید گاہی خدمت شیخ تاج نوشتہ شد۔

۲۴۔ بہ شیخ تاج الدین۔ نیاز مند مخلص و محب مختص دولت خواہ و آرزو مند می باشد۔ کرم فرمودہ
در باب رفتن با گره مشورت کردہ بودند استفت قلبک ولو افتاک المفتون۔ ہر چیہ
خاطر الہام پذیر بر آں قرار می گیر و صراط مستقیم است۔ با وجود استخارہ طریقہ مسنونہ است و
آنکہ از خواب ہائے مختلف غریب مرقوم بود بحسب تجربہ معلوم شدہ کہ گاہے منشمار آں ضعف
قوائے جسمانیہ می باشد خصوصاً کہ مردن شخصے ویدہ شود گویا کہ طبیعت خود را ویدہ این قدر است
کہ آں شخص را بحسب طبیعت و ضعف مناسبتے باین راہ دریں وقت پیدا شدہ خدا تعالیٰ
در حفظ خود نگہدار و باکے نخواہد بود و ایضاً بعضے از مقامات را مناسبتے موت است ہماناکہ
در ان مقام صفت افادہ ازاں سالک منعدم می شود من ز ارحیاء و لہریرزق منہ شیئاً
فکانہما زارہیتا شاید بعضے از مناسبت ہا و گیر ہم باشد۔ بارے موت را بآن مقام مناسبتے ہست
و دیگر ظاہر این است کہ بعد از رفتن جماع واقع شدہ باشد و دریں میاں بعضے از ادویہ حارہ نیز خوردہ
باشند لشک نیست کہ نسبت بمزاج شریف این معاملہ واسطہ پریشانی خواب و فراموش کردن
آں می شود و ہم چنین واسطہ یک قسم فرود آمدن از استغراق نیز می شدہ باشد و این ہم سبب خواب
پریشانی می باشد انشاء اللہ العزیز بخیر باشد این مخلص نیز بغایت ضعیف و بے قوت و فسردہ

می باشد۔ طاقت یک ذرہ نیروئے نمانده حکیم مطلق کریم و رحیم و وہاب است کارها بر مراد
خواهد شد۔ بر مرضیات خود بدار و بر ہمال بپیراند و در سلک اہل رضا محشور گرداند عنایت نموده
بودند کہ خبر بسیار است کہ نوشتن آن خالی از غلطی نیست۔ التماس آن است کہ بر ہر تقدیر بقدرے
کہ توان نوشتن بنویسند و بگویند بخاری کہ او در ترقی دار و چول در خدمت شماست چه حاجت کہ
این جا بیاید اگر از غیب اشارتے برسد و ناچار باید آمد آن چیز و بگیر است۔

ع من کیم لیلے و لیلے کیست من

مولانا یعقوب را کہ فرستادہ ایم نیز با آن نیت البتہ خبرے بیارد و اگر مرضی است و
خبر است بیارد و الا فلا۔ و کان این معاملہ چنداں گرم نیست نزدیک است کہ سر وی تمام
رو نماید اما خدا نگہدار و والد عامح الا خلاص اگر چه تصدیح است لیکن ہر چه باشد نوشتہ
ارسال دارند۔

این رقعہ بیچے از طالبان وقت بہ قلم مشکبیں رقم اصدار نمودند۔ مراد از یکے طالبان وقت
نواب مرتضوی انتساب نواب مرتضیٰ خان است
۲۵۔ حق سبحانہ و تعالیٰ بمنہائے مطالب برساند۔ اہل تحقیق می گویند۔ آئینہ مدرکہ را در و زو
است۔ یک رویش بخلق و دیگر بخالق۔ ہر گاہ کہ دوسے بخالق است در میاں آید مقصود حاصل
است و این سعادت در ہر یک آن می تواند بود۔ مجذوبان سالک باہن طور اند الغرض رشتہ امید
بیچ وقتے از دست نمی باید داد۔ بیت ۷

یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی
شاید کہ نگاہے کسند آگاہ نباشی

این رقعہ بجناب شیخ تاج الدین قلمی فرمودند۔

۲۶۔ بہ شیخ تاج الدین۔ السلام علیکم و علی من لدیکم۔ جمیع اہل بیت از خورد و
بزرگ و سایر اعزہ و در فاہیت و عافیت باشند صلوات اللہ علیہم و ما عند اللہ باقی

استقام باید نمود که زندگانی جز در مرضیات الهی صرف نشود و بالقی زاید و بے اعتبار بل مکره و مردار است۔ حیاتِ صوریہ معلوم است تا چند و ناخواہد کرد۔ اہل عقل را فکرِ آل منزل از ضرورت است زیادہ چه گوید والدعا۔

۲۷۔ حق سبحانہ و تعالیٰ استقامت در کار نصیب کند۔ احتیاط و لقمہ پر اگندہ و اجتناب از ظہور صفاتِ نفس مقوی شوق است سعی و کوشش نماید کہ لقمہ حرام و مشتبہ خوردہ نشود و صفاتِ ذمیمہ نفسانیہ از غضب و بد خلقی و شہواتِ غیر ضروریہ بظہور نیاید۔ خلاصے از مہلکات جز بحسنِ اختصار و التجا بجناب حق سبحانہ بیستہ نسبت و ائمان متضرع و نیاز مندی باید بود و پیش ہر ذرہ از ذرات تواضع و فروتنی باید نمود۔

بے عنایات حق و خاصان حق

مگر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

حرکت قلبی ہر گاہ بروفق حرکت ذکر سے شود یا بسمع خیال کلمہ اللہ مسموع شود۔ عبارت از ذکر آل گوشت پارہ صنوبر سے است آن را نیز ذکر قلبی می گویند و از خیر اعتبار بیرون است و ذکر قلبی عبارت از حضور و شہود است۔ بجناب حق سبحانہ ہر گاہ این معنی دست دہد دل شمارا از خطور اغیار برہاند و ذکر را گزاشتہ محافظت او نمایند و ہر گاہ فرو نشینند باز بر سر ذکر او بروید تا زمانیکہ آل دولت ثباتی پیدا کند آن زمان ذکر را با او جمع کردہ فلنظر الطاف بے نہایت باشد بعد ازاں رسیدنی است نہ گفتنی و ہر چه بظہور رسد بہ تفصیل مابا بنویسند۔

ابن رقبہ قبل مرض موت کہ امراض مزمنہ غلبہ ہا نمودہ بود بجناب ارشاد پناہ مقرب آنحضرت
شیخ تاج الدین جوینوشتہ بود ند بجناب مشائرا الیہ بعد از وصال آنحضرت قدس سرہ رسید۔
۲۸۔ ع۔ نیاز مند تو ایم ای نیب از پرورہ

الحمد للہ والمنۃ کہ دریں اوقات در عارضہ سردی یک قسم تخفیف ہست لیکن گاہ گاہ از حرارت و بیوستہ و ماغی صورت عجب روئے میدہد کہ بتقریر راست می آید انشاء اللہ

تعالیٰ واسطہ خیر باشد و در اوقاتیکہ خوش آید عبودیت و شکستگی و نیاز مندی ہرچہ مبیسر شود
از حمد و ثنا و استغفار و تسبیح و تہلیل و صلوات و تلاوت نیک است مگر در غیر تلاوت و صلوات
رعایت انحراف از طریقہ این خانوادہ است والسلام والا کرام

خارے بیکیے از امرائے مخلص مستعد کتابتے نوشتہ بود و این امیر مکرر اعراض و نیاز ہا بدگاہ
عالی عرضداشت می نمودہ بود و فرصت جواب نوشتن نشدہ - در لپست کتابت ہمیں خادم
چند کلمہ حسب التماس جمعے از ارباب حاجت قلمی شدہ بود و باین تقریب در جواب اعراض
مشار الیہ این چند سطر شرف درو دیافت - بعد از رسیدن این دوسہ سطر مسموع شد کہ در اطوار
این مستعد کور تغیر بسیار راہ یافت و اثر کرد و امید کہ سر رشته آنرا باعمال خیر استحکام دادہ باشد
تا برکات این تصرف سرمدی کردہ با وجود مقتضائے رب حامل فقہ الی من هو افق و
یہ توفیق اللہ تعالیٰ درویشے را مصحوب نیاز نامہ خواہد فرستاد و اشارت بروشے خواہد کرد و انشاء اللہ
تعالیٰ موافق افتد و درے مفتوح گردد -

۲۹ - یہ یکے از امرائے مخلص حضرت و اہلب العظیات از خزانہ غیب اصناف آنچه دلخواہ
دولت خواہان است برساند بمنہ و کمال کرمہ امید می دارد کہ رقیقہ مناسبتے کہ جوہر روحانیت
عالی قطران را در حرکت دارد - در عرصہ شعور بظہور آمدہ دست تطاول طبیعت و ہوار ابریکار و
کوتاہ دارد - این ہا ہمہ عبارت آرائی است - اللہم لا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین - تمام
است - بیت ۵
کے بودناڑا ماجد اماندہ
من و تو رقتہ و حسد اماندہ

وانکہ در التفات نامہ قلمے بود کہ این لے حاصل متصدی شرح طریقے شو کہ موصل
بمقصود باشد ہر چند کہ نہ در نور حال و مقام من است - بیت ۵
در عشق تو معرو نم از وصل تو محرو نم
گرگ دہن آلودہ یوسف ندیدہ

۱۳۱۔ حق سبحانہ و تعالیٰ براں دارد کہ رضائے او باشد۔ و نیائے دینِ نھمی است قدیم پیچ کس را
 و روز بر یک حال نگزاشته۔ عاقبت از دوستاں و خویشاں بریدہ قطع و نیائے بے مدار
 میباید کرد۔ عاقل آن است کہ عمر چند روزہ بخورد و صرف طاعتِ حق کرده تمام متوجہ وار
 مخلو باشد۔ والسلام والا کرام

۱۳۲۔ توفنی مسلما و الحقنی بالصالحین۔ مسلمانی گردن نهادن است احکامِ الهی را۔

کہ باعی

خواہی کہ بصوفی گری از خود برہی

باید کہ ہوا و ہوس از سر بہ نہی

آں چیز کہ داری بگفت از گفت بہ دہی

ہر سنگِ بلا کہ بر تو آید نہ بھی

سخن سلطان ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ است کہ تصوف آن است کہ آنچه در سرداری
 بنہی و آنچه در کف داری بدہی و از آنچه بر تو آید بخی۔ مسلمان آن است کہ او را در ہر دوسرا
 جز حق سبحانہ مرادی نباشد۔ والسلام والا کرام

ایں رقعہ بجناب عالی مرتبت شیخ تاج الدین در اول حال حضرت خواجہ بقلم مشکین رقم

شرف صدور یافت۔

۱۳۳۔ بہ شیخ تاج الدین۔ بدانکہ سالکِ طریقِ حق را قدمِ اول توبہ بصوح است و اعتقاد

صحیح و درست بر مذہبِ اہل سنت و جماعت۔ چون مداراں صفت بر علم است پس بر توبہ و

کہ ملازمتِ علماء تمام عمل پاکیزہ اعتقاد را بقدر حاجت از دست نہ دہی و حتی الامکان تحقیق

دین و ملت خود می کردہ باشی مدار ظہور حقیقت بر جذب و کششِ الهی است و جذب و کشش

موقوف است بر آنکہ ترا بوصفِ محبوبی برگزیند و این مہبتِ علیا مشروط است بر متابعت

سید الاولین و الآخرین ظاہراً و باطناً قال تبارک و تعالیٰ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ

فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ اللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ
 بناگاہ غفلتے رو و آنرا گناہ عظیم شہرہ سحت متالم و محزون شوی و در آن حزن بدرگاہ حق بدرمنبالی
 کہ لوازم بشریت از تو بر گیر می باید کہ ہمیشہ بصفت عجز و اضطرار بر آئی تا مجیب مضطرب کار تو
 سازد۔ دیگر بر تو باد کہ بر کسے اعتراض نکنی و آزاد خاطر بخوئی و محبت دوستان حق سعادت عظمی
 شماری۔ اما از اختلاط بصوفیاں جاہل احترام منائی۔ دیگر از غیر خدا طلب نکنی کہ حجاب بزرگ
 و سر قوی طلب از غیر اوست۔ ہر گاہ کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ را بگوئی در دل بندیشی کہ نیست معبود
 غیر او۔ بدانکہ ہر چیز محبوب و مقصود نسبت ہماں معبود نسبت و ہر چیز ہوائے نسبت خدا سے نسبت
 اخرایت من اتخذ اللہ ہوا کہ پس می باید کہ در گفتن آن کلمہ صادق باشی و محبت غیر او
 را بہ تمام از دل بر آری و قبلہ توجہ خود را در ذات الہی حصر کنی سے

یارب زد تو آنچه من گدای خواہم

افزون ز ہزار پادشاہ می خواہم

ہر کس زور تو طلب جتے می خواہد

من آمدہ ام از تو ترانی خواہم

سخن خواجہ احمد رامست کہ ہر چیز دیدہ شد و والستہ شد ہمہ غیر است بکلمہ لا آنرا نقی می باید کرد
 بدانکہ با این تنزہ و تقدس ہر کجا موجود است چہ در عالم معانی و آدواح و چہ در غیر آن مثال و
 اشباح اوست کہ از اطلاق تنزیل نمودہ۔ پس بر تو باد کہ سعی کنی کہ اولاً حضرت خود را در توبے تو
 ظاہر ساز و تا چوں در آن مقام استقامت بیابی۔ ہم تفصیل او در ہمہ ہمہ او را یابی و حق را از
 باطل امتیاز دہی نہ آنکہ چوں نابینایان بے تفرقہ و تمیز ہمہ را خدا دانی و خدا گوئی

رباعی

سوفسطائی کہ از خود بے خبر است

گوید عالم خیالے اندر نظر است

آری عالم ہمیں خیال است ولے

پیوستہ در حقیقتے جلوة گراست

لیس کمثلہ شیءٌ وهو السبع البصیر والسلام علی من

اتبع الهدی -

یہ یکے از مریدان کہ خیلے از عمر صرف خدمتِ ملوک کرده بود و اورا انواع گرفتاریا و مستی با
 بود صلاح او دین و یدہ بودند کہ بجلالت و صفتِ قہر تربیت و پرورش فرمائند۔ مدتہا در دولت
 بے اعتباری از ہر چہ تمام ترمی داشتندش و بطاہر تا در بود کہ باو التفاتے فرمائند بانکہ در تربیت
 اکثر مریدان بلکہ ہمہ صفت جمال و عنایت غالب بود و ہمیں مخلص بدیں شتم تربیت اختصاص یافت
 اما بعد سرچار سال کما بیش سجد اللہ کہ از دعوت ہا و مستی ہا کہ غایت الغایت قوی بود و این مخلص
 از سعی خود دست شستہ بود و ببرکت الطاف حضرت پیر و تنگیر علیہ الرحمۃ حق سبحانہ خلاصی بخشید
 و آن مہر با انواع الطاف تبدیل یافت چنانکہ در چیز بیاں نیاید این رقعہ بان مخلص نوشتہ شد۔
 السلام۔ بہ یکے از مریدان۔ حق تعالی از قید ہستی و حجابِ خود پرستی برہاند۔ قوی تمیز اسباب
 وصول احترام و اجتناب از آزاد خاطر اربابِ قلوب است۔ بزرگان فرمودہ اند کہ اگر کسے از عرش
 برفتہ آن قدر نیست کہ از لے بفتد القصدہ نوحی باید خورد و تمام ادب باید شد تا طفل نیاز و عجز
 بظہور آید۔ از پستان مکرمت شیر تربیت در خوش شود۔ بخود سپری و خود مرادی و قلندری کارے
 پیش نمی رود۔ مَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ چون خاطر ولی نعمت شما بسیار متوجہ مراجعت شماست
 البتہ عنانِ عزیمت بگردانید تا نخواہید آمد مارا نخواہند گذاشت ہمیشہ در تکلیف طلب شما خواہم بود
 ع بیوا از اول من کوہ ہائے غم بردارہ
 زیادہ مبالغہ نرفت۔ والدعا۔

این رقعہ در فقر و نیستی و ترغیبِ اجلو بہمت و بندگی نمودن بر وفق شرع شریف و از حال و سکر
 کہ مانع رعایت شرع باشد حسب متن مناسب حال طلبیہ قلمی فرمودہ اند۔
 السلام۔ بہ مناسب حال طلبیہ۔ چنداں کہ می خواہم کہ خود را در خلوت خانہ فقر و نیستی افکندہ با بود
 تا بود خود بسازم و شکایت گرفتاری و خرابی خود در میان نیارم پیغمبری نشود۔

ع۔ دل ہی گوئی کہ من تنگ آدم من در یاد کن

شیریں تو آنکہ مطلبے کہ گریباں گیر طلب و قلق گشتہ از جائے در آرد بدست نمی آید۔ پیر جام
علیہ الرحمۃ می گوید کہ آسودہ ترین خلق در ہر دو سر غافل چندند کہ در نفس آخر تائب و موفق میزند
نوشن گفته است۔ اگر طلب حقیقی در اں وقت و امنگیر شاں نشو و من کان فی ہذا اعلمی

فہو فی الخیرۃ اعلمی۔ بارے بہ حال الحمد للہ علی ما انعم

ع۔ بلا و محنت شیریں کہ جز با او نیاسائی

حضرت حق سبحانہ باور و خود بداد و بہاں در و بہر و بہاں در و مشور کند ہر چند کہ در نظر
باریک بیناں و عالی ہمتاں حقیقت شناس بود و نابود امور یکسان است حقیقت سر با فقر آدمی
است۔ ہر چند کہ نفس و دل را حکم بعد و غفلت گاہ گاہ حرکت بہت مقاصد خود می شود و آن
حرکت بسطوت تجلی ذاتی و ظهور غیب ہویت فرورفتہ تا چیز می شوند۔

ع۔ صف مغلوب را ہوتے بسند است

عائتہ الامر بہت امتثال بعضی از عبادات مامورہ و اخلاص در آن بلکہ بہت تحصیل فقر و
حقیقت بندگی آدمی محتاج است بانکہ یک دفعہ او با بایست او در سطوت تجلی ذاتی تمام بسوزند
چوں اثر سے از آثار شعور مانند و فنا و غیبت بکمال خود برسند در اں مقام ایستادن نقص و تعطیل است
کار بندگی و عجز و مظهر شیون لامتناہی شدن دار و البتہ ہر حلیہ خود را در مقام شعور می باید داشت بشرط
آنکہ شعور و آگاہی محفوظ باشند سیر فی الدار بے نہایت است بہ بیچ و بے نقصان راضی نباید شد کہ
خلاف مرضی حق است۔ حق تعالیٰ عالی ہمتاں را دوست می دارد۔ والقصد عند الوہاب می باید شد
عبادت بے غرض و بے عوض می باید کرد۔ قل ان کذبتہم تحبون اللہ فاتبعونی
یحیبکم اللہ۔

امر واجب الامتنال است ہر حالے و کما لیکہ ہست و البتہ بہت سید الاولین و آخرین
است صلی اللہ علیہ وسلم سید الطائفہ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ می گفت کہ پیش من شراب خوردن
بہ از حالے کہ مانع رکعتہ انہ ارکان شریعت باشند رضوان اللہ تعالیٰ علیہ این است حق صریح و
علم صحیح زیادہ چہ گستاخی کند۔ والسلام والاکرام۔

در اجتناب از آنچه نباید و ترحم بر خلق بر وجهی که مرضی شرع است بیکے از سپاهیاں کہ
انہما را اخلاص می نمود صا و ر شدہ بود۔

۵۳۔ بیکے از سپاهیاں۔ حق جل جلالہ وعم نوالہ مقتضی فضل و کرم معاملہ نماید و محتاجاں را اور پر تو
چراغ افروخته خود راہ مقصود و کشاید از حَمِّ تَرْحَمِ کلمہ محقق است فمن یجہل مثقال
ذرة خیراً یرک۔ ہر چیز بکاری بد روی مثلے مشہور است۔

آسائش و دگیتی تفسیر این دو حرف است

باد و ستان تملطف با دشمنان مدارا

سیاستے کہ حکم شریعت غرا و نلت برینائے محمدیہ علی مصدر با الصلوٰۃ والتحیہ مقرر شدہ
خارج این حرف است امر لیت باد و ست و دشمن و نفس و غیر کردنی آن سیاست بحقیقت
مروت است۔ بیکے از حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پرسید کہ خلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کہ حق سبحانہ در قرآن مجید ستائش آن نمودہ کہ اِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ چه بود۔ آن صدیقہ
عارفہ فرمود کہ کان خلقہ القرآن یعنی ہر کجا کہ بحسب قرآن لطف بائستے نمود لطف می نمود و
ہر کجا قہر تہر، او بتام اخلاق الہیہ بود۔

بود آئینیہ کہ عکس نور شید وجود

جاوید در و بصورت اصل نمود

بالجملہ مسلمان می باید شد و تمام منقاد فرمان الہی

ع۔ این مشوآں مشو مسلمان شو

والدعای الاخلاص

طالب علمے مسافر التماس نصیحت نمودہ بود از برائے او این چند کلمہ را نوشتند و این طالب علم
متوجہ زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ تشرفا و کرامتہ بود۔ در ہماں سفر در راہ حضرت مدینہ
رحلت نمود۔ وقت مصحوب بر قفائے خود نیاز مندی کہ نسبت بخا و مان این در گاہ نمودہ بود ازاں
عبادات چنان مفہوم بود کہ برکت نورانیت این سفر مبارک و تذکار محمد علیا حضرت ارشاد پناہی

طالب علم مذکور را رابطہ عظیم باس درگاہ حاصل شدہ یود **اللّٰهُمَّ مَتِّعْهُ**
 اللہ پر طالب علم سے۔ نحوذی اللہ من علم لا ینفع عاقل عاقبت شناس را لازم است کہ تحصیل علم سے
 را کہ عمل بمقتضائے آن ہا فرض است اختیار کردہ عمر صرف تصفیہ دل و تزکیہ نفس کند کہ حجاب میان
 بندہ و آفریدگار عزہ شانہ جزو ساوس و خطرات و توجہات بصورت اکوان و گرفتاری یہ ہوا سے نفس و
 آرزو سے لا طائل بیچ نیست۔ حضرت حق عز و اعلیٰ از ہمہ چیز بہ ہمہ چیز نزدیک تر است۔
 او ہما از ما بسے نزدیک تر

واند آئکس کو ز خود وارد خبر

باز ماندگی و دوری از اندیشہائے گونا گوں است و سرمایہ اندیشہ صفات بشریہ
 و قوی ترین سببے در تخلص و تفریح باطن ازین ظلمات التفات خاطر برگزیدہ از خود راستہ منظر
 رو و قبول گشتہ۔ قبول او قبول وردہ اور د باید کہ دروینہ دلہائے کنی و بصد عجز و نیاز و رودلی
 پیش آری۔ کہ و ہر درویش می گرداند گزاف

چوں نشاں یابی جب ممکن طواف

چوں ترا آل چشم باطن ہیں نمود

گنج سے پسندار اندر ہر وجود

وصیت دیگر آنکہ باہر کہ در باطن او طلب معرفت الہی نیست صحبت نداد می از علما و دنیا
 کہ علم را وسیلہ جاہ و تفاخر و زبان آوری ساختہ اند چنان اجتناب نمائی کہ آدمی از شیر ہموارہ
 توسل بقربات و عبادات نمودہ و صلوات برسید کائنات فرستادہ از خدا بخواہی کہ آرزو سے غیر
 خود را از دل تو بر آوردہ صورت لمن الملائک الیوم للہ الواحد القہار بطہور رساند۔

ہ کاریکہ درو منفعتی نیست مکن

یار سے کہ درو معرفتی نیست بگیر

والسلام والاکرام

رُبَاعِي

افضل ویدی کہ ہرچہ ویدی ہیچ است

۳۷-۷

و آل مجملہ کہ گفتی و شنیدی ہیچ است

سرنامہ آفاق و ویدی ہیچ است

داں نیز کہ در کج خریدی ہیچ است

ایں رُبَاعِي از فطرتِ عالیہ و استعدادِ لطیفِ بظہورِ رسیدہ نشأتِ تفریدی از باطنش
 مشعلہ می زند شاعر و درین معنی اصیل بودہ یا مرتبط با صیقل چون ظہورِ کلامِ الہی در باطن کاتب
 وحی بہر حال طوبیٰ لہ - تفریدی سے دید جمالِ اقدس از نعمتِ جمالِ است و الا از نسبتِ دید
 بیست نسبت بر ہنہ گویم بے تجلی کتہ ذاتِ صورتِ منی بند و ہاں تا ہر زہ بر خود نہ بندی علامت
 ایں سعادتِ تبرید دل است از مجموعِ نعم و نیوی و انروی و گزشتگی و بے نیازی از مجموعِ احوال
 مشاہدات و انجذاب و قلق و امنی بجنابِ احدیت - آری وجودِ تعطش بمشاہدات با وجودِ نسبت
 تفریدی از سادہ لوجی بہجتِ ظلم و جہلِ انسانیہ بظہور می رسد کہ مورثِ لوک و مکر است یعنی شائد
 مراد من ازین در بر آید و در بستہ من از اں جانب کشاید یا از نظرِ تطفن محبوب و اصطفاہ او یا از
 عاصمِ اطلاع بحقائقِ رسد - بالجملہ مفہور را از آنچه در اں است از اں تشریح و انقطاع شرط است
 اکنون آیدیم بطریقِ تحصیلِ ایں سعادتِ عظمیٰ اقرب طرقِ نیاز مندی و دوامِ ملازمت و رعایتِ اہم
 باقصی الغایت نسبت کسی کہ باطنش توجہ راست بجنابِ الہی پیدا کردہ باشد و خود را در اں
 توجہ بر باد دادہ و از توجہ نیز مفلس گشتہ باشد و بعد از اں تعلم و کرم یا مراقبہ از اں متمکن عزیز الوجود
 والسلام والاکرام

ایں رقعہ بیکے از مریدانِ مخلص کہ در کسوتِ تائبانِ خود راجی گرفت از روتے لطف

نوشتہ بوند -

۳۸ - بیکے از مریدانِ مخلص - از کارِ رفتہ محمد الباقی عرضداشت می کند کہ خاطر پریشاں را ہموار

نگراں آجنابِ دانستہ از حق سبحانہ و تعالیٰ عاقبتِ حقیقی آلِ حضرتِ مسالمت می نماید با جاہت

مقرون گرو و امید کہ فضلًا و کرمًا ازان طرف نیز این معنی بہ ظهور رسد و تا ہنگام شرف دریافت آگاہان گوشہ خاطر دریغ نباشد مخلص پناہ نفعی وجود و بذل رونندگان را و وبال است کہ بامداد آن در فضائے نیستی طیران کردہ بسواد اعظم فقری رسد خوش وقت آنکہ توفیق قبول این دو مسافر غیبی پیدا کند
والسلام علی من اتبع الهدی

ایں رقعہ در مصیبت پرسی بیکے از آشنایان قدیم نوشتہ بودند۔

۹۱۳۹ حق سبحانہ و تعالیٰ بان خود وارد و از اندیشہ غیر خود رہائی کرامت فرماید الا کل شیء ما خلا اللہ باطل ہے خدا است آنکہ نہ مر و است و جاوداں جامی
و ما سوا و خیال مزخرف باطل

حقیقت ایمان کندن و پیوستن استماع

یعنی از غیر کنی دل بحد اپو بندی

در ویشتی ہمانا این معنی را از پی خود سوال کردہ و جواب بقطع با سوی شنیدہ سکر حال سائیل
را بر آں آوردہ کہ در برابر گفتہ کہ پیش ازین اگر این حقیقت را می شنیدم بتو نیز نہ پستیم العرض
ہے تعلق حجاب است و بے حاصلی
چو پیوند با بگسی و حاصلی

زیادہ چہ گستاخی کردہ شود عذر تقصیر ہر چند کہ در چیز قبول نیفتد ناچار اشارتے بان عیباید کرد
خدمت طغائی کہ از بے قوتے و صنعت ما با خیر اند و از شیوہ تکلیف مبرا اند بیان عذر ما خواہند
کرد حق علیم است کہ کبر و ہستی و کاہلی و خویشتن داری و عدم اخلاص و حقیقت نا اندیشی
مانع نیست۔ والدعا

بیکے از علماء مخلص کہ بنا بر ضرورت معیشت بلشکریان ہمراہی اختیار نمودہ بودند و بر
عصر و بریں ملک ہند تحصیل معیشت بے این چنین صورتے مشکل بود و ترک این علاقہ در نظر
عقول زمانیان مستبعد بل محال ہی نمود و عالم مذکور خواست کہ ترک اسباب معیشت نماید و باں

آستان راستان رجوع کند و آن سپاہی کہ ہمراہ بودند نزد ایشان سبق می خوانند۔ بیکے از مخلصان در گاہ کہ در آن شهر بود رجوع نمود کہ سعی باید نمود کہ حضرت ارشاد پناہی منع مشائرا الیہ اذین خیال کند و تجویز فرماید کہ ماہم باشیم و درس ہم بر پا باشد آن مخلص عرض داشتے نوشت متضمن آنکہ این ولولہ ترک این عالم مسطور خوب معلوم نیست کہ مستحکم باشد یا نہ مبادا تفرقہ بار عیال سبب عدم حصول جمعیت مطلوبہ گردد بلکہ این مخلص گمان غالب داشت کہ این عالم طاقت محنت منے آرد و در سے کہ منعقد است بر ہم می خورد۔ اگر این عزیز مدرس را از ترک معیشت و آمدن منع فرمایند صورتے وارو۔ در جواب آل مخلص این رقعہ نوشتہ شد۔

۴۰۔ بیکے از علماء مخلص۔ ان بعض الظن انحر۔ حسن ظن بدانایان آخرت میں آنست کہ مطالعہ فنائے دنیا و بے حاصلی اہل آل و جمال توجہ بطلب علیا الیاب ہمت از خود و مراد خود گذشتن و از ننگ مطلب قاصر و بے حاصل بودن و از دائرہ وجود ستن خبر کرده باشند کنوں صاحب این دید اگر در ہمراہی لشکر کہ بے نیت صحیحہ شرعیہ مجوزہ نیست فتورے در اسباب تحصیل مقصد مذکورہ بیند چون تواند خود را ببودن لشکر قرار داد و غم رزق فرزندان لائق بحال توکل نیست اگر در خود این حال را بیاند فہو المراد و الا بضرورت بامور مجوزہ شریعت چنگ می باید زد و بالجملہ ہر کجا کہ عبادت حق سبحانہ بر وجہ اتم بظہور می رسد و ہم تفرقہ نیست آنجا را از دست نمی باید داد و شک نیست کہ تعلیم علوم دین از عبادت است خصوصاً وقتے کہ متعلم منقاد احکام دین شود و بصواب دید عالم در امور شرعیہ عمل نماید باقی علم خدمت مولوی نسبت بفقرا اتم است

در جواب مخدومی ملاذی استاد میاں شیخ احمد سلمہ اللہ کہ متضمن احوال میاں محمد صادق و میاں مسعود ہم بود صادر شدہ و چنان بخاطر است کہ اول کتابتے کہ حضرت ارشاد پناہی باستادی مشائرا الیہ نوشتہ اند این است و محمد صادق مذکور کہ ولد استادی مشائرا الیہ است از طفولیت بعض آثار و احوال عظیم او ظاہر است و در زمان نوشتن این عنایت نامہ بنجایت خود سال بود بنا بر حکمتے و مصلحتے ابتداء و کتابت بنام این ولد شریف ایشان نوشتہ شد۔

۴۱۔ بے محمد صادق و شیخ احمد سرنندی۔ قرۃ العین محمد صادق بر خود و از ظاہر و باطن کرد و احوال او

چنانچہ ظاہر است مستوجب حمد است برہماں حضور خود باشد از غیبت و استغراق اندیشہ نیست
 انشاء اللہ العزیز از سکر بھو آید و فنا و نشو و اندراج یابد مولینا محمد مسعود از کشف قبور اعتبار سے
 نگیر و کشف صورتی محیل خطا و لغزش است سعی کند کہ حضور مع اللہ ظہور یابد و دوام پذیر و
 ہر چند کہ عالم صاف شدہ باشد و معنی نورانیت نیز از نظر بصیرت استقاط یافته و رکاز سعی باشد
 کہ جذبہ خواہما و حضور ایشان دیگر است۔ دران موطن از ماسوی نام و نشانی نیست و گاہے بالکلیہ
 و اکثر بالاصالہ توجہی است۔ از شش بہت معرا گاہے بہت فوق بہت خصوصیتے کہ عرش مجید است
 در وہم می آید و گاہے ہمہ بہت را فرومی گیر و معنی واللہ من وراثتہم محیط بظہور می رسد۔
 اگر صور معنویہ و اشکال صوریہ محو شدہ اند و همچون خیال و سراب بے اعتبار افتادہ و در ہمیں وقت
 نزد دریافت خیالیہ صور ہوا الاول والاخر نیز در میاں می آید و اگر در وقت فرو گرفتن آن توجہ
 ہمہ بہت را یا اکثر اصور و اشکال بالکلیہ محو شود و صفای تم بظہور رسد و معنی لیس فی الدیار
 غیبہ دیار در جلوہ آید بہوش باید بود کہ کسوت معنویہ در میان است لا اقل صفت حیوۃ
 و مستی انکوں یک و قیقہ دیگر بشناسد کہ در وقت ظہور واللہ من وراثتہم محیط نیز می تواند بود
 کہ ہمہ بین کسوتے در میان باشد بارے تحقیقت مقصود در دریافت و ادراک نمی آید آنجا عشق و
 محبت است و تصفیہ سراز ماسوی و آن تحقیقات کہ در رسالہ سلسلہ الاحرار نوشتہ شد۔ بجا نرسد
 خامض است درین محبت آن را بگزاردند و مدار برادر اک متعارف بہ نمنہ حضرت خواجہ نقشبند
 خواجہ پاک نقش و پاک نفس

قدس اللہ سرہ الاقدس

می فرمودہ اند کہ ہر چہ دیدہ شد و دانستہ شد آن ہمہ غیر است بکلمہ لا اثر انقی باید کرد میاں
 شیخ احمد نیز حال خود را درین صحیفہ مطالعہ نمائند و بدانند کہ تا استغراق و استہلاک در حضور ذاتی و
 وحدت صرف بظہور نمی رسد۔ اصل این سلسلہ اسم فنا بران نمی نهند و آنکہ ما بودیم کہ یک درجہ
 دیگر در میان است این است تحقیقت این سخنان مشافہہ معلوم می شود با وجود برائے
 خاطر شما نوشتم والسلام والا کرام

اسی رقعہ یکے از مخلصان و رابندہا نوشتہ بودند۔

۴۲۔ بہ یکے از مخلصان و رابندہا عبارتیکہ ترجمان حال این بے حاصل تواند بود و مرتحم تکلف است بنا علیہ ازاں مقولہ اغماض عین نمودہ بدعاے سلامت قلب و استقامت عمل می کوشند حق سبحانہ و تعالیٰ ظاہر را بمقتضائے شریعت و باطن را در استیلائے حقیقت وارو۔ فوق ہمہ سعادت این است قبول دعا و ظہور تصرف لازم کمال نیست۔ ع

تو میباش اصل کمال این است و بس

چوں در عمل تمام انقیاد و متابعت شدی و در علم بے تعین و بے نہایت وجود تو از میاں برخواست
بعد ازاں اگر تعین نمودیم تواند ع

رو در و گم شو وصال این است و بس

بعد از ظہور حقیقت وصال صحبت و اصل کبریت احمر است و مفید کامل گو منظر تصرف
نباش۔ بارے آنچه از سخنان اکابر دین ہمیدہ ایم و مطلب باطن ما آن است حصول این جنس
سعادتے است رزقنا اللہ تعالیٰ و ایا کہ۔ چوں از عنایت نامہ اشرف بوسے آن می آید
کہ قبول دعا و افادہ تصرفی را داخل مطالب داشتہ باشند بفتح آن قلم جریان یافت۔ امید
گاہ ہمت بران گماید کہ خاطر اہل حقوق خصوصاً والدہ از شہادہ بار تباشد و اللہ العظیم
کہ بشرط اعظم در و ر و د موہبت الہی این خلق است باقی حاکم اند و انا جذبہ الہی و قوت حال کہ کیفیت
کہ اختیار از دست رود و دیگر است ما بران اطلاع نداریم اگر پیدا شدہ عذر را می خواهد القصد
مدار این راہ بر تیز ہوشی و نیز گوشی است اقلق و اضطراب و وید بعد و نقصان و مضطر بود و ان دل
احکام الہی بتوسط خاطر جوئی و سلیم ولی مقصود آفرینش است مشاہدہ خود در عالم ارواح ہم بود خواہ
ابوالمظفر کہ معاصر شیخ ابوسعید ابوالخیر بود می گفت کہ مثل ما با شیخ ابوسعید چوں کاسہ اذراں است
کہ یک دانہ شیخ است و باقی من و چوں شیخ نشینند تو واضح نمودند و فرمودند کہ آن یک دانہ نیز
ایشانند ما بیچ نہ ایم می گفتہ اند کہ آنچه مردم در قطع بوادی و مفادہ یافتہ اند ما در چار بالمش صدقات
یافتہ ایم۔ فی الواقع این معنی را بیچ چیز حالی نیست۔ نیاز مندی و شکستہ ولی می باید آن نیز در اغلب
بارے از برائے خدا خاطر ضعیقان را بے ضرورت شرعی شکستہ نسازند۔ در جمع سخنان مولانا زین الدین

محمود کا نگہ نوشتہ اند کہ مولانا علاؤ الدین مکتب دار می فرمودند کہ یک بار خاطر پدر فقیر از فقیر دربار
 بود و بحسب شریعت حق در جانب من بود و مع ذلک فوطہ در گردن انداختہ ہر بزمین نہادم و
 عذر خواستم با وجود سی سال است کہ زیان آنرا در خود بخیم و رفحات در ذکر بعضی از اکابر مذکور است
 کہ در نصیحت بعضی از طالبان کہ خدمت والدہ را گزاشتہ بیج می رفتند۔ فرمودہ اند کہ من سی حج
 پیادہ بے زاد و راحلہ کردہ ام بتومی دہم تو اصالتے خاطر والدہ بمن دہ۔ زیادہ چہ گویم۔ والسلام۔

این رقعہ بیکے از مریدان شرف صدور یافتہ

۴۳۔ بیکے از مریدان۔ عرضداشتند و در ترین مخلصان محمد الباقی مبنی و اند کہ چہ نو بسد نہ دلسے کہ
 مرآت شیون و احوال خود شدہ محصلے بدست آرو و نہ بالی کہ بقوت فصاحت تمثالی از شکست و
 ریخت باطن بر عرصہ ظہور بنگار و۔ القصہ ہماں طفلم کہ نہ از مرض اکاہم و نہ از بیان این کہ بر سر آنم
 و با ظہار وجود سید طریق ترقی می کنم نیز از قوی ترین مرصہا است۔
 ہر چہ گیر و علتے علت شود

این ہا ہمہ یک طرف خود را بر شاہراہ فضل و کرم انداختہ ام۔

تو بسلام ازل مرا دیدی

دیدی آنکہ بعیب بخزیدی

تو بعلم آن و من بعیب ہماں

رو مکن آنچه خود پسندیدی

عروہ و تفتی ہمیں قبول است حق سبحانہ و تعالی آثار و برماست آن بظہور رساند۔

مخلصی بعنانت الہی و برکت صحبت عالی حضرت الیشاق از کسب و محبتنگی کہ داشت

قطع نظر نمودہ بود و دریں وقت بحسب ضرورت و حکم سلطان وقت از شرف صحبت دور افتادہ

بود۔ این رقعہ برائے او نوشتہ بودند۔

۴۴۔ بر مخلصے۔ الحدیث۔ انہا الاعمال بالنیات و لکل امری ما نوی من کانت

هجرته الی اللہ والی رسولہ فہجرتہ الی اللہ والی رسولہ (الحديث) مبارک باشد
 ہر کہ تہی کیسہ تر آسودہ تر خصوصاً درین وقت کہ دنیا طلبی و عزت جوئی عین بے بینی و چشم از آخرت
 پوشیدن است آنچه سابقاً مرقوم بود نہ باختیار ما بود و شکستہ دلی ہائے خلق بیک باز خاطر ما را
 در بود و در تحت سلطان شفقت علم العظیم لاہر اللہ جمال خود را از ما پوشیدہ قلب المؤمن
 بین الاصبیحین من اصباح الرحمن یقلبہا کیف یشاء با این ہمہ مخیاں بر سر آنیم کہ
 تعظیم امر والدہ در اموریکہ علماء دین پروردگار دادہ اند اہم امور است تحقیق و تفتیش بلیغ نمودہ
 ساختہ و ہمیا خدمت باشند مرضی ولی نعمت است کہ خود را بجانب کابل بکشند و بہت شہادہ
 معاشی با مدد آشنایان در آن جانب بگیرند چنانچہ بمرزا کوکہ و والدہ ایشان و بعضی از عورات
 دیگر این معنی را ظاہر ساختہ اند انشاء اللہ العزیز آنچه مرضی حق باشد بر آن قرار یابد سخن خواجہ عبداللہ
 انصاری است کہ اگر خواستی داوہ و آدمی خواست غایتش درین میان نازہا و محبوبی ہامی رود۔
 این نیز یاسینی است۔ مثنوی ۔

چہ خوش نازی است نازہ خوب رویاں

ز دیدہ راندہ و ز دیدہ جویاں

بچشمے نازہ بے اندازہ کردن

بدگیر چشم عذر سے نازہ کردن

اگر نیک در نگری از تو ہمیں طلب و نیاز مندی و لیے آرا می مقصود است نہایت محبت

آن است کہ جزو محبت طلبی نماید مثنوی ۔

عشق عاشق چو سر کشد بجمال

باشد از غیر عشق ساز غبال

عشق را تبہ گاہ خود سازد

دل ز محشوق ہسم بہ پروازد

ایں جا است کہ در عین مراد از مراد نامراد شوی ۔

درین مشہد کہ الوالہ تجلی است سخن دالم و لے ناگفتن اوئی

دیں روز ہا داعیہ سیر ولایت قوی گشتہ امید است کہ بعد از چند روز دیگر متوجہ شویم
خدمت میاں شیخ الہدایہ خویشین داری کردہ خود را بودن و مانند قرار داده از خوبی من
یکون معہ فیغور فیذا عظیمًا۔

بیت ۷

داغ بے یاری و درو بے دلی

ایں ہمہ بر خود پسندیدیم و رفت

یاد سے ہر کرا ملازمت ایشاں طیر شود غنیمت است حقا و بعزت اللہ کہ نہ تنگت میگویم

و ادیم نشان رنج مقصود تو

گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

۴۵۔ حق سبحانہ و تعالیٰ لطیفہ انسانہ را بر صراط مستقیم وارد۔ توجہ راست کہ گرفتار غیب
ذات بودن و از حقائق توحید یہ و فروغ آن پرہیز نمودن است بالاترین ہمہ سعادتہا است
انشاء اللہ العزیز صفائے آن و استقامت و راں روزے گردد۔

ایں رقعہ بجانب یکے از امرا کہ اظہار اخلاص می نمود بانتماس و مبالغہ مخلصے کہ خود را در
لباس صلحامی گرفت قلبے فرمودہ بودند و آن مخلص را دریں التماس میآخرت بود۔
۴۶۔ بے یکے از امرا۔ حق سبحانہ بفتحائے مقاصد کہ ہمگی امر و فرمان شدن است رساند اعتماد
جز براں نیست کہ ما و بائیت ما پر خیزد و شرع و بائیت آن بجائے ما بہ نشیند۔ حقیقتا آدمی
کہ بہ نزد اہل تحقیق روح مجرد است مجال مخالفت بمعبود خود ندارد۔ چہ از عالم امر است۔ و
عالم امر حلے را گویند کہ بہت عدم قدرت بر نافرمانی نہیں از فعل تا مرضی دران عالم واقع
نشده۔ اما چون تعلق حسی بایں سیکرہ ہولانی پیدا کرد خود را در و گم ساخت و با حکام او متعلق شد۔
تا بحدیکہ بسیارے منکر و خود شدند و ہمیکل محسوس را بخودی برداشتند۔ فانی از خود و باقی بھویانی
زیستند و بعضے پیشتر فرود رفتند و ظلمت و افر کسب کردند۔ ہوائے نفس را خدائے خود دانستند

بتمام منقاد فرماں او شدند القصد مقصود آدم شدن است که از لوازم آن است انقیاد و تسلیم تام
 و این جزبہ فنائے نفس و روح بدست نیاید و این فنا اگر چه موہبت محض است شرائط دارد و آن
 سبق کہ در خانوادہ عالیہ بعضی از بزرگان است مجملًا شامل شرائط است و بے آنها حصول مقصود
 بطریق سلوک متعذر و محال است و آنچه گفتیم کہ ہمگی مقصود آدمی شدن است بہت آن است کہ
 و گویہ ہر چہ از احوال و مقامات است از نتائج است۔ اگر ویریں نشاء بظہور نرسد در نشاء آخر کہ محل
 ظہور نتائج است بوجہ اتم و اکمل بظہور نخواہد رسید۔ سبحان اللہ چہ جائے احوال و مقامات است
 و صاحب و ولتے کہ بغنائے نفس و روح مشرف شدہ لابد استیلائے شہود و وجہ مطلق و صفت
 لازم باطنش گشتہ حقیقت آن۔ رباعی بزرگوار این است ہ رباعی

امروز ویریں خانہ یکے رقصاں است

کہ کل دو کول پیش او یکسان است

گر در تو ذانصاف رگے جنباں است

آں ماہ در اں کار تو ہم تابان است

غذائے روحش شدہ من حیث الباطن نہ خبر از خود دارد و نہ از ماسوی۔ اگر چہ من حیث الظاہ
 حاضر است بر آنچه می رود و کما تقر عند الذاہبین الی اللہ والسلام علی من اتبع الهدی
 از جملہ فنائے روح آست کہ دنیا و آخرت در نظر بہت حقیر و آید و در کشف عظمت و کبریائی
 حق کرامات و مقامات از خاطر محو گردد۔ طالبان و سالکان راہ حق را قدم اول در طریق توبہ بوضوح
 است چہ جو بہر اول را کہ آئینہ جمال نمائی مقصود است بقدر معصیت و نافرمانی و غفلت و پریشانی
 ظلمت و زنگار فرومی گیرد و بقدر ظلمت نابینائی و ترو و ظہور می کند۔ ہمہ خرابی با ازیں جا است۔
 مقاصد را بچراغ دودناک آلودہ بمعاصی می جوئند۔ لاجرم بدلات مظاہر اسم المصل در باد یہ
 حیرت و ہاویہ بطلالت می آفتند سخن آن عارف ربانی ابوالحسن خرقانی است کہ راہ دوست یکے از
 بندہ بحق و دیگرے از حق بہ بندہ۔ اول ہمہ ضلالت بر ضلالت است۔ دوم ہمہ ہدایت بر ہدایت است
 آدمی چوں آئینہ دل بکمال صفا رسید و نور ظہور ہستی حق تا باں شد معنی یکدی اللہ لتورہ من یشاء
 روشن می شود و حقیقت ایمان روشن می نماید۔ اکنون در ہر چہ رجوع بدل می کند بحق می کند

قلب المؤمن عرش الرحمن ازیں جاست۔ ایں دل نومیہ اسرار و صدق چندیں ہزار در
 شاہوار است۔ خطاب حضرت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کہ استعدت قلبک بایں
 چنین صاحب دولت است الغرض چون بتاثر اسم الہادی ارادۃ وصول بمقصود حقیقی و
 مشرف شدن بایمان تحقیقی در صاحب دولت پیداشد۔ قدم اول آن است کہ در پرتو نور
 معرفت و ایمان بہ بنید کہ گناہ زہر قاتل است و دوسے ایں زہر بسیار خوردہ و بہلاک نزدیک
 رسیدہ بصورت پشیمان شود و ہر اسے در دلش پدید آید و در مقام تدارک آید۔ چون کسے
 زہر قاتل خوردہ و پشیمان شدہ و ازاں ہر اس انگشت بگوفرومی برو و تدبیر دارومی کند تا اں
 اثرے کہ از زہر حاصل آمدہ از خویش بیرون کند ہم چنین چون بہ بنید تا تب کہ ہر شہوت کہ راندہ
 است چون انگبیں بُوَدہ کہ در زہر تعبیه بُوَدہ است در حالے اگرچہ شیریں بُوَدہ باختر اثر پیدا کند
 و دوسے پشیمانی پدید آید برگزشتہ و آتش خوف و پشیمانی شرہ شہوت گناہ را بسوزد و آں شرہ عبرت
 بدل شود و عزم کند کہ گزشتہ را تدارک کند و در مستقبل ہر سر آں نشود۔ ہمہ حرکات و سکناات بدل کند
 پیش ازیں اگر باہل شادی و رنج بود اکنوں باہل معرفت باشد پس نفس تو بہ پشیمانی آمدہ و اصل
 آن نور معرفت و ایمان و فروغ آن بدل کردن احوال و نقل کردن جملہ اندام ہا از معصیت و
 مخالفت و دوسے آوردن بطاعت و موافقت۔ پس صاحب ہر نفسے را کہ ایں معنی بظہور فرسید
 ہر رنجیکہ کشد ضائع است و بیوہہ باید کہ آگاہ باشد کہ ہنوز از طالبان نشدہ طلب حق حقیقی متنبعث
 از معرفت و ایمان است و نور ایں ناچار آن معنی را ظاہری سازد و اگر صورت طلبی در نظرش
 می آید نشائے آن طبعی است کہ بخلوط نفسانی خو گرفتہ چہ در شنیدن مقامات و احوال ایں طائفہ
 و بزرگی مثال ایشان خود را و احوال خود را ناقص و ناچیزی یا بدحیث جاہ عن الناس و یا عند الحق
 و حرکت می آید و خلقے در و پیدامی شود و اما اثرہ ندارد اسے شرہ آن دم و بد کہ یقین بدانند کہ ایں احوال
 مقامات بوزرش شریعت حقیقہ بہم رسیدہ باشند و در مقام و رززش افتد ناچار از مخالفت روگرداند
 و موافقات بیار آمد صورت تو بہ بدست آورد بے صورت طلب جو صورت تو بہ بر بندہ تا آنکہ ایں
 نیز تجز بنور ایمان بشریعت بدست نیاید ازیں مقدمات روشن شدہ کہ تو بہ نیز ازاں جانب
 است چہ ظہور نور معرفت و ایمان ازاں جانب است ایں جاسخن قطب وقت خودی شیخ ابوالحسن

ختر قانی رحمة اللہ علیہ را معنی دیگر بدست آمد مخفی ماند که توبه را درجات است۔ درجه اول توبه آن
 کفر است بعد از آن از ایمان تقلیدی بعد از آن از صفاتی که تخم این معاصی است چون شره
 طعام و شره سخن و دوستی مال و جاه و خدر کردن و امثال این مہلکات بعد از آن از وسواس و
 حدیث نفس و اندیشہا نماند و فی بعد از آن از غفلت از ذکر حق و اگر چه ساعتی باشد چون
 درجات ذکر را کہ عبارت از حضور و آگاهی است نہایتے نیست توبہ را نیز نہایتے نخواہد بود
 چه توبہ از ہر چه ناقص است واجب و لازم است پس در قدم اول پشیمان شدن از ہر چه
 گذشت و عزم بر آنکہ در آئندہ آنچه قدرت داشته باشد بر سر آن نیاید از لوازم طلب است
 این چنین توبہ اگر چه در قدم اول ظاہری شود و بیچ وقت از سالک منکاف نیست سخن سہل تسری
 رضی اللہ عنہ کہ توبہ آن است کہ گناہ را فراموش کنی۔ نظرے بر این معنی ہم وارد چه توبہ ہر گاہ پشیمانی
 از جمیع حجابات و منازل باشد ہر گز باختر نمی رسد المرید هو الرامی باول قصد الی اللہ
 چون انجذاب از مبدو حقیقی شدہ نظر باطنش بر انجا افتادہ ہر چه در میان است گناہ دانستہ بہیں
 نظر جمعے مشاہدہ را بر مجاہدہ مقدم داشته اند و آن نصوص کہ صفت توبہ افتادہ فعلی است بمعنی
 فاعل یعنی کثیر النصح و کثرۃ النصح بہیں اعتبار می تواند بود اگر چه معانی دیگر نیز وارد و بعضے از انہا
 این است کہ حسرت و پشیمانی توبہ چنان لازم تائب گردد کہ قدرت بر ارادہ اقدام بر گناہ نماند
 و آنچه آن بزرگ گفته کہ توبہ آن است کہ گناہ را فراموش نکند مطابق این است و آنچه از سید الطائفہ
 جنید مروی است کہ توبہ آن است کہ گناہ را فراموش کنی ہم از رویے این است انجا یادداشت
 حسرت و این جا فراموشی حلاوت فالنصوح مبالغتہ الناصح بمعنی قوی النصح غایۃ
 فوۃ او کثرۃ النصح بمعنی انها ینصح التائب لحظۃ بعد لحظۃ فیحفظ عن
 استماع حدیث النفس و تلبیس الخناس فی اظہار المعاصی المہلکۃ فی صورۃ
 المحسنۃ۔

این رقعہ بیکے از خلفاء و رجواب عرضیہ کہ رسیدہ بود نقلی فرمودہ اند۔

۲۷۷۔ بیکے از خلفاء حق سبحانہ و تعالیٰ یوماً فیوماً آثار عنایت و انوار ہدایت را در ترازو

وارد و سخنی در باب درویشی که بطریق رابطہ مشغول بود و در سطوت آن مخلوب و غائب گشتہ نوشتہ بودند۔ این نوع چیز با چه لازم است کہ از ما پُرسند۔ در اوقات صاف از اکابر با ہم از روحانیت فقیر تحقیق نمایند و اگر بنا گاہ تحقیق نشود و پس بطریق خفیہ بے وقوف طالبان بنویسند بارے معنی یا معنی اکنون علاج آن نوع مشغول آن است کہ روزے چند کار پائے و نبوی را بگوشہ بگذارند و بجد و اہتمام تمام اوقات خود را مصروف آن شغل سازند تا از مراتب صورت و اشکال عبور نموده بشریف حضور برسند و در آن ممکن یابند و در اوقات شخصی را متعین کنند تا او را حاضر سازند و اگر در اثنا شغل او توہمات متعدد بر او برسد امید است کہ نہ و نہ عمور نماید اما بشرطیکہ حقوق عیال و امن گیر او نباشد و الا ہماں توجہ اول کافی است لیکن در اثنا شغل اگر دروازہ کشف را بر و بکشاند و سیرش بعالم مثال افتد اصلح و اولی آن است کہ او را بگویند کہ نفی آن وقایع بلند و نظر خود را از دائرہ وجود خود بیرون نیندازد و ہمیشہ سعی در صفا و فنا سے خود می کردہ باشد مگر آنکہ غیبیہ دست و ہد۔ آل زمان خود را با آن بے شعور سے و ہد و اگر در اثنا شغل بے شعوری باز صورت مثالیہ ظہور کند ہماں نفی را از دست نہ بد کلمہ بازگشت را کہ خداوند مقصود و من توفی و رضائے تو در نفی و قانع دخل تمام است اگر پیش از فنا روح انبیاء و خواص اولیاء ظہور کند محل اعتبار سازد کہ اکثر لطائف ایشان است نہ ایشان و محقق شدہ کہ در انسان کامل بہفت لطیفہ است لطیفہ قلبی و لطیفہ نفسی و لطیفہ قلبی و لطیفہ دوجی و لطیفہ سہری و لطیفہ خفی و لطیفہ اخفی و محبتہ روح مظهر انسان است کہ جمع لطائف است و آثار ہر لطیفہ علیحدہ چندان معتبر نیست اگرچہ ظہور ایشان بیشتر سعادت است۔ والدعا

یکے از مخلصان مستعد بود کہ سررشتہ و قاتق ارادت و حقوق خدمت را نمی دانست و ازین سبب متضرر می گشت این کتابت براسے او نوشتہ بودند ہنوز قاصد نبودہ بود کہ بقربی غیب پیش آمد و این وعدہ توجہ قریبہ عظیمہ کہ درین کتابت است بدیگرے از اصحاب کہا کہ حاضر بود و ظہور رسید و ہمیں کتابت را باین عزیز داند و انواع ابواب ہدایت و ارشاد و پرو کشادہ شد۔

Marfat.com

۲۸۔ بہ یکے از مخلصان مستعد

کاری مکن کہ وحشت اشکم فروں شود

صیدی چوں من ز وایم و فائیت بروں شود

مرغ دست آموز شامزاج نازکے دارد واللہ کہ بدست این مسکین نیز نسبت کم پڑی

است گرم و سرد این بیابان ندیدہ بالجملہ بنازش می باید داشت بسنت اللہ تعالیٰ بریں جاری

است کہ اعزاز واسطہ و تعظیم او مورث فیض لایتناہی است

چوں ز مای بغیر ما منگر

الحذر الحذر ز غیرت ما

زیادہ گستاخی است انتشار اللہ تعالیٰ دریں پنج شمش روز متوجہ شما خواہیم شد پیش

ازیں بیک روز یک نوع اشارت شد با آنکہ اہمال در توجہ بجانب شما نکینم و از ہمیں جاغاتبانہ

نیز بہت بر ترقی شما بر بندیم بتوفیق اللہ تعالیٰ تقصیر نخواہیم کرد۔ دیگر ظاہر شد کہ شمارہ فی الجملہ

بتنگ و نزاع در میان است اینہا در چین وقتہ چہ مناسب اہتمامے نمائند کہ از چین ایعتین

بحق الیقین رسیدہ در اوج بقا باشند نزول فرمائند تا آثار سیر معشوق در عاشق مشاہدہ افتد معنی

مارمیت اذرمیت و لکن اللہ رہی ذوق شود و سہ کل منشی ہالاک اکا وجہ

بتحقیق رسید خلافت الہیہ جز دریں موطن صورت منی بند و سلطان مملکت تحقیق خواہہ احرار

می فرمودہ اند کہ تا پر تو مارمیت اذرمیت در باطن نیفتد و اصل منی تو اں گفت کسے را کماں

نشود کہ این معنی در ظہور الوار توجید بدست می آید۔ ہمہ را بہ نعت ہمگی دیدن و بگر است و ہمہ را بہ نعت

یگانگی دیدن فہم من فہم این معنی ظہور کان اللہ ولہ یمن معہ منشی است چنانچہ در ازل

بود باز سر آں کما کان و بگر است دقیق است گنجائش تحریر و تقریر ندارد۔

والسلام والاکرام

این رقعہ بیکے از خلفا صادر شدہ

۲۹۔ بہ یکے از خلفا محبت نامہ آں خلاصہ مختصرات مشیر از احوال و آثار رسید حق سبحانہ و تعالیٰ

حقیقت مرادات و خواطر پر اگندہ است و مجموع این با صورت تجلیات حق از من لہرینک عینہ
 فلا قلب لہ صاحب دل کسی است کہ بر تہ عین رسیدہ است و مقرر است کہ ارادہ و جہ باقی
 مستخر است چہ ارادہ بے شعور بجا و متصور نیست و ہمیں شعور عبارت از عین است پوشیدہ نماید
 کہ توجیہ کہ نزد فقدان شعور بعد از ظهورش سالک راجی باشد با وجود کہ مطلقاً بے شعور نیست
 و آں نیز حالے است مندرج در علم بے ادبا و دست فی الحقیقت ارادہ و جہ باقی نیست بلکہ
 ارادہ حصول اوست پس آنرا کہ متصرفات الہیہ باطلہ نظر منصرف باشد ہلاک اوست چہ آدمی
 بوجود دل نسبتے با دم و ارادہ

ہر کس کہ بصورت آدمی شد
 خاصیت آدمش ندادند
 این ہر نہ زہر سری تو ال یا فت
 تا نور یقین کج نہاوند

۵۲۔ از سہل تستری پرسیدند کہ مایقین گفت ایقین ہو اللہ اکابر طریقہ علیہ نقشبندیہ قدس اللہ
 تعالیٰ ارواحہم فرمودہ اند کہ طریقہ ماہ و وام حضور و آگاہی است بے آنکہ پر اگندگی عزیمت و فتور
 متخلل شود و خواہ در لباس ذکر و خواہ در صورت توجہ و خواہ بتوسط رابطہ کیف ماکان مقصود حضور
 مع اللہ است۔ ہر گاہ حضور بکیفیتی شد کہ شعور بوجود غیرے مزاحم اول شد آن حضور را وجود عدم
 می گویند و ہر گاہ کہ این معنی ملکہ سالک شدہ مشاہدہ می گویند و ہر گاہ نعت حضور را نیز از خود ندید
 بنما سے متحقق مشرف شد این جامعنی لا یعرف اللہ الا اللہ متحقق می شود۔ و دریں موطن نہ
 ارواح است نہ اشباح شہود بجانب مشاہدہ افتاد و ہر گاہ لباس وجود حقانی پوشیدہ بظاہر آید

بے چہ فیض حق ناگاہ رسد اما بر دل آگاہ رسد۔ و دام بر دل آگاہ رسد۔ و دام مراقبہ و ولتے است
 بس بزرگ سبب قبول دلہا است و قبول دلہا نتیجہ قبول الہی است۔ القصدہ چون حال بریں متوال است
 روزے چند خود را بر قبلہ خود و وقتن فرض راہ است۔ دریں طریق اور اور ادکار مختلف نیست کہ بعد از فراغ
 آنہا بہ کار ہائے دیگر پردازند۔ و درو اینہا ہوش در دم است۔ سخن حضرت مولوی نجستہ فرجامی مولانا عبد الرحمن جامی
 است کہ اول چراغ روشن می باید کرد و بعد از آن بطلالہ مشغول می باید شد۔
 دل چہ را سے کہ دانی دل درو بند
 و گر چشم از ہمہ عالم فرو بند
 منہ قدس سرہ

و مجموع صفات خود را همچون حضور و نبیاید تواند بود که فضل الهی بدو نماید و فصول و اجناس اجسام را اعراض به بندید و بودن اعراض را از معقولات ثانویه دریابد و سرالاحیاء ما شتمت را شمة الوجود و آشکارا شود و بزبان حال باین تواریخ مترجم آید - که باعی سه

تاسخ بدو چشم سر نه بلینم هر دم

از پائے طلب نه می نشینم هر دم

گویند که چشم سر نتوان دید

آن ایشانند من چلینم هر دم

و آنکه در راه سلوک تجلیات الهی را بعضی سه قسم نهاده اند و قسم اول را که تجلی صورتی است نسبت بمبتدیان و اشته اند و قسم ثانی را که تجلی معنوی است نسبت بمتوسطان و اشته و قسم ثالث را که تجلی ذاتی است نسبت بمتهتبیان و اشته اند و هم چنین آنکه بعضی چهار قسم داشته اند باین طریق که قسم اول را دو قسم کرده اند - تجلی صورتی و تجلی نوری نام نهاده اند و در طریقه اکابر صریحاً نیست از هلاک الحاد و حلول و تشبیه فارغ از غفالت الافر و ظهور وجود عدم اسرار غامضه است بعد از رسیدن نهایت بعضی از آن اسرار منکشف می شود و تجلی صورتی و نوری و معنوی را در آن مشهود مندرج می نماید - اکابر و کتب تفسیر باین معنی نگرده اند مابین طریق متابعت سپرده قلم را از تحریر آن نگه داشتیم -

اسماء انبیا
حضرات انبیا
انکه هر دم
از انکه
حقیقه صریحاً

بیکه از طالبان نوشته بودند

این کتابت را بتقریب بزرگ زاوه مخلصه بر وفق استعداد او نوشته شده که مائل بر انتب علیانی تو حید بود نوشته بودند و چون نسبت این سلسله شریفه جامع نسبت است

سه اول در آمد اینها و در فنا است که محل انوار تجلی ذات است - اینها رفیع تعینات از وجه ذات احد می کنند چون مبدع و مزج همه است حقیقت به یکبار منکشف می شود و مشاهده در منظر است اما منظر در میان نه - چون شوی فانی احد یعنی همه منته قدس سره

از راه توحید بمقصود حقیقی را بری نموده اند و اگر نه تقید توحید را با نسبت این برگزیدگان جمع نمودن صورت پذیر نیست -

توحید
در ذکر اللقب
۳۲۳

۱۱۵ - به بزرگ زاده مخلص حضرت حق جل جلاله و علم نواله از اطلاق تنزیل نموده در لباس ارواح متجلی شده ارواح را از غایت لطافت قوت آن داد که هر چه متوجه می شوند حکم آن می گیرند و رنگ آن می پذیرند و از غایت امتزاج خود را از ان نمانی شناسند چنانچه عامه تاس خود را از پیکر بیولانی امتیاز نمی کنند و ایضاً هر مخلوقی جمیع مخلوقات را مندرج ساخته چون این چند مقدمه معلوم شد بدانکه هر گاه روح مقید گرفتاری را بخوانند که لباس تقید و تعلق از بر بکشند و بوطن اصلی خود بروند بعضی از اذکار را که حکم بر رخ دارد من حیث الوضوح مناسب اطلاق است و من حیث التلفظ و التخیل مناسب تقید مونس او می گردانند سریعاً او بطبیعتاً علی حسب الاستعداد روستای آن جانب می آید و چون رشته تعلقش ببدن عنصری محکم است و معد لک توجیه قلب صنوبری که معظم ارکان اوست می فرمایند در همین شاخه راه می در آید تا مشاغل بیرونی رو بانهند اما نهی بواس محطل شود - قوت لامسه که مدار علیبه دریافت صورت بدان است از هم فروریزد و چون

له و رفقات قدسی آیات نواجذ ما مسطور است که و اذ کربک اذا نسیت یعنی اذا نسیت غیره ثم نسیت نفسك ثم نسیت ذکرک فی ذکرک ثم نسیت فی ذکر الحق ایاک کمل ذکر نواجذ ما بزرگ مشغولان طریق را در مقدمه ظهور بخودی می فرمودند که - مرا مان و خود را به آن بخودی در ده در راه خود اول از خودم بخود کن دانگه بخود ز خود بخود را هم ده در اشتغال بفراتض و سنن مؤکده چاره نیست صاحب لمعات درین معنی میگوید ترک محبوب غالباً بعد از فراق محب می طلبیده هجره که بود مراد محبوب از وصل هزار بار خوشتر کار بر خود در از نمی باید کرد سعی و اهتمام می باید کرد که ملکه یادداشت حاصل شود آن زمان هر مباحی که خوش آید بکنده است او تو عشق است چو آنجباری او خود بنه بان حال گوید که چه کن من قدس منهد
هذک الدائرة فصل عن الوصول منه قدس سره
فصل الدائرة مغنی عن الوصول منه قدس سره

Marfat.com

معیت دُوح با بدن ثابت است و جو حقیقی بدان کہ پر تو صفت حیات است تجلی نماید و چون
تلبس ظاہر وجود با حکام حقائق الہی موجب تعدد وجود سے نیست حقیقت منکشف شود و فنا
وست و بد چہ تجلی معنوی معیت است و بقائے مترتب بر آن مورثانی بیصرونی کُیْسَمَحُ
و کمالی این آنکہ سے دُبا سنی

عشق آمد و شد چو نوغم اندر رگ و پوست
تا کہ دم را تہی و پر کرد ز دوست
اجزاء وجود من ہمہ دوست گرفت
نامی است ز من بر من و باقی ہمہ دوست

و اذا اشجا کہ الکلی یندرج فی الکلی است و در حالت شعور با اختیار خود ممکن درین مقام
بہ تجلی نور می کہ عبارت از تجلی بصورت نور بیرنگ بے حیرت بے شکل است می تواند مشرف شد چہ این
فرد و منزل است این است و قائل منزل وجود عدم اما وجود فنا در مقام لا یعرف اللہ الا
اللہ است و این فنا را فنا سے اتم می گویند جناب ارشاد مآب محمد می و قبلہ گاہی مولانا خواجہ
قدس اللہ تعالیٰ سرہ در اشارت بفنا سے اتم این بیت می خوانند کہ
مدح و ذمت گرفتفاوت می کند

بیت گو سے باشی کہ رویت می کند

می فرمودند کہ تا تیر مدح و ذم باید کہ آن توجہ و تسکستگی را کہ بجانب حق سبحانہ است
مزاحم نشود تا فنا سے اتم گویند ازین جامعنی آن سخن کہ از خواجہ بزرگ قدس سرہ مروی است کہ
وجود عدم بوجوب بشریت عود کن را تا وجود فنا برگردد و نکند معلوم می شود والسلام والا کرام

لہ این جا حقیقت روحانیت کہ منظر تجلی حق سبحانہ بنعت احدیت است ظہور کند۔ خواجہ ما قدسی آیات خود می فرماید
کہ بربیدہ شدن و تہی گشتن دل از ماسول سے حق سبحانہ دلیل است بر منظریت مرتجلی حق سبحانہ را بنعت احدیت
کہ نیل معارف بحقائق اسماء و صفات این معنی متعذر است واضح باشد کہ گرفتار مشاہدہ نیز گرفتار غیر است ایشان
در عین مراد از مراد نامزداند۔ منہ قدس سرہ

۵۴ - دعا گو محمد الباقی در آگره گستاخی نموده این کتابت سر ممبر را مفتوح ساخت و نیاز خود را در
 ضمن عرض مرسل کتابت اندراج نمود و انشاء اللہ العزیز مقبول افتد هر چند که این پروا نجات جمعیم
 بر محل و کثیر الاجراست و دخل در قبول و جریاں او مورد ثواب لیکن چون سابقه محبت و معرفت
 بالنسبت بمیان شیخ رفیع الدین واقع است در باب پروانه ایشان زیادتی التماس اظهار می کند
 حسن امید آن است که در محل قبول افتد ثانیاً گستاخی می نماید که مروی است وجوه اسحقاق
 از صلاح علم و معنی در ایشان و ارتباط نسبتی با کابر ایشان دارد و بعلت احتیاج و بعضی حوادث
 ضروریه مبلغ و ولایت او پیه محتاج الیه او شده آن در ویشی در باب این احتیاج بغایت
 مضطر و متفرق است - این خیر را بخیر اتیکه جناب خواجہ حسام الدین مستور ساخته اند جمع نموده
 در محل لائق سهل الحصول تنخواه فرمائید موجب سرور و لهائے مومنان خواهد شد -

این رقعہ بشیخ نظام تھانیسری کہ یکے از مشایخ وقت است و بمقتضائے آنچه از زبان
 ہر یک شنودہ می شود دریں زمان سلوک بیچ یک از درویشان ہند با و منی رسد تخصیص چشتیاں
 و چون خود تحقیق عقائد اہل دین و تفحص طرق اہل طریق نہ نمودہ و با این از قوت فہم و روشنی باطن
 در ادراک سخنان طریقہ کہ با اصطلاحی وابستہ نباشد فہم و ذوقی دارد و از تصنیفات اکابر در مجالس
 خود حاضر نمودہ ترجمہ عربی و یا فارسی را از بعضی طالب علمای و علماء زبان دان شنودہ قیاس با دراک
 سلوک و مشرب خود و تحقیق آن مسجت می نماید و چون علماء مذکور در بیان ترجمہ و اصطلاح مردم
 غلطہا می زنند چہ فہم سخنان بزرگان از مشکلات است و تحقیقات و تصنیفات شیخ مذکور
 مدنی نیز ترجمہ مسطورہ است و درین تصانیف نقصانہا و غلطہا ظاہر می شود و بواسطہ گرمی وقت
 و امتیاز شیخ مذکور از اقران خود مرجع خلق است و نیز بر حسب این ترجمات غلطہا و نقصہا بہ بعضی
 اکابر و گوشتندگان اسناد می نمود حضرت ایشان نو در مرقدہ بواسطہ اظهار حق بالمشافہ کلمات الحق
 بظہور رسانید و نیز این کتابت در ان باب بمشارئ الیہ نوشتہ فرستادند و بعد از ان در ان مسائل
 بسوخت عنہ از بعضی یاران این عزیز ویدہ شد تغیرات تقریری کند لیکن یقین نہ شد کہ شیخ مذکور
 کہ در اصل جوہر عالی و اردیے مقصوبہ وہ یا نہ حق سبحانہ مشارئ الیہ را وہمہ طالبان خود را در شاہراہ

شریعت دارد. بخوده و در جو حبیبه صلی اللہ علیہ وسلم

۵۵- حق سبحانه و تعالیٰ بمنتہائے مقاصد رساند مقصود ازین ہمہ گستاخی جز روح مذہب ذرۃ ناجیہ کہ متوسلان بکتاب و سنت اند و بشرت ما انا علیہ ذاک صحابی مشرف اند. نیست. و ایضا تحقیق سخن اکابر این فرقه کہ طائفہ عالیہ صوفیہ اند منظور است. تا مباد اسادہ دلے بغلط افتد و طعن این برگزیدگان را در اول جائے و ہدیہ خودش در ورطہ بد اعتقادوی افتادہ ہلاک شود۔
الغرض آن روز در خدمت ایشان بیان کردیم کہ کشف ملکوت و جبروت داخل در تجلی صوری است و کشف لاہوت شمایز بطور صاحب لمعات داخل در تجلی صوری است۔ چہ تجلی صوری نزد آن برگزیدہ عبارات از ظہور حق است۔ در صورت ممکنے از ممکنات موجودہ فی الخارج خواہ از عالم حس شہادت باشد و خواہ از عالم مثال خواہ این صورت نور بے رنگ بے شکل بے چیز باشد و خواہ امر دیگر باشد۔ و نزد ابوالبرکات شیخ علامہ الدولہ سمنانی تجلی نوری است و آن متوسطان سلوک را در بدایت توسط دست می و ہدیہ شفا خود عنایت کرده فرمودہ بودند کہ تجلی در صورت نور بے رنگ بے شکل بے چیز تجلی ذات مطلق و دیگر در میان مشہد اثبات رویت و دریافت بہ بصیرت نمی کند و این درین نشاۃ از خواص تجلی صوری است بمذہب ثانی قطب المتحققین و برہان الموحیدین خواجہ محمد پارسا در کتاب تحقیقات مفصل بیان نفی رویت درین نشاۃ کرده اند از جملہ عبارات قدسی سمات ایشان در آن کتاب این است ہمہ مشائخ اتفاق کرده اند۔ بتضلیل آنکہ این سخن گوید و تکذیب آنکہ این دعوی کند۔ و بر آنند کہ ہر کس این دعوی کند حق سبحانه و تعالیٰ را نمی شناسد و ابوسعید خرازی و جنید و دیگر مشائخ رحمۃ اللہ علیہ و تکذیب و تضلیل مدعی این معنی سخن بسیار رانده اند و کتب و رسائل بسیار ساختہ اند و کتب و رسائل ایشان شاید است برین معنی۔ تم کلامہ مخفی نماید کہ تجلی معنوی در صورت علوم و معارف و اذواق می باشد و فرق عظیم است۔ میان علم و صورت مثالی۔ و مراد ازین علم علم سالک است و تجلی ذاتی عبارات از ظہور ذات است در صورت اسمے کہ مبدع تعیین صاحب تجلی است و مشاہدہ جمال مطلق کہ در فانی اللہ می گویند معنی دیگر دارد۔ و آن عبارات از انجذاب روح است۔ بہ جمال ہستی حقیقی کہ عبارات از حیثیتہ از حیثیات ذات است۔ بہ کیفیتے کہ شعور بہ این انجذاب نیز نماید

بطور متوجہاں بوجہ خاص و مشاہدہ جمال ذات است و پرودہ ہماں اہم بطور سالکان طریق تربیت
ہر گاہ منہی بہ آل اسم نشود و مطلق گفتن باعتبار اطلاق اوست از تعینات گویند و تعین عبارت
از آن معنی است کہ از معقولات ثانویہ است نہ امر مشکل۔ و امثال آن است و دیگر صور مثالیہ را
کہ عالم جبروت می گویند صفات حق ندانند صفات حقیقیہ علم و قدرت صفات اضافیہ عبارت
از خالقیت و رزاقیت و امثال آنها است دیگر کشف ملکوت و جبروت کہ باصطلاح شفا است
و عبارت از کشف در عالم حس و مثال است کشف در عالم است کہ بحقیقت موجود است
و وجود او عین وجود حق است نزد صوفیہ موحده و غیر وجود حق است نزد علماء و بعضی از صوفیہ و
اگر بہ ناگاہ کسی نہ عین و نہ غیر گفتہ باشند نہ آن معنی است کہ شمامی گویند و آن معنی مخالف عقل است
بہ آن معنیست کہ نہ عینست من حیث الاطلاق و نہ غیر است من حیث الوجود۔ و آنچه نزد کان در
صفات الہی گفتہ اند معنی آن در کتب مبین است۔ القصہ اگر شمارا دریں سخنان توقفی باشد امر کنید
تا چند سے از عالمان محقق بلکہ بعضی از صوفیہ را نیز جمع کردہ بیان این امور نمایم۔ بمنہ و کمال کرمہ

در سفارش عالمیکہ دولتندے طلب نمودہ بود قلے فرمودہ اند و این دولتند در عبادت
بنائت موفق و در زمرہ صالحا بود بر حسب ضرورت بخدمت سلاطین مبتلا شد و تا وقت تحریر اینچہ نشود
می شود ہنوز اوصافش بخیر مائل است و کثیر العبادت است۔

۵۴۔ بیکے از دولت مندوں حق تعالیٰ و سبحانہ عافیت امور را در مستحبات و مرضیات
فرو آورد انت و لیتی فی الدنیا و الآخرۃ توفی مسلما و الحقنی بالصالحین۔

بس گبر کہ از کرم مسلمان کردی

یک گبر و گبر کنی مسلمان چه شود

بالجملہ مقصد میں است امید کہ ہمتے بندید و فاتحہ بخوانید کہ حق تعالیٰ این فرود افتادہ عاجز
را بہنتہائے این مطلب برساند بقیۃ المقصود خدمت مخدومی اخوندی بر حسب ارادہ شفا این ہمہ
ساخت قطع کردہ رضا و خوشنودی شمارا بر فراغت و آرام خود اختیار کردند پاداش این عمل نیست
مگر آنکہ شمایز خوشنودی و رضائے ایشان را بر مراد خود بکنز بنید احسن کما احسن اللہ الیک

اصلی محقق است والدعاء مع الاخلاص -

۵۷ - من از محیط محبت ہمیں نشان دیدم
کہ استخوان عزیزاں بساحل افتادہ است

یعون اللہ تعالیٰ بولایت بلخ رسیدیم از جماعتی کہ در مسند ارشاد مقرر اند علم عدم مناسبت ذاتی تاثری نیافتیم بشرحان بقصد ملازمت ملا کہ رفتیم بجد اللہ تعالیٰ بر منزل خود و بصفا و زلف آمد خدمت مولوی بکمال تجرید باطن اند آنا معرفت از ویوان شعر ایشان کہ دریں ایام در اتمام آند ظاہر و مہوید است و دستہ روز آنجا بودم زیارت هزار فاضل الانوار برپان المحققین و حجتہ المشرکین حضرت خواجہ احمد اقدس سرہ در خاطر ممکن بود آنجا نیز نتوانستیم قرار گرفت شکستہ و مایوس طے منازل می گنم تا بعد ازین چہ روتے و ہد بفاطمہ اداوے نمودہ باشند بفتہائے مقاصد برسند ناظم مناظم طریقہ درویش نظر مجذوب الاطوار بندگی قبول نما شد فریاد از نفسہائے از کشف برخاستہ و ایشان از حال ما قافل نباشند والسلام

صالحہ از منتسبان آستان ہدایت نشان بود و تجویز آمدن بجنور شریف نمی فرمودند بہ تقریبے از شوہرش حال صالحہ مذکورہ را پسیدند و این نوشتہ را فرمودند کہ شوہرش نزد او بروہ بخواند و بفہماند شوہر حیراں بماند کہ عورتے ہندی نام را دے کہ فارسی خوب نمی دانند این مضمون را چہ طور تواند فہمید لیکن حسب الامر زقتہ نزد او خواند یعنی را ہندی گفت ظاہر شد کہ خوب فہمیدہ و این صورت در نظر شوہر مذکور از خوارق عظمیٰ می نماید

۵۸ - بہ یکے از زنان صالحہ ملاحظہ بکنید کہ در وقت صفائے دل مراقب نفی و اثبات اند یا اثبات تنہا و بر تقدیر یکے نفی و اثبات باشد تحقیق نمائند کہ نفی معلوم و اثبات مجهول است یا نفی معلومی و اثبات معلومی است یا نفی مہوم و اثبات معلوم است و بر تقدیر یکے و اثبات معلومی است یا نفی مہوم و اثبات معلوم است یا تقدیر یکے اثبات تنہا باشد نیز گفتیش کنند کہ اثبات معلوم است یا اثبات مجهول است و در صورت اول معلوم جدید است یا قدیم بارے بر تقدیر لہ شاید یہ عورت ہندی نژادے ہوگا (میردانی)

اثبات تنہا کو شمش نماںد تا اثبات مہول شود

واند اعنی کہ مادہ سے وارد

لیک چو نے بو ہم در تار و

القصہ سعی و اہتمام در نفی می باید کرد و بیچ معلوم در خاطر نمی باید گذاشت۔

۵۹۔ حق سبحانہ و تعالیٰ تاج کرامت و لباس معرفت و محبت خود را بر وجہ اتم عطا نمود ہ
مستقیم وارد۔ این از پاور افتادہ گرفتار را بہ پر تو سے ازال مشرف گرداند و رعنایت نامہ جناب
خواجہ حسام الدین مرقوم بود کہ واسطہ نا نوشتن کتاب بفلانے عدم ظہور احوال و مقامات است
چہ حکایت رسمے راجہ نویسم عجب است نسبت محبت و واد طالب زواید اخبار نیست مجرود
صحت و استقامت شریعت و صفائی توجہ بحضرت بچوں و غلو محبت و گستگی از ماسوی
مطلوب است اللہم ارزقنا بحرمة النبی و آلہ

۶۰۔ پیشخ احمد ہندی۔ برادر عزیز میاں شیخ احمد و محمد صادق دُعائے مخلصانہ قبول نماںد کذبہ
کہ مشتمل بر شرح احوال مشائخ ایہما بود رسید۔ الحمد للہ والمنۃ کہ دوستاں را با خود می وارد در خاطر بود
کہ جواب ہر مقدمہ را علیحدہ بتفصیل بنویسم غایتہ الامر تا مشافہہ مذکور نشود و شفا سے تمام حاصل نمی
شود بناً علیہ ترک نمودیم بارے مجمل آنکہ حال محمد صادق بغایت اصیل است و حال شیخ احمد کہ گاہے
توجید است و عبارت غایت شاہد است از علم بعین آمد و از گوش باغوش در اں مقام نوشتہ محل تفتیش
است کہ یارب مطالعہ احادیث و کثرت یا توجید صوری اگر اول است مبارک است و کمال و
اگر دوم است بر تقدیرے اصیل است و بر تقدیرے معلول اکنول محل تفصیل تقادیر نیست اگر
سوم است خود البتہ معلول است لیکن ظاہر عبارت مشائخ ایہما ناظر و دوم است انشاء اللہ تعالیٰ
کہ از قسم اصیل باشد دیگر آن کہ باعی ملحدانہ کہ نوشتہ بودند در غایت سفاہت است حاشا کہ قائل

لہ رباعی ملحدانہ این است آسے و ریغائیں شریعت طبت انمالی است ملت ما کافری و ملت ترسانی است

کفر ایماں ہر دو زلف و روعے آن زیبا بی است کفر ایماں ہر دو زلف و روعے آن زیبا بی است

آن مقبولے باشند نہاد اوب نگہدارید کہ کارخانہ الہی محل استخار و غیرت است والسلام

ایں رقمہ در جواب عرضینہ مخدومی ملاذی میاں شیخ احمد سلمہ ربہ نوشتہ شدہ۔

۱۱۔ بہ شیخ احمد سرمندی بحق سبحانہ و تعالیٰ در مدارج کمال و تکمیل ترقیات جبہ نہایت کرامت
نماند کتابتے کہ قاضی زاوہ آورہ بودند بشریف مطالعہ آن رسید بخاطر داشت کہ مفصلاً جوابی
بنویسد در وقتے کہ بر سر آن آمد آن کتابت را نیافت الخیر فیما صنع اللہ الحق تحقیق و تشخیص
ایں نوع سخنان جز بمشافہ و حضور بدست نمی آید۔ چنانچہ مکرراً تجربہ کرده باشند بارے آن قدر کہ مجید
نوشت آنست کہ حضرت خواجہ احرار نہایت رافعا و نیستی داشته اند و از خواجہ قدسی انتظام ایشان
چنان معلوم می شود کہ تا سالک بحقیقت تجلی ذاتی نمی رسد این معنی بدست نمی آید تا در مشاہدات کہ در
مراتب تنزل است بند است گرفتار آن مشاہدہ است اگر چه بدوام شہود و استقامت آنکہ
عبارت از اتجا و مشاہد و مشاہد است۔ و فمائی آنکہ عبارت از استتار آنست در سطوت
و حدت آن گرفتار و نظر نمی آید بہمانا کشف بقائے صفت ارادہ و فمائیے مرادات وین مقام
است فاذا کشف الاستار ای ظہر سترتها ظہورا عینیا واندرج العلم
بین السائر والمستند تحصل ما انشأ الیہ الشیخ الکامل سید الاحرار فی
وقتہ فطوبی لمن ادركہ۔ ایضا مشرب شیخ علاؤ الدولہ سمنانی علیہ الرحمۃ وحدت وجود
نیست آری شہود و ایشان شہود اکمل است۔ فرق آنست کہ جماعتی از علماء اشیا را مع عدم
خارجے میدانند و ظہور ایشان را در خارج چون ظہور صورت در مرآت می گویند و ذوق موجود جنیکی
را نمی داند و حضرت شیخ با وجود قوت شہود و ارتفاع آن اشیا را موجود خارج می گویند و نیز فرق
و بگرد و حقیقت اشیا است کہ جماعتی اولی مظاہر شیون اصل می دانند و ایشان نیز آنکہ بہت قوت
حال اشیا نسبیاً منسباً شدہ باشند امر دیگر است با وجود صفات و افعال را باصل خواهد و اولیاء
مقام لا تبقی ولا تذرا از جمہ احوال است و آنچه شیخ کبیر محی الدین ابن عربی فرمودہ از علوم است
حال را با علم نزاعیست اما علم را با حال نزاعیست۔

من از شہر کلام نہ از آن وہ کہ توئی باجمہ خلق جہاں دار مدارے دارم

لہ باقاعدہ اعراب کے استعمال سے اسے شہاد و مشاہد پڑھا جائے۔

حضرت شیخ رضی اللہ عنہ اذ ابائے ممکنین است۔ حق شناسی است۔ در مرتبہ حق آل قیام
می نماید و آنچه شیخ مہندہ قدس سرہ فرمودہ در جواب سائل است چون سائل از حال سوال کردہ
بود ایشان نیز از حال جواب گفتند۔ والدعا

این رسالہ بہ التماس یکے از مخلصان مخصوص الالہیہ عظیم القدر شروع فرمودہ بودند۔ چون
آں عزیز از خدمت حضور بہ وطن خود رخصت شد دیگرے بہ التماس گستاخی نتوانست نمود و ایشان
نا خود تقید بہ این امور نبود بل احترام تمام ظاہری شود بہ این سبب این رسالہ نام تمام ماند۔
۱۲۔ رسالہ نام تمام در سلوک۔ بدان اید کہ اللہ تعالیٰ بتو القدر کہ طریق وصول بقضائے حقیقی دو
است یکے طریق نفی و دیگر طریق اثبات۔ اگرچہ طریق اثبات با طریق نفی مندرج و لازم است و
از اصناف طریق نفی یکے طریق غیبت و بیخودی است از لوازم وجود جسمانی خود و صفات او چون
بہ کمال این غیبت می رسد ظلمت حادثہ روئے بہ نور نیست می نمود و شعاعہ آگاہی بجانب الہی ظہور
می کند۔ چون جذب باطن بجمال آں نور قوت می یابد بے شعوری از لوازم وجود روحانی نیز دست
می دہد و حجاب بالکلیہ مرتفع می گردد و شجرہ سر دران آتش حقیقی بہ تمام و کمال می سوزد۔ اکنون
دریں خلوت می تواند کہ کسوت معرفت پوشانند و بعد از سر بر آوردن از آن گرداب دید آب
لا ینز باب دہد لمن الملک الیوم باللہ الواحد القہار۔ این وجہ خاص است اقرب طرق
است واسلم و اودوم۔ رعایت و قوت قلبی کہ عبارت از توجہ است بقلب صنوبری موصل این
طریق است و ہم چنین رعایت بازگشت نیز در ذکر بوجدان مذکور محمد این طریق است و ہم چنین
بدون رابطہ از قضائے سیدہ بجانب قلب صنوبری بہ تمام ہمت محمد این طریق است و ہم چنین مجرد
صحبت نشست و برخاست با ہم کنال از اباب وصول نیز موصل بہ این طریق است و معنی
اندراج نہایت در بدایت دریں طریق است خلوت و راجح کہ یکے از اساس طریقہ نقشبندیہ است
بحقیقت دریں طریقہ است چہ ابتدا بہت معینے کہ حق را سبحانہ بہ اوست متوجہ حق صورت می شود

۱۳ یعنی حضرت ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ جو کہ شیخ مہندہ سے مشہور ہیں۔

و در طرق دیگر چنانچه بیان خواهیم کرد خلوت با حق صرف نیست خلوت به انوار کشف و صورت تجلیات
 و امثال آن است۔ و همچنین نظر بر قدم چه ظهور انوار و احوال کم است کہ بے پروا گندگی نظر باشد۔
 درین طریق چون سیرش مستدیر است نظرش تمام بر قدم است بل بر قدم چون قدم سالک ہماں
 نظر است ہر دو یکے است و همچنین سفر و وطن چه سیرش مستدیر است روشن است کہ ابتدائے
 توجہ این سالک بوجہ ایست کہ منبع شیون و منتشر انسان است و سیرش تمام مراتب ظهور
 نور اوست و بگرہ میں سیر اصل صفات ذمیرہ از زمین باطن کندہ می شود بے آنکہ سالک خود را
 در مقام قلع آہنایار و خاطر را پر کندہ و متفرق گرداند پس بحقیقت ہماں سیر حاصل است
 بے حرکت اقدام و همچنین ہوش و روم کہ عبارت از دوام توجہ است بجناب حق سبحانہ و تعالیٰ
 آن غیبیہ کہ ابتداء این طریق است آن نیز از مقولہ توجہ است ہر چند کہ بجهت ضعف باطن سالک
 با تیرہ باشد مخفی نماید کہ از جملہ امورے کہ مناسب این طریق نیست۔ یکے مطالعہ کتب صوفیہ
 و شنودن سخنان بلند ایشان است چه جمال آن مواجید کہ بفہم سالک می آید خاطر اورا بخود می کشد۔
 و در وادش این طریق علیہ فتوہ می افتد جمال این نسبت را نمی بلید مگر منہتی۔ ازین مقدمہ بدریاب
 کہ سماع کلمات و اشعار توحید آمیز و امثال آن چه نسبت دارد۔ این ہم و فنیکہ در لباس نغمہ نباشند
 والاخراج مجتہد است۔ سماع مقبول سماع روحانی است کہ سماع معانی باشد اما سماع طبیعی کہ
 سماع نغمہ است محل اختلاف است۔ عامہ علماء حرامش میدانند و جمع مشائخ در مقام علاج تجویزش
 کردہ اند نہ آنکہ اورا از قربات و اندوآلہی گویند و جمعے و بگرہ جہت تزویج و تزئین مستحسن شمر وہ اند۔
 لیکن مبتدی را اہل آن نمی دانند چه ہنوز از ارباب قلوب و اہل محبت نشدہ طبیعتش بر ہماں نغمہ
 می اندازد و از معانی کلمات و ذوق آن بے بہرہ می ماند و جمعے و بگرہ ہر چند کہ مباحث می دانند اولی
 ترکش را می گویند چنانچہ از قطب طریق خواجہ بہاء الحق و الدین مشہور است کہ می فرمودند نہ این کار
 می کنم و نہ آنکار می کنم این مذہب صاحب فتوحات مکیہ است رضی اللہ عنہ۔ نزد این نور انعم سماع
 نغمہ قطعاً روحانی نیست رقت حاصلہ ازین سماع را رقت طبیعت میگوید و حرکت اورا حرکت طبیعیہ
 و میاں عمل متحرک بسماع نغمہ و میاں سالک متحرک بچرکت دوریہ از استماع نغمہ بیچ فرق نمی نهد۔ ہمدراں
 کتاب از ابویزید بسطامی کہ از مشائخ این سلسلہ عالیہ است می گوید کہ او کمر وہ میداشت۔ استماع

سماع

نغمہ را۔ و ہمدراں کتاب از اقطاب نیاب کہ اکبر الیشاں صدیق اکبر راضی اللہ تعالیٰ عنہ می گوید
و منہائے مشائخ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ می نویسند کہ الیشاں قائل بسماع نغمہ نیستند و سماع مقید بنغمہ
راوین خالص نمی گویند و بہ حکم آلاء اللہ الذی یخیر الخالص ترک او نمودہ اند۔ ہمدراں کتاب حضرت
صدیق و سلمان فارسی و ابو یزید بسطامی را کہ داخل شجرہ پیران ما انداز کرانے ملا مقید می نویسند و علامتی
جماعتی را می گوید کہ در کسوت عامہ مسلمانان اند و در ظاہر بہ عملیے از عامہ ممتاز نیستند و در تمام مقام شریعت
اند و منابع سنت چنانچہ ہر اس جماعت حضرت رسالت پناہ راضی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم می نویسند۔
حاصل آنکہ سماع نغمہ قطعاً مناسب طریق ما نیست۔ و آنکہ حجے بہمت علاج تجویز کردہ اند و دریں طریق
شدنی شود و چہ آل علاج عباد و ذوی الاحوال و ذوی الاشتغال راستہ مزاج شرب اہل این
طریق از حشمتہ مقربین است عباد و ارباب احوال را ازین مشرب نیست۔ و چون الیشاں در مقام
لَا تُلْهِیْہُمْ تِجَارَةٌ وَ لَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ می در آیند و صبر مع اللہ را رعایت می کنند از
ذوی الاشتغال نیز نیستند۔ سخن بہ طول انجامید و از خلاصہ مقصود باز ماندیم۔ اکنون بر سر مقصود
بیائیم۔ دیگر از اصناف طریق نفی طریق بے شعوری از صور اجسام عالم است۔ صاحب این طریق عالم
را حالی محض می باید۔ سلطان وحدت از ورانے کثرت بصیرتش را بخود کشیدہ و ظلمت طبیعت عباد
دیدش شدہ۔ لاجرم در بر رخ حیرت مجوس و مہطل ماندہ چون آل کشمش قوت یابد و صورت خود را
نیز برباد و ہد و از غرابت مقام بر آید عروس مقصود و کسوت نور صاف جلوہ گر آید و تمام عالم حق
را یابد معری از نقوش و اشکال و الوان و تعدد۔ بعد ازین ہر چند کشمش قومی تر جب ہستی کمتر آل
نور لطیف تر و چشم ساک روشن تر۔ در مقام فنای جسمانی کہ بعد از کمال لطافت بظہور میرسد بہمت
معیّنہ کہ میان روح و بدن ثابت است بنیندہ نیز حق را می یابد لیکن بہمت وجود روحانی حجب مخفیہ
باقی اند چون در ہمیں طریق عروج نماید جہات و معنی نورانیت بلکہ این دید را نیز گم کند چیران صرف شود
نہ عالم و نہ خلایق متوہم و نہ نور و نہ حضور چون این حیرت غلبہ نماید قنابلتیب وجود روحانی نیز بوسد
بعد از افاقہ اگر مراتب بقا حضورش بتدریج شود و تفاوت ہا در خود یابد کہ جز او کس نداند این
زماں حاصل معرفتش آنکہ در عرصہ وجود جز یک ذات نہ بیند انّ الی ربّک المکتھل غالب این
است کہ صاحب این دید صور عالم را وہم و خیال و اند و نمود بے بود شناسد و اگر از ہماں طریق

اول یہاں دید برسد متحیر شود و ہُو توحید المحبۃ و کشف الغلبۃ یعنی از غلبہ مجتہد و
 نظر کشف جزیکہ ذات مانند غالب بریں سالک سیرت است نہ آنکہ صور عالم را وہم و خیال
 گوید۔ مخفی مانند کہ صاحب طریق دوم از طریق نفی اغلب آن است کہ سر اورا از راہ را بطہ بسر
 مرشد و اصل اتصال دست میدہد و ازاں اتصال نور را گاہی کسب میکند و متوجہ طریق اول
 می شود لیکن پیش از آنکہ آن نور کسب قوت گیر و ہم بہ تبعیت نظر مرشد نظر طالب بجمت عالم می افتد
 چون آشنائے نور وحدت شدہ بوی مقصود از وراہی صور روسے ارادتش را بخود می انگند فیظہر
 مَا يَظْهَرُ مِنْهَا سَلَفٌ مِنْ مَرَاتِبِ التَّكْوِينِ۔ لیکن این چنین طالب را بشارت است بوسعت
 دائرہ اگر فضل حق و ستگیری کند و در پوچہ تحقیق بر رولش بکشایند بعد ازاں کہ بہ منتہائے جذبہ رسیدہ
 باشد سر بیان وحدت را در کثرت در یابد و مستغرق وحدت صرف شود فَاتَّخَذَ الشَّاهِدُ
 وَالشَّهُودُ وَالْمَشْهُودُ۔

کجا غیر کو غیرہ کو نقش غیرہ سوی اللہ واللہ ما فی الوجود

این تجلی تجلی ذات است و مخصوص است بہ بعضی از کمل افراد انسانیت۔ اینجا از تجلیں اول حطی
 بگیرد و چون تنزل نماید و تا بر تہ شہادت برسد تمام موجودات عینک چشم بصیرتش شوند و آئینہ
 صفات اصل گردند۔ تعین ثانی نیز علی حسب عینیتہ الثابتة در احاطہ اش در آید۔ تواند بود
 کہ عین ثابتہ اش مکتوف شود و خود را عین تمام موجودات بیابد و در ظاہر نیز تمام موجودات را
 مرات خود بہ بنید و همچنین تواند بود کہ اسم الباطن از بہت فوق وحدت تجلی نماید و سر رشته مقصود
 را گم کند۔
 سُبْحَانَ مَنْ تَخَيَّرَ فِي ذَاتِهِ سِوَاةَ
 فہم و حسد بہ کند کما شس نہ برودہ راہ

این مقدمہ تجلی احدیت است۔ و تجلی احدیت اسم التَّائِبِ رُوِبِ ظاہر علم می نهد۔ فَهُوَ الَّذِي
 كَمَا كَانَ فَظَهَرَ مَا قَالَ أَهْلُ الشُّعْبَةِ وَالْجَمَاعَةِ فِي الْإِلَهِيَّاتِ مِنْ مَرَاتِبِ التَّنْزِيهِ
 وَالتَّقْدِيرِ عَيْرَ أَنَّ التَّنْزِيهِ قَدَعَلَا وَاسْقَطَ الشَّرِكَةَ فِي الْوُجُودِ فَالتَّوْحِيدُ إِثْبَاتُ
 الْقِدَمِ وَإِسْقَاطُ الْحَدَثِ۔ اینجا در ویش بیچارہ عاجز محض و مفلس صرف است۔ بعد از این این
 راہ را نہایت نیست اَللّٰهُمَّ لَا تُحَرِّمْنَا۔ مخفی مانند کہ در آشنائے این سیر و سلوک بعضی را وقائع و

کشف دست میدهد چنانچه خود را و عالم را تمام آب می یابد. یا با دیا آتش علی حسب اللطافه و همچنین آن
 آب را مثل خشک می بنید و مطلق از شعور میرود. این کشف در اول قدم است. مقدمه کم کردن صور
 عالم است تا آنکه بود که در آنست پس کشف حق در صور مثالیه تجلی کند بل در صور حسیه نیز و توحید صوریش
 دست دهد چنانچه خود را در عروج بنید و در نور عرش خود ناچیز گردود. این مقدمه احاطه شهود است و مطابقت
 وحدت در کثرت. چون سخن بعروج رسید سخن واقع و کشف را قطع کنیم و طریق دیگر را از طرق نفی بیان نمایم
 بدان اسعدک اللذات که طریق دیگر از طریق نفی طریق معراج تحلیلی است. در این طریق نفی صفات بشریه
 می شود. و بقدر آن نفی سالک را مناسبت بر مراتب علویات از سماویات و ملکات دست می دهد چنانچه
 در آنست کار خود را در عروج می بنید و بقدر نختت به طبقات سموات می رسد و بعضی را از ایشان عجائب ملکوت
 کشف می شود و بهشت و دوزخ و لوح محفوظ و غیرها در نظر می آید تا آنکه به عرش الرحمن می رسد و در الواء
 ذی العرش خود ناچیز می گردند. چون در این مقام تمکین می یابند و جذبات قویه دست می دهد از ما و طبیعت بالکلیه
 می برآید. تولد ثانیه بظهور میرسد و نور محیط و الله من و در این محیط کشف می شود و بقدر وجودی
 متحقق می گردند. مخفی نماند که این طریق گاهی در درجات طریق ثانی مندرج می گردد و لیکن چون بعضی را
 خالص همین طریق پیش می آید طریق دیگر ساختیم تحقیق آن است که الطریق إلى الله بعدد الفانس
 الخلدیة هر کس را چیزی در پیش می آید لیکن بحسب توجه سالک منقسم به سه قسم شد. به بنیم که توجهش
 بوجه خاص است یا بنور محیط یا بفرق العرش. الأول هو الأول. کذا الثانی و الثالث. ازینجا است
 که طرق اثبات را طریق رابع ساختیم چه توجه سالک در بر اسم الظاهر است اول قدم توحید صوری
 می افتد. میان او مقصود هیچ نیست که نفی کند و مقصود برسد. این معنی بحسب نظر اوست نه فی الواقع.
 و لهذا از توجه مرشد و از تبار قلبی سالک انجذابش بمقصود قوت می گیرد و فی الجمله از حس غائب می شود
 و شکسته در اختیار صوری افتد و عالم بصور انواریه منقسمه الالوان از کدورت و حمرت و بیاض و صفرت
 سواد و بیرنگی درجه بعد درجه علی حسب مراتب الدنیه فی السالک ظهور میکند
 لیکن در هر مرتبه نظر بر همان بند است و همان را حق میدانند. چون غلبت قوت یابد و حق در کسوت خود
 بیرنگ مشاهده نماید لیکن عالم شهادت از میان تمام برتیزد. وجود و عدم او در نظرش نه باشد این زمان
 بطریق ثانی در آید. اگر گمش هم چنان در قوت باشد از طریق ثانی هم عروج نماید و به طریق اولی اقتدایم لیکن

نزدیک بہ او آخر منازل او چوں دریں وقت رسوخے پیدا کند و سر بر آرد - باز نظرش بہ طریق اول افتد
 ہمہ را حق یابد بیچون و بے چگون نہ نور و نہ بیرنگی - و تواند کہ در ہماں طریق ثانی باختر رسد - اگرچہ در آخر
 نظر سالک طریق ثانی در غلبہ حضور با نظر سالک اول یکے است چہ سلوک سالک اول در مرتبہ بر اوست
 و درجات غیبت و حضور و حیرت و بقا و تنزل او در ہماں مرتبہ صراط او صراط مستقیم است چوں سالک
 طریق ثانی را ہم نظر راست و صراط مستقیم دست می دهد ہر دو نظر یکے می شود فرق بہ وسعت و عمیق
 می ماند اگرچہ چنان در ضیق خود بماند و اگر ترقی کند و وسعت یابد ہر دو یکے است - مخفی نماند کہ از اقسام
 ترقی ترقی بطریق کشف است کہ عالم مثال - الخ

۶۳ - من یحکم و کم زیج ہم بسیارے
 از یج و کم از یج نیساید کالے

من بے سعادت بے دولت عمر ضائع کردہ را شرم می آید کہ نام عزیزان خود بر دم چہ جائے
 آنکہ ازیشاں سخن گوئم اما چوں بعضے از برادران مومن را باین حقیر حسن نظنے شدہ ازین ہمت کہ
 بزرگان را خدمت و ملازمت کردہ و زیارات مزارات کہ خانوادہ حضرت خواجگان قدس اللہ تعالیٰ
 سرّہ می فرمایند - غیر حق ہر ذرہ کان مقصود است
 تیج لا برکش کہ آن محبوب و تست

ہمگی ہمت براں دار کہ ترا یج بائیستے در دل غیر حق سبحانہ نباشد ہرچہ غیر حق سبحانہ در دل ترا بخود
 مشغول گرداند بہ لا الہ الا اللہ گفتن آن چیز را از دل خود دور کردہ چنان کن کہ آن چیز را دشمن خود
 دانی ہمیشہ از حق سبحانہ بہ نیاز آن خواهی کہ بغیر خود بہ یج چیز گرفتار نگرداند
 ترا یک حرف بس در ہر دو عالم
 کہ بر تابد ز جاننت بے حسداوم

پس اگر مبتدی خواهد کہ مشغول شود باید کہ اہل را کوتاہ گرداند و حصر کند حیات خود را بنفسیکہ
 وے در آن است و دریں نفسیکہ آخر انفاس خود دانستہ است بد کہ لا الہ الا اللہ باین طریق مشغول
 شود کہ در لا الہ ہرچہ غیر حق است از دل دور کند و در لا الہ اللہ حق عزوجل را بمجودوی و محبوبی ملاحظہ

کنند چنانچہ ہر باب سے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ گوید بدل گوید کہ نیست هیچ معبود سے مگر حق و چنان کند کہ هیچ ترک نہ کند ہمہ حال باین مشغول باشد قدم اول در توبہ نصوح است و اعتقاد درست بر طریقیہ اہلسنت و الجماعت و عمل بموجب کتاب و سنت و بازداشتن از ہر چیز شریعت ازاں نہی کردہ بعد از اقصاء بر ادائے فرائض و سنن و بعضے نوافل از شکر و ضو و اشراق و چاشت و نماز تہجد را مشغول شود چنانچہ مسطور است حضرت ایشاں می فرمودند کہ تا حق سبحانہ و تعالیٰ بر بندہ بصفت ارادہ تجلی نکند آن بندہ سلوک اہل اللہ نمی کند و مرید کسی نمی شود و در رسائل اہل اللہ ہمیں سخن است و چون ارادت از پیش حق سبحانہ و تعالیٰ باشد بس امر عظیم است و از ارواح طیّبہ این بزرگواران بہت و استقامت

طلب نماید بے عنایات حق و خاصان حق

گر ملک باشد سیاہ مستش ورق

و ادیم نشان ز گنج مقصود ترا

گر مانہ رسیدیم تو شاید برسی

کے مکتوبات
کے ترجمے میں
بہاوت
کا آخری حصہ
اور یہاں
ندرہ نمبر دیکر
والے میں درست معلوم
کیا گیا۔ مدد اللہ علیہ بالصواب

۶۴۔ حق سبحانہ و تعالیٰ عاقبت امور را در مرضیات خود فرو دآرد۔ آنکہ نسبت قرابت خود را ذکر نام و نشان مسطور نساختیم۔ اندیشہ جزاں نبود کہ طلب بہت اقرباً خصوصاً این نوع قرابت نزدیک خود است و نفس امارۃ مارا خوش نمی آید کہ تذلل طلب بکشد۔ کار را بہ خدا بگذرانیم کہ از پرودہ غیب چہ ظہور می کند۔ حق عزّ شانہ کافی مہمات است۔ علیہ توکلت والیہ ایندب۔

۶۵۔ در علو استعداد شیخ احمد سرہندی بہ کسے۔ شیخ احمد نام مردے است در سرہند کثیر العلم و قومی العمل۔ روزے چند فقیر با او نشست و برخواست کردہ عجائب بسیار از روزگار و اوقات او مشاہدہ کرد باں می ماند کہ چہ لے شود کہ عالم ہا از روشن گردند۔ بچہ اللہ احوال کاملہ او مرابقتین پیوستہ این شیخ مشارالہیہ بر اوران و اقربا وارد۔ ہمہ مردم صالح و از طبقہ علما چندے را و عاگو ملازمت کردہ از خواہ عالیہ والستہ استعداد ہائے عجب دارند۔ فرزندان آن شیخ کہ اطفال و اسرار الہی انبا بچہ شجرہ طیّبہ اند۔ البتہ اللہ نباتاً حسنّاً الغرض بہت کثرت عیال و علوف و بے معاشی تفرقہ در اوقات آن جماعت

شیخ کا نظریں
عزت مجدد
جمہا اللہ

است۔ اگر ازوجہ پہل یک ہر سال قدرے معین باں خانوادہ برسد چنانچہ کاتب قسمتے درمیاں ایشان قرار دہد۔ بغایت مستحسن است صورت خیر بسیار ہر چند کہ اندکے باشد رکن عظیم از خیرات خواهد بود۔
فقر اباب اللہ اندولہائے عجب دارند زیادہ جرات است۔

۴۴۔ حق سبحانہ و تعالیٰ بفضل خاص کہ دل بیار و دست بکار و اشتیاق است برساند ہر چند کہ درجات این دو گنجینہ بے شمار است و کمال آن متحقق شدن بس و شوار لیکن بقدر وسع و دست از ایشان باز و اشتیاق زیادتی ظاہر است بشرح کلمتین را علماء طریقت و شریعت متصدی شدہ و از عمدہ آن برآمدہ اند محمل بیان این کلمہ آخری کہ تعلق بشریعت دارد و مدار علیہا کلمہ اولی است و اصل ہمہ سعادت و ناگزیر تمام ارباب عقل است تکلیف ترویج عجز و لا یجوز نمودن و بطور آوردن آن نسبت بخود و بغیر خود حکمت و بصیرت قل ان کنتم تحببون اللہ فاتبعوننی یحببکم اللہ

وزحاشیہ کتابتے کہ یکے از یاران حاضر بجناب مخدومی میاں شیخ تاج الدین نوشتہ بودند این
سطور مرقوم قلم مشکین رقم کردند۔

۴۵۔ بہ شیخ تاج الدین۔ خاطر محباں و مخلصان نگران ملاقات فائز البرکات می باشد با حسن وجوہ
میسر گرد و کتابت علیحدہ کہ نوشتہ بواسطہ سستی و ضعف بود روزے چند عارضہ داشتہ منور بقایائے
آن ماندہ فریاد از گرفتاری خلق و غیرت حق سبحانہ و تعالیٰ صورت شفقتے از باطن بندہ ہائے خود ظاہر ساختہ
بحکم بندگی بار آن می باید کشید و بریں نشاء آنچه بریں کس است ہمیں است الشفقتہ علی خلق اللہ
والتعظیہ لامر اللہ زیادہ چہ نویسم۔

۴۸۔ سلام علیکم و علی من لدیکم۔ ویوانہائے این می گویند کہ دو سال دیگر خواہی ماند و
بعد از آن مختاری حکایت بسیار در سبب تعبیر استہام سابق می کند بالے ارادہ ما آن است کہ تاسی
ما توقف کنیم بعد از آن ہر چہ ظہور رسد۔

ع۔ تا در میاں خواستہ کرد و کار چسبیت

اما شام بعد از رمضان عبوری باین جانب بکنند و آن جوان بطیاره رانیز با خود بیازند و در اثنائے
سیر و طیر و از دل او خبر و آراء باشند مثلاً وقتیکه آن صورت را بر کرسی دیده بود بعد از شعور حال دل او بود
اولاً یقین بکدام صفت حق سبحانه پیدا شده بود از حاضری و ناظری و غیر سہا هم چنین در کشفے از احوال دے
شیرے بیابند انشاء اللہ تعالیٰ منتہی کرده و بیکر مستعدان راہ بہ ہر زہ از دست ندہند آن جوان انصاری را
نیایست گزاشت کہ او و لطفاً و قہراً و نگہداشت ادعی باید کوشید انشاء اللہ کجا خواهد رفت این زمان
فواطر متوجہ آمدن او بکنید۔

۱۳۴۔ بہ شیخ تاج الدین برادر ارشد شیخ تاج الدین دُعائے مخلصانہ و سلام مشتاقانہ قبول نموده طمعت
و متوجہ حال فروماندگان باو یہ تعلق و گرفتاری باشند۔

صد ملک دل بہ نیم نظری تو او خرید
خوبال و دین معاملہ تقصیری کنند

و السلام علی من اتبع الهدی عزیز من ہدایت مطلق در پر تو ما زاغ البصر و ما طغی
است کہ باطن سالک گرفتار ذات بحت باشند نشانش آنکہ باوجود در دوری جمیع مقامات و مشاہرت
و مراتب ظہور در نظر ہمیش حقیر نماید۔

رندی چہندند کس نداند چہندند

بر نیسہ و نقد ہر دو عالم خندند

صاحب این حالت بشرط گسستنش ازین حالت بر مقام بندگی رسیدہ منظر اسم الغنی شود
فقرش بہنایت رسد۔ الفقرا إذا تم هو اللہ۔ این است این معنی بے استغراق کشش الہی و در یافتن
آنکہ این کشش از دست باو و صور کائنات و اشباح عالم سرایش نیست یسیر نیست والدعا۔

بیکے مساوات عالی فطرت کہ از مقبولان ارشاد پناہ بود بواسطہ کثرت جاہ و دستگاہ در زمرہ

خادمان و خانقاہیوں داخل نشد اما از نشست و برخواست کہ اورا ایسہ شدہ بود و فائدہ ہائے عظیم
باور رسیدہ اگر خود ازاں وقوت چندان ندارد و بعضے ازین فوائد اگرچہ احتمال دارد کہ بواسطہ صحبت

پراگندہ برہم زندہ آواز بعض دیگر مستقیم باندہ عرض کہ باوجود گرفتاری دنیا مستحق نصیحت و مرحمت بود این رقعہ با نوشتہ بودند۔

۷۔ بہ یکے از مساوات حق سبحانہ و تعالیٰ بمیراث کامل بہرہ مند گرداند۔ میراث آنحضرت علیہ افضل الصلوٰت و اکمل التحیات علم و حال و مقام است اکتوں شمار است علم بیگانگی و حضور قدرت نامہ و کیل بندگان بودن و لطیف و رؤف نسبت بطبیعیان و قہار و جبار نسبت بحیوان و عاصیان و غفور و رحیم نسبت بشکستگان و نادمان و قدر خواہاں و علم بر انحصار سعادت و در طریق شریعت متابعت سنت و از احوال محبت خدا و رسول و متابعان و نیاز مندان و محبت آنچه مرضی خدا و رسول است از متابعت شریعت و تعظیم اہل او و از مقامات مقام رضا و وجود شفقت و ترویج شریعت لطفاً و قہراً بقدر وسع و امکان و آنچه از لوازم است عمل بمقتضائے من اتقانی ہمیشی اتیتہ ہر اولۃ علوم و احوال مقامات بے نہایت بیشتر گرد و انتشار اللہ العزیز۔

ایضاً بہ یکے از امراء عالیشان کہ بیکرت الطاف معفرت پناہی ارشاد و سنگاہی از صفت خود و بعض صفات دیگر بہرہ تمام یافتہ بود۔

۸۔ بہ یکے از امراء حق سبحانہ و تعالیٰ از عنایت بے علت خود نصیب کامل عطا کند۔ اصل ہمین است ہر گاہ و ریچہ عنایت فرو افتادہ مفتوح شود ہم سرش نگران عظمت ہم روش مصیقل محبت ہم دلش تسلیم احکام کتاب و سنت ہم تنفس در مقام استقامت قائم خواهد بود و مقصود آفرینش ہمین است باقی از معارف و کمالات اگر وہی ردے نماید کہ دریں اصول مغل نیفتد نور علی نور و الہباء ہنثورا۔ پس طلب بظہور غائت را بمقتضائے ان کنتہ تخبون اللہ فانبعونی بحبکم اللہ ناممکن است در مقام متابعت یہاں باید بود اگر بحسب بشریت نقصانے دریں سعادت پیدا شود ہمیشہ نیاز مند بودہ و ریوزہ از دلہامی باید کرد شاید کہ یک دعا دریں میان کار گرفتہ الحمد للہ والمنۃ کہ این طریقہ را نیک می درزند و بسے راز دلہائے سالم را نیک خواہ خود می گردانند اللہم زد و حال کاتب عظیم شوریہ و بے سر انجام است۔ سخنے کہ از تراوش کند بہ بیچ مصلحتے نمی شاید بمقتضائے علم خود کہ ایماں بر این وارد سخنے می نویسد چہ تو اں کرد و چون اشارتے بتحریر این نوع سخنان بود ناچار جرات نمود و الامی و اطم

کہ من کیائی این موعظہ ام مرامی باید کہ از ہر چہ گمان نیک و بد بر او بودہ ام توبہ کنم و ہمیشہ بکہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بر طبق عامہ مسلمانان تجدید ایمان خود می کنم تا نفس باختر رسد و از میں و امگاہ شیطان صورت ایماں بدر بوم فریاد کہ از صنعت جسمانی و بد فریانی نفس سرکش از عمدہ این کار ہم نمی تو اغم بر آمد تا عاقبت چہ شود۔ این قدر هست کہ کار بہ ارحم الراحمین است ع

کس با تو زیباں نہ کرد من جسم نہ کنم
الحمد لله اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً

۷۲۔ حق سبحانہ و تعالیٰ کار ہا چنانچہ باید سر انجام نماید

من از تو بیچ مراد سے دگر نمی خواہم

ہمیں دست در بکنی کہ خودم جدا نکنی

حاصل آنکہ دل با یار و تن و کار می باید بود و تصوف یکسو نگرستین و یکساں زیستن است

انشاء اللہ تعالیٰ توفیق کامل رفیق باد۔

ایضاً بہ امرائے مذکور قلبی یافتہ

۷۳۔ ایضاً بہ یکے از امرائے مذکور۔ حق سبحانہ و تعالیٰ محفوظ دار و ظاہر یکوم و باطن بنور دل شکستہ و

جان مشتاق عطا فرماید بالجملہ مجموع لطائف وجود را در صراط مستقیم بندگی ممکن دار و این گرفتار را در

سلک این آزادگان محشور گرداند۔ بمنہ و کرمہ۔

ایضاً بہمیں امرار سعادت یار نوشتہ شدہ بود۔

۷۴۔ ایضاً بہ یکے از امرائے مذکور۔ خدام ذوی احترام شیخ حیدر کہ عمر صرف خدمت در ویشاں و

مقتدایان طریقت کردہ و در طریقہ مشائخ ترک عظم شاہنم مجاز و متعین اند متوجہ زیارت حرمین شریفین

زادھا اللہ تعالیٰ کرامتہ گشتہ اند بہجت غربت و ناشناختن اوضاع این دیار و بعد موسم فی الجملہ تفکر و نامے

واردند چون بلجاریہ و مشفق فقرا و مضطربین بالفعل جز در گاہ نقابت و سیادت طہر اللہ تطہیرا نیست

رُو بآینجا آورده اند انشاء اللہ تعالیٰ پر وجہ احسن تلافی فرموده از انوارِ مکرمت مخطوط گردانند۔

۶۵۔ حق سبحانه و تعالیٰ بمنتهائے مطالب برساند ۷

یکے لحاظ از و دوری نشاید کہ از و دوری حسدِ بی با فرزاید
بهر مانیکه باشی با خدا باشش! کہ از نزدیک بودن هرگز آید

لا یتزال العبد یتقرب الی بالنوافل حتی احببته فاذا احببته کنت سمعه
و بصرة الی آخر الحدیث یعنی همیشه بنده بزوداید عبادات که غیر فرائض است بمن تقرب
میسوند و میخواند مرضی و قبول من شود تا آنکه بواسطه این سعی و کوشش من او را دوست دارم
چون بدوستیش برگزینم جذب عنایت من او را از ولستاند من عین قوی و جوارح او شوم بمن بنید
و بمن گیرد و بمن رود و الغرض حتی الامکان مراقب حق می باید بود او را اجل شانده حاضر و ناظر خود در جمیع
امور می باید دانست و در مجموع خیرات و میرات مقصود لغائے او و رضائے او می باید داشت تا بمنتهائے
عالی همتان رسیده شود۔ حق سبحانه و تعالیٰ آن عاجز فرودمانده را بر او ش برساند بالبسی و آله الامجاد۔

بشخصی از مخلصان نوشته بود۔

۶۶۔ به شخصی از مخلصان۔ وفقکم الله فیما یحببه و یرضاه محبوب و مرضی حضرت حق سبحانه و
تعالیٰ در کتب کارشناسان حقیقت بین مبین است۔ خلاصه تطبیق عقائد بعقائد سلف صالح مدو مت
عمل بروفق مذہب امامی از آئمہ حقہ است از فروغ و لوازم این سعادت محبت منتسبان حضرت
نبوی است از سادات و علمای دین و فقرائے صادق معرا از بدعت و الحاد قولاً و فعلاً و تحقیر مخالفان
و عقائد ایشان نمودن است و ہم چنین فروغ باں نور است دستگیری مظلومان و رفع حاجت محتاجان
و عفو مجرمان و مسأله و حساب زیر دستان مگر آنکه امرے از حقوق شرعیہ فوت شود آن قدر که ازین جمله
طیسه شود۔ سعادت است ترک بعض ترک کل نتوان کرد۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔

۶۷۔ حق سبحانه و تعالیٰ آن نخل سیادت و طهارت را از ثمرات اصلیه بر و مند گردانند بمنه و کرم ان

بدت عین من العکرم المحقت اللاحقین بالسابقین خداوند است آنچه خواهد کند بہترین
وسائل بایں سعادت نیاز و فروتنی و بجزئی بانیکاں بل عامہ اہل ایمان است نوشتن امثال این امور
صورت تحصیل حاصل دارد لیکن از عالم تذکیر امر سے بظہور می رسد۔

مستورہ کہ داعیہ طلب در باطنش پر تو انداختہ بود۔ چون شرف صحبت پیسرش نبود از عورات
مشغولہ مستفید نمی توانست شد چه این چنین عورات کہ لیاقت صحبت داشتند و فائدہ رسانیدن مستورات
در آنها پیدا شدہ بود و در آن شہر بیچ کیے نبودند از روستے شفقت این صحیفہ برائے مستورہ مذکور لطف فرمودند
۸۔ بہ مستورہ حق تعالیٰ و جل و علای توفیق کامل رفیق گرداند۔ سرمایہ سعادات متابع فرمان الہی و
پیروی سنت رسول او بودن است و خود را از ہر چه نباید کرد از غضب راندن و بدی مسلمانی اندیشیدن
و متاع بے مدار و نیوی نظر انداختن و خود را از سائر مخلوقات بزرگ دیدن و سفر آخرت را فراموش کردن
نگاہ داشتند است بعد از عزیمت تحصیل این صفات اگر قبول خداوندی در رسد کلمہ لا ایلہ الا اللہ محمد
رسول اللہ را آہستہ تکرار می کردہ باشند و در وقت تکرار بفرارغ خاطر عالم و عالمیان را از نظر اعتبار انداختن
شرط ظہور نتیجہ است حق سبحانہ و تعالیٰ در ہمہ حال ظاہر و باطن ہمیشہ ناظر است و طیفہ طالب صادق آنکہ
چشم از مخلوقات پوشیدہ ہمیشہ منظر نظر رحمتے باشد۔

یک چشم زدن غافل از آن ماہ نباشی

شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

باید کہ بدانی کہ اصل قرع دل لقمہ پاک حلال بقدر حاجت خوردن و ترک اختلاط بیہودہ گویاں و
دنیا طلبیاں کردن است اگر ہزار سال ذکر گوئی و لقمہ ات از وجہ حلال نباشد مقصودت جمال نخواہد نمود۔

صمت و بیوع و شہر و عزلت و ذکر بدوام

نا تمامان جہاں را بکن کار تمام

والسلام والاکرام

۹۔ سرمایہ ہمہ سعادت ہا محبت ذاتی حق سبحانہ است انشاء اللہ العزیز بوجہ اتم طیبتر گردوان

بدت عین من الکریم الحقت باللاحقین بالسابقین ۷

تو گو ما را براں در بار نیست

بر کر میاں کار ہا و شواری نیست

القصد ہمیشہ امیدوار و نگران می باید بود و هیچ کار سے رمانع این نگرانی نمی باید ساخت باحکامہ
عجم هیچ چیز سے نمی باید خورد۔ ہر زیانی کہ در ہر کار شود گوشو کفۃ اند جمعیت آن است کہ از ہمہ پیشا ہدہ
واحد پودازی در کلمات قدسیہ خواجہ پارسا است کہ جمعے گماں بر و نہ کہ جمعیت در جمع اسباب است اور
تفرقہ ابد ماندند و فرقتہ بقیں دانستند کہ جمعیت اسباب از اسباب تفرقہ است دست از ہمہ افشانند
خدا تعالیٰ بچہرمت محمد مصطفیٰ و منسبیاں آنحضرت علیہ و علی آلہ افضل الصلوٰت و اکمل التحیات این
گفتار را بحکماں این جمعیت برساند حقیقت ایمان کنندن و پیوستن است۔

مصرع ۷ یعنی از غیر کنی دل بخت اپیوندی

عاقبت کار با دوست ۷

گر بروی عذر پذیرست برند

ورنہ خود آئند و اسیرت برند

۸۰۔ حق سبحانہ و تعالیٰ باعلیٰ مرتبہ انقیاد و مشرف گردانند۔ عزیزے بیکے از دوستان خود
می گفت عوٰنی مشو ملا مشو این مشو آن مشو مسلمان شو تو فنی مسلما و المحقنی بالصالحین
الغرض گاہے بجمت حصول این مطلب برائے ما فاتحہ می خوانندہ باشید این را بترکلف حمل نہ کنند، کہ
مسلمانی کار بزرگ است۔ بی مومہبت الہیہ بدست نمی آید و اثرہ کسیہ ازاں عالی است حقیقت
تصووف نیز ہمیں مسلمان شدن است تصوف یکسو نگر نیستن و یکساں ز نیستن۔ والسلام علی
من اتبع الہدی۔

این رقعہ بیکے از درویشاں عہد نوشتہ شدہ۔

۸۱۔ بیکے از درویشاں عہد سبحان اللہ می دانم کہ چہ نویسم پایہ کمال آنحضرت ازاں رفیع تر است

کہ نظر و انش ہر سہ سہ رسمے ازاں دریا بد تا لخطہ بستانتش و بیان چگونگی آن وقت خود را معمور و دارو
 لا احصى ثنا علیک خود و بزبان حال در خلوت خانہ وجود خود با خود و استان زیبائی خود در میان داری
 بلے ترامی سزد کہ مستور قباب عزت را نظارہ کنی لا یجمل عطا یا ہم الا عطا یا ہم و اگر فضل
 ازاں کوتاہ نظر اں در میان آورده و خود را بقدر استعداد ایشان با ایشان نموده آن را نیز با تو نمی توانست
 شمر و در اظہار آن عاجز آندہ چارہ جز آن نمی بیند کہ بکلمہ جامعہ انت کما اثبتت علی نفسیک
 اکتفا نمایند چه آن نمودن کہ اظہار جمال خود کردن است حقیقت شمار است الحق این خوشتر چون تو
 راز سے راز کہ در خور شدت با خود داری مایز رازیکہ در خور ماست و در میان نمی آیم سے

ہر کہ رُو ہرنگ یا رُو خوش نیست

عشق رُو جز رنگ و بُوئے بیش نیست

بیہات چگونگی این امانتے است کہ از تو بار سیدہ این را نسیا منسیا ساخته و حق را پوشیدہ بداع
 ظومی و جہولی می باید مبتلا شد لا ایمان لمن لا امانۃ لہ لکہ راز نیجاست ما عرفناک حق معرفتک
 درین مستشہد جمع است زیبا تر آنکہ از رنگ کذب نیز مبر است سے

آزاکہ فنا شیوہ و فقر آئین است

نہ کشف و یقین نہ معرفت نہ دین است

اگر صاحب این مقام شمار شمار ازاں نسبت مائے و منے سلب نماید یعنی از ثنائے جمالی منسوب
 نیست عجبے نیست ہر چند کہ این کلمہ خیر از مقصود فی الجملہ بیگانگی و اثنت اما چون سر رشته سخن باں جا
 کشید و در تحقیق معنی حدیث دخلے و اثنت عنان قلم دست رفت اکنون وقت رجوع و بازگشت است

ع از ما ہمہ عجز و نیستی مطلوب است

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ وریں صحیفہ حدیث لا احصی
 ثنا علیک انت کما اثبتت علی نفسیک از راہ تاویل بہ پنج صورت بمبین گشت چنانچہ بہ تأمل
 شافی معلوم می گردد مجموعہ ہائے مکارم اخلاق مخدوم زاواہائے آفاق بندگی قبول نمایند ہاں سخن است

سہ زبان سیرت ہر کس ثنا گر است اورا

چہ احتیاج بداع دیگر است اورا

۸۲۔ بدانیکہ کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آدمی بود پاک زادترین آدمیاں بیچ خوانندہ بود و اہل آں ولایت کہ او در آنجا زائیدہ شدہ و کلاں شدہ نیز خوانندہ نبودند آسے پدران پیشین ایشان ہمہ چیز کہ آدمیاں رامی باید واناتر بودند و بہترین روئے زمین بودند اما رفتہ رفتہ علم در ایشان نماندہ بود ناگاہ خدائے تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم را بیا فرید و آشنائے خود کرد و خدا را چنانچہ بہ ازاں نتواند صورت بست شناخت و فرشتہ را فرستاد کہ با محمد بگو کہ صفات مرا باد میاں و جنیاں بگوید و از ہر چیز رضائے من در اں نسبت ایشان را منع کند و نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج و جنگ با کافراں با ایشان تعلیم کند اول فرشتہ انہا را چنانچہ خدا گفتہ بود و محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسانید بعد ازاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم بجا عتے کہ پدیدار پاک او مشرف بودند رسانید بایں تقریب خدا تعالیٰ کتابے کہ نام شریف او قرآن است بواسطہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بفرزندان آدم و بفرزندان جن فرستاد اکتوں بندہ مومن رامی باید کہ بدل یقین کند کہ ہر چیز در اں کتاب است و ہر چیز محمد کہ فرستادہ و برگزیدہ خدا است گفتہ است ہمہ راست است و بزباں نیز بگوید کہ خدایکے است و محمد فرستادہ برحق لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ چوں ایں قدر و نسبت می باید کہ از و انایاں تحقیق کند کہ ما را در اں کتاب چہ فرمودہ است چہ چیز می باید و سنت و چہ کاری باید کرد در اں کتاب فرمودہ کہ من زندہ ام کہ ہمیشہ بودہ ام و ہمیشہ خواہم بود و ہمہ چیز و انایم و ہر چیز قدرت دادم و ہر چیز خواہم می کنم و ہمہ چیز می شنووم و ہمہ چیز می بینم بہر کس از رگ گردن او نزدیک ام قہار و جبارم با وجود از ہمہ کس رحیم ترم و تمام عالم را آدم و پری و فرشتہ و زمین و آسمان و سنگ و چوب و ہر چیز در انہا است ہمہ را من ساختہ ام و می سازم ہر چیز پیدا می شود _____ من پیدا می کنم و ہر چیز نابود می شود من نابود می کنم لیکن رسیدن آتش را بہانہ ساختہ است تا در دنیا ہر کس او را بشناسد و کار او را نہ بنید بدانید کہ او یگانہ است در اں کار ہا بیچ شریک و وزیر و کارکن و یاری دہ ندارد و ہر چیز غیر اوست ہمہ را ساختہ و آفریدہ است و دیگر در اں کتاب فرمودہ کہ بندگی من بکنید و آں بندگی نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج و جنگ با کافراں است و دیگر حق خدا راں نگہدارید از ما در و پدید و غیرہ و بیچ کس ظلم نہ کنید علم ایں ہا بسیار است آہستہ آہستہ از و انایاں تحقیق کنید و دیگر بدانید کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خوش روتیں و خوش خلق ترین آدمیاں بود ذات او از ذاتہا پاک تر دل او از ہمہ دلہا روشن تر تمام اولیا رگدایاں در گاہ او شد ہر چیز در آدمی باشد ہمہ را از ہمہ کس بیشتر داشت و ہم چنین

لہ بدانیکہ کہ بعد کہ غالباً زائد ہے۔

خدا تعالیٰ ولی اور خانہ خود ساخته ہو و ہر چہ می گفت از خدای گفت و ہر چہ می دانست از خدای دانست
و ہر چہ می کرد بقدرت خدای کرد و الحال نیز ہم چنین است و تا خواهد بود ہم چنین خواهد بود۔ چنانچہ کسی را جن
می گیرد۔ درین وقت ہر چہ می گوید و ہر چہ می کند جن می کند این مثال بعینہ نیست این مثال از برائے آنست
کہ بدایت کہ قرب او بر ہیج قرب نمی ماند۔

بعد از آنکہ جناب مخدومی استاذی میاں شیخ احمد سرمندی بدرجہ کمال و تکمیل بلوغ نمودند و از بس دید
عظمت و بیہ نہایت حضرت مقصود و عرقدرہ و مزیا طلب کہ آنقدر نفس حضرت ارشاد پناہیہ خود را مبتدی می بیند
و نظر در حاصل خود نمی انداختند۔ مکاتبات بروش مذکورہ بخند و می مذکور شرف صدور می یافت و در علماء و ملا
بروق این مضمون ناطق بودند و کمالات جناب مشائرا الیہ را زیادہ از آنچه سلیقہ کاتب و قلم آرد از حضرت
ایشان شنودہ و در چین اوقات بہ این عنایت نامہ نوازش فرمودند۔

۸۳۔ بہ شیخ احمد سرمندی۔ حق سبحانہ و تعالیٰ باعلی مرتبہ کمال و اکمال برساندہ

وللارض من کاس الکرام تصیدک

تکلفے نیست آنچه حقیقت حال است نوشتہ می شود۔ پیر انصار قدس سرہ می فرمودند کہ من مرید
خرقانی ام لیکن اگر خرقانی درین وقت می بود با وجود پیریش مریدی من می کردہ ہر گاہ صفت آل بے صفات
این باشد گرفتاران آثار صفات چرا جان فدائے لوازم طلبگاری نکند و از ہر کجا بونے بمشام ایشان برسد
در پے آل نہ روند۔ اکنون توقف و اہمال مانہ از استغناء و بے نیازی است موقوف اشارت است۔

چوں طمع نخواہد ز من سلطان دین

خاک بر فرق قناعت بعد ازین

بارے نسخہ حال و ادواہ ما این است خدا بر آنچه می باید مہتمم گزواند و از عجب و پندار مخلص بخشند۔
یقینہ المقصود جناب سیاوت مآب امیر صالح سلمہ اللہ اظہار طلب نمودند۔ چون وقت فقیر مقتضی آل بنود
تفصیح اوقات ایشان و ادن از مسلمانان نہ نمود لاجرم بصحبت شما فرستادہ شد انشاء اللہ بقدر استعداد ہر مہتمم
گردند و توجہ لطف کامل بیابند۔ والدعا

بعد از ترک مشیخت و شروع در مزید انزوائے سوائے چند نفر مخصوص ہمہ حاضران را
 در اول فرموده بودند کہ بخدمت استادی میاں شیخ احمد سلمہ اللہ بروند۔ چوں گسیختن این چنین
 مخلصان بیک بارگی ازین درگاہ بغایت امر و شوار بو و طول شدند۔ آخر جمیع را با لطافت و ترغیب
 راضی کرده فرستادند و آنها کہ بے رضا بمحض امر عالی می رفتند منع کردند و دران وقت این
 عنایت نامہ نوشته شدہ بود۔

۸۴۔ بہ شیخ احمد سرہندی۔ حق سبحانہ و تعالیٰ بکمال صفایر رساند۔ جمیع از دوستان کہ گرفتار
 باد وجود ما بودند۔ چوں ما در مضیق و ماہیت الالہ مقام معلوم و در بند مصلحت و فکر و عقل ما
 اقتضائے آن کرد کہ درین برشکال از مقابلہ این بو قلمونی دور افتادہ و در تحت اشعہ آفتاب
 شہو و زندگانی مانند انشاء اللہ العزیز بر نیکی و پاکی آخر رسد فواند جماعت و صحبت محقق است
 و روشن چہ حاجت اظہار

ماگہ فتاریم بر مانا و کب بیدار دین

سنبل و گل بر کنار مردم آزاد دین

استغفر اللہ من جمیع ما کرہ اللہ۔ دیگر ویری است کہ از احوال
 شریف خود چیزے رفتے فرمودہ اند انشاء اللہ العزیز خیر مانع باشد بعد از برشکال اگر راہ
 استخارہ باشد خواهد آمد والا فلا لیکن آنچه در استخارہ ظاہر شود بمانویسند اگر تعبیر خود نیز
 نویسند نور علی نور۔ والدعا

۸۵۔ اللہ تعالیٰ فقرا و مساکین و در مانده را از برکات برگزیدگان بدرمانے برساند۔
 مدتے است کہ نیازے بدرگاہ ولایت عرض نکردہ ایم آریے این پاک کلمہ را قاصدان
 صادق عامل می توانند شد سجد اللہ این قسم خود صورت می بندد۔ دیگر چہ نویسیم سخن در ویشال
 بحضرت شما نوشتن بغایت بیشتری است و حکایت اوضاع صور یہ بسیار بے جا الغرض
 ما را حد خود می باید و التبت و از فضول احترام می باید کرد۔

در ایامیکہ ترک مشیخت فرمودہ اند۔ انزوا و تنہائی یا زیادتی می پذیرفت نیز بایاں
مشالیت ہا و تعظیم ہا بروش سابق می نمودند از خانہ باہل مسجد و ترک تعظیم ہائے مریدانہ
این رقعہ را نوشتہ بمسجد فرستادند۔

۸۶۔ بہ اہل مسجد۔ معروض مخاومیم می گرداند کہ روزے چند مصلحت خود در آن می بیند
کہ بمقتضائے کلمہ قدسیہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی کہ در شیخے را بر بند و در بار می
را بکشائے حمل نمودہ آید اکنون التماس آن است کہ ہم چنان کہ کرم نمودہ مشالیت
را ترک نمودہ اند تو اضع و تعظیم را در مسجد نیز ترک نمایند در نشست و برخاست و
آمد و شد مسجد ہماں معاملہ کہ برزا حسام الدین و خدمت مولینا یوسف و امثال ایشان
می نمایند بقیصر نیز نمایند خود و بزرگ از ولہ تا میاں شیخ الہدا و بریں عمل نمایند انشاء اللہ
مثاب شوند۔

والسلام علی من اتبع الہدی

مستعدے روزے چند گاہ گاہ بدیں آستان آمد و شدے می کرد و بواسطہ کسی
اختلاط بخادمان این در گاہ و مصاحبان قاصر ہمت و کثرت اُمید و اراں و فرزندان نتوانست
کہ تحمل فقر نماید و صلاح در سعی معیشت او ہم ندیدند اصطراراً رخصتے گرفتہ برائے کسب
معیشت رفتہ بود عزیزے از علما کہ از راہ معنی بہرہ ہا وارند۔ چون بمستعد مذکور قرابتے
داشتند کہ مشاراً الیہ ازاں سفر مراجعت نمودہ بکسب کمال اشتغال نماید بعرض رسانیدند
کہ در ترغیب آمدن او چیزے قلمے فرمایند بواسطہ رعایت خاطر آن عزیز کتابتے کہ مشاراً الیہ
بمستعد مسطور نوشتہ بود طلب داشتہ در ظہر آن این چند سطر را نوشتند۔

۸۷۔ بہ مستعدی۔ اللہ ولی الذین آمنوا یخرجہم من الظلمت الی النور
ہرچہ نوشتنی بود در صحیفہ بندگان مخدومی مندرج است زیادہ چہ نویسم بارے فرصت
قوت بلکہ وقت و نفس را غنیمت شمرودہ بمقتضائے آن زندگی می باید کرد۔ در بیخ کہ این عاجز
گرفتار را قوت کار نماندہ و اگر نہ بتوفیق اللہ تعالیٰ وریں و در روزہ عمر دیوانہ وار ماتم بازماندگی

خوومی داشت و در جستجوی کیمیائے مقصود تنگ و دوتے می نمود و زندگانی فدلے این راہ
می کرد۔ حق تعالیٰ وریں افتادگی نیز در دے و آشوبے کرامت فرماید کہ کار و جہاں خود را
در قبضہ اقتدار نہادہ از مجموع گرفتاری ہا فراغے بیایم آئین یارب العالمین۔ امید ازاں
بر اور آن است کہ روتے بر خاک بہ نہند و برائے حصول این آرزوئے فقیر از خدا بخواہند کہ
دعاء الغائب للغائب اسرع رجابة آمده واللہ اعلم۔

۱۲۵

رسائل

در بیان حقیقت نماز

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بدان اَفَنَّاكَ اللهُ تَعَالَى وَاَبْتَاكَ بِهِ

کہ نماز را حقیقت است و صورت است و ظهور حقیقت او موقوف است بمشرف
شدن بہوت خستباری و طلوع این شرف از راه سلوک بنی برودہ اصل است اول توبہ دوم
دھد سوم توکل چہارم قناعت پنجم عزت ششم ذکر ہفتم توجہ ہشتم صبر نہم مراقبہ
دہم رضا و طالب صلوات حقیقی اگر مستعد نزول جذب الہی باشد و قابلیت تقدم جذبہ بر سلوک
داشتہ باشد وظیفہ او آنکہ بعد از طہارت باطن بتوبہ نصوح و حسالی کردن دل از آرزو
ہائے نفسانی و روحانی کہ مقرر ہر است و توجہ بحضرت حق سبحانہ نماید توجہ بحمل ہیولانی الوصف
پاک از اعتقادات مستحسن و مستنکر و کلمہ اتی و جهت و جہی للذی فطر السموات والارض حنیفاً
را شعار باطن خود زوہد بیکن کہ کشش غیبی در رسد و او را از وبتاند و معنی و ما انامن
المشركین بے ادور و جلوہ کہ شود چیل او را باز باد بد بندہ تعطش زیادہ شود و تعلقش قوت
گیرد و حقیقت مراقبہ کہ آثار حاصل مقصود است بطور آید طہارتش را صغائے دیگر پیدا
شود پر توجہ ذاتی بزبان حال یا او بے علتی بے نیازے مطلب را در میان نہد معنی توکل را
کہ بیرون آمدن از رویت اسباب است در یابد اگر لطف حق بد نماید پسند کہ توجہ نیز از و
است خود را از این صفت خالی شناسد اللہ اکبر من ان یتوجہ الیہ این جا
رو نماید این زمان توجہ دیگر پیش آید و ما انامن المشركین را بزبان دیگر بخواند
حواس و قوایش بتمام از عمل معزول شود بصفت عزت متحقق شود و بوارثت قبول خطاب
فتہجلاً بنافلہ لک پیدا کند از عمدہ امر واذکر ہر یک اذا نسیت برآید تنزہ بہ حق

لہ الیہ میرے فخر میں بھی یہ لفظ الیہ لکھا جاتا ہے لیکن از روئے عربیت درست نہیں بلکہ یوں ہونا چاہیے :
اللہ اکبر من ان یتوجہ الی غیرہ (ترجمہ : اللہ بہت بڑا ہے اس سے کہ توجہ اس
کے غیر کی طرف کی جائے)۔

کند و سبحانک اللهم و مجدک گفتن گیرد قدم در مقام توحید و اتحاد بند ازین جا بآن ترقی کند کہ کل کائنات را مُضمحل و نابیزاید کلمہ لا الہ غیرک سر از نقاب نواری برآرد این جا خلاصہ قناعت در معیت نام نیستی اش بیفکنند۔ باز تواند بود کہ وا ذکر ربّیک اذا نسیت لباس دیگر پوشیده کار فرمائے او شود خود را بعد قرار داده بمشقت علم صبر نماید در این موطن حکمت ارسال رسل و نتائج تکلیف پرورش سازند نحو نمودہ بے تکلف شروع بقراءت نماز کند فتح و بگزش او دهد و بصراط مستر شود و بسعادت رضی اللہ عنہم و رضوانا برسد چون در این معیت متمکن شود ہمہ فی صلواتہم دائمون وصف حال او شود این است صلوٰۃ حقیقی۔ اگر کند ذات بر او تجلی کند خواه درین منزلت خواہ پیش ازین در منزل فنا حقیقی باطنش از مجموع امور سر و شود در دنیا یافت گریبان گیر جانفش شود معنی اثنہای عدما لا عود لہ و نشینش گردد۔

رباعی ۵

جانا بستمار خانہ زندے چندند بامروم کم عیار کم پیوندند
زندے چندند کس نداند چندند بر نسید و نقد ہر دو عالم خندند
تواند بود کہ فقرش بہ نہایت رسد و منظر اسم الغنی شود ہنوز درد مند باشد این درد
است کہ مقصود آفرینش است عبادت رُوحیہ ہمیں درد است ۵

۱۔ درد تو تا بد دلم را درد تو لیک نے درد خود من درد خود تو
۲۔ درد چند آنے کہ مہیدانی فرست تا تو انم آنچه بتوانم فرست
۳۔ ذرہ درد از ہمہ آفتاب بہ ذرہ درد از ہمہ عشاق بہ

خدمت مولانا قاضی در کتاب سلسلۃ العارفین از حضرت قطب المحققین غوث الاسلام و المسلمین خواجہ احمد رنقل کردہ اند کہ ایشان می فرمودند کہ از خدمت مولانا جلال الدین رومی پرسید کہ عقل چیست فرمودند کہ عقل آنست کہ بہ بیچ چیز آرام نیگیرد جز حق سبحانہ و حق آنست کہ بہ بیچ وجہ مدرک نشود و ہم چنین رستم این حروف از جناب ارشاد تآب مولانا خاجگی انگلی و تدریس اللہ سرہ استماع دارد کہ از والد بزرگوار خود و ایضاً بیک واسطہ از مولانا اسماعیل

شیردانی نقل می کردند که تجلی در ذات بخت نمی باشد

دوره بیتان پارگاہ است

بیش ازین پی نبرده اند که هست

بلکه اتفاق محققین است که ذات مطلق محاط علم نمی شود و سواض اضیف الی الخلق
اولی الحق را بگوید که محاط علم ناشدن بنفنی معلومیت نمی رساند چه حقیقت علم
احاطه است جناب ولایت آاب شیخ الله بخش علیه الرحمۃ که مرید مجوس حق و مجذوب و چه
مطلق میر سید علی قوام جوپوری بودند بر مشرب تفرید و گزشتگی نام بودند و نهایت بهمین را می
دانستند الحق این چنین است این معنی اثر گرفتاری بذات بحث است و حقیقت کلمه
لا اله الا الله حضرت خواجہ محمد پارساتس سره در رساله قدسیہ از خواجہ بزرگ نقل
می کنند که می فرمودند در بدانت جذبہ ہر گاہ توجہ بہ روحانیت او بیس قرنی رضی اللہ عنہ
کرده می شود اثر آن توجہ بہ تعلقی نام از علائی صورتی و معنوی بود۔ و ایضاً در ہماں رسالہ
از حضرت خواجہ نقل می کنند کہ ہر چه دیدہ شد دانستہ شد ہمہ غیر است نفی مقصود نیست
مقصود ذات بحث است او در علم نمی آید

بیت کس را از حقیقت آگہی جملہ می سپرد با دست شنی

پس خلاصی گرفتار ال جز بان نیست کہ بحسب انقاس بنفنی وجود و لوازم او توجہ
شده معنی الفکر لا یحتاج مرصہ را نازہ سازند صفت گرفتاری و غیر آن را با اصل
حواکہ کنند سبحان اللہ از غرض و در افتادیم غرض بیان حقیقت صلوٰۃ و صورت صلوٰۃ اکنون
بر سر مقصود بیائیم چون بیان صلوٰۃ حقیقی نمودیم شروع در صلوٰۃ نمودی نایم۔

صورت نماز

لیس کہ مثلاً وهو السميع البصير۔ تحقیق این معنی نہ در خورد جوصلہ
تشت ترا این بسکہ بدان کہ حضرت حق جل شانہ بے چوں و بے چگونه ایست کہ بہ اوج و جہ
در احاطہ ادراک نمی آید لامین نراک الا بصیرا ما باین نیز مجید ہر ذرہ است و ہمہ ذرات

عالم آئینہ صفات روئیند ہر کجا۔ علیست علم اوست و ہر کجا قدرتے است قدرت
 او علی بن ابی القیاس ہمہ صفات روئند کہ از پرده مخلوقات ظہور کردہ اند بل ہمہ اوست مخلوقات
 نمودی اند بے بود چنانچہ در آئینہ می نماید لیکن آئینہ ہم چنان صاف و پاک از صورت صورت
 نہ در روئے آئینہ است نہ در دون او نمودی است بے بود۔ چوں معنی را در یافتی بر تو یاد کہ
 مراقب حق باشی و حق را حاضر و ناظر خود تصور نمائی بلکہ چنان دانی کہ ہر چہ در تو است از علم و قدرت
 و سایر صفات ہمہ از حق است و تو ہم چنان عالی۔ بے حاصل۔ بل تو بیچ نہ نمودی بے بود
 در خارج ہماں حق است و بس لبس فی الدار مغیرہ دیار۔ وہم چنان بر صرافت
 بگمانگی خود و منزہ از انکہ جسم و جسمانی و جوہر و عرض باشند و موجود و غیر او موجودی نہ لا الہ
 الا اللہ محمد رسول اللہ۔ محمد علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات کہ فرستادہ اسم جامع اللہ است
 و بحسب حقیقت علیہ او با او کتاب جامع ہمراہ ہماں آئینہ صاف است کہ بجمت ظہور
 با حسن صورت و تقلید با حکام و آثار آل صورت جامع در کسوت بشریت در آمد و اسم محمدیہ گرفت
 پس بر تو یاد کہ حفظ مراتب کنی و اسم مرتبہ را بر مرتبہ دیگر اطلاق نکنی و احکام شریعت را
 نیک نگہداری و سعادت تجز در متابعت شریعت ندانی۔

حال است سعیدی کہ راہ صفی
 تو اں رفت جز در سبب صفی

صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم۔

مختصر بیان توحید

کان اللہ ولم یکن معہ شیء کلامے است از مشکوٰۃ نبوت علی صاحبہما
 من الصلوٰۃ افضلها بظہور رسیدہ و الان کما کان کہ باقیاس از انوار آل مشکوٰۃ بزبان
 بعضی از اکابر صوفیہ جریبان یافته لحنی است بآں۔ چوں دیدہ می شود کہ اکثر متصوفہ این بیار
 مدار این سخن را بر توحید می نهند بے آنکہ از حقیقت العالم لم یظہر قط بے خبر
 باشند اعادنا اللہ و جمیع المسلمین من بشر ذلک الاحتیاط و الاحتیاط

بخاطر چنان آمد کہ کلہ چپند در بیان حقیقت آن علی سبیل الاجمال بنویسد۔ بدانکہ کان اللہ
ولم یکن معہ شیء اشارہ بہ مرتبہ اطلاق است و تقدیم آن بر سایر مراتب تقدم
است ذاتی۔ چہ نزد عظمت کشف مقرر گشته ارواح کمال و تقدیم است الآن کہا
کان عبارت است از آنکہ او ہم چنان بر صرافت اطلاق خود است ظهور مفیدات جلوه
اطلاق نا پرندہ انداختہ۔ در آن حضرت ازل وابد ظاہر و باطن در یک نقطہ جمع است چوں
ذرات عالم حی زمان متعارف ہوہوم الاتصال بجز و ظهور بعد م می روند و قہرمان وحدت حقیقی
بظہور می رسد پس در میان ہر دو آن در بابے لا تناسبی اطلاق نبیا است کہ از کوتاہی ظہور تنقیہات
نسبت باین ہمہ اطلاقات بے انتہا نزدیک است کہ نظر عارف کل شیء ہا لک الا وجہتہ
را شمر بیند و آنکہ می گویند حفظ ما بین النفسین و نفس رحمانی است و لہذا گفتند نسبت
بعارف اصلاح بین از حفظ ما بین النفسین بہتر و الاعارف را چہ احتیاج است بحفظ ما
بین النفسین او از و منفک نیست چہ در اصلاح بین و چہ در غیر آن گویم الآن کہا کان
عبارت است از آنکہ اشیا نمودی است بے بود۔ پوئے از وجود خارجی بمشام او نہ رسید
ہم چنان در علم آرمیدہ یا گوئیم اللہ تعالیٰ اعلم کان اللہ بعد از ظہور وقتے بودہ باشد کہ طارح
اللہ الآن آن است و الآن کہا کان نیز ہم چنان با آنکہ الآن کہا کان
باین معنی صحیح است و اگر چہ کان اللہ بمعنی اول باشد یعنی در نظر شہود من ہم چنان بود۔
تبعاً علی

من پیچم و کم ز پیچ ہم بسیارے
از پیچ کم از پیچ نیاید کالے
ہر سرکہ اسرار حقیقت گوئیم
زانم نبود بہرہ بجز گفتارے
آینچہ تو کشتی آب وہ و آینچہ عبد اللہ فرا آب وہ۔

معنی لعود

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم یعنی پناہ می گیرم بچند از شر شیطان راندہ
شده استعاذہ پیش از قرات قرآن چہ در نماز و چہ در غیر آن بر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ

علیہ وسلم فرض کرده بر امت متابعت او سنت شده شک نیست که آنحضرت علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات در وقت تکلم به کلمه تعوذ با علی مرتبه معنی آن متحقق بوده اند پس طریق متابعت آن است که بجز و گفتن این کلمه اکتفا نہ نمایند و بحسب باطن خود را عاجز محض شناخته و دفع و سانس شیطانیه التجابعا در مطلق بیارند تا قرأت کلام او خالی از کدورت اندیشہائی بر آگنده شیطانیه دست دهند۔

عنفی نماند که این قسم تعوذ از مقوله توکل است یعنی خداست که سبب و کیل خود را خداوند و قدرت روی اندود خود را بگوشه گذاشتن این توکل از فرغ ایمان است چه هر که ایمان آورد و آنکه آفریدگار جز و کل الهی است و انست آن را که بر فعلی و صفتی که از او از غیر او بظهور می آید به محض قدرت آفریدگار است و حدیث لا شریکة لہ الا انکم در خزینہ استی او امری موجود است یا البتہ موجود خواهد شد که بآن دفع ضررے یا جلب منفعتی نماید۔

حضرت حق سبحانه بعد از آنکه پیغمبر خود را امر بتعوذ کرده می گوید انہ لیس له سلطان علی الذین امنوا و علی ربهم یتوکلون یعنی پناه بخدا بگیر از شر شیطان رحیم که بنیت تصرف و سلطنت شیطان را بر آنها که ایمان آورده اند و بمقتضای ایمان پروردگار خود را و کیل خود را خدا کرده اند اینک شاهد صادق بر آنچه بیان نمودیم انشاء اللہ العزیز بارانیز نصبی کامل ازین برسد۔

فصل در کلمات قدسیہ احرار یہ نوشته اند که هر ضعیفی را که با دشمن قوی کار افتد چون بصدق و یقین نام از حمل و قوه خود پیروی آید بر آئینه بحول و قوتی از پیش گاه مویذ شود که بآن حمل و قوه بر اعدا دین و ملت غلبه تواند کرد و خدمت مولانا محمد قاضی که از خلص اصحاب آنجناب بوده اند نوشته اند که ایشان هر گاه در همه باهل زمان خود از سلاطین و حکام چیزے می نوشتند ساعتی سکوت فرموده معطل می ماندند و بعد از آن شروع در کتابت می نمودند و سر سکوت و تعطیل را هم خود می فرمودند که ساعتی خود را از خود خالی ساخته در مقابلہ کبریاے الهی می سپارم بعد از آن می بینم که قلم از جاسے و یکبارگی می شود من قطعاً در میان نیستم مقصود از ذکر این سخن آنکه اگر هنگام تعوذ وارد اول تلاوت بحقیقت ایمانی که صورتش این قسم تعوذ شده کمال متحقق شود بقرب ذرائع مشرف خواهد

شد چنانچه فاجره حتی یسمع کلام اللہ را اکابر تحقیق در این معنی تمام داشتند در آن
وقت زبان قاری حکم شجره موسی علیہ السلام خواہر داشتند۔ بیت ۷

بے شک آن آواز ہم از سینه بود

گرچه از حلقوم غیب شد بود

و کلام امام حقیق جعفر صادق علیہ التخیید کہ فرمودہ اتی اکوم آیتہ حتی اسمع

من املتکم را شیخ اشیرخ شہاب الحق والہدین علیہ الرحمہ ہم ازین مقام داشتند۔ ابیات ۷

چوں پری غالب شود بر آدمی

گم شود از مرد و صفت مرد می

ہر چه گوید آن پری گفتمہ بود

زین سرور زان سرے گفتمہ بود

چوں پری را این دم و قانون بود

کردگار آن پری خود چوں بود

رشمہ = حقیقت مراقبہ انتظار است و صدائے انتظار در طلب مقصود است و در حالتی کہ

طالب از حمل و قوۃ خود بیرون آمدہ باشد و مشتاقی لقاے مقصود و مستغرق بجز ہوائے او باشد

حل ذکرہ۔ دید حمل و قوت اختیار کوشش است و انتظار آستانہ کشش۔ این قسم مراقبہ

جز متنی و قریب الانتہار است نمی دہد۔ لہذا ابوالجناہ نجم الدین کبریٰ قدس سرہ در بیان ہ

اصل کہ مدار سورت بالاسلادۃ بر آن داشتند این مراقبہ را اصل ششم ساختند۔ لیکن ہندی عاشق را

تقلید متنتی می باید کرد و خود را از حمل و قوۃ خود بر آوردہ انتظار محض می باید بود اما سائر مراقبات

کہ مطلوب را متقید شکل و مثال و علم و خیال کردہ در عرصہ تعقل آرند فرو این است و معلول ۷

ہر چه پیش تو پیش از آن رہ نیست غایت فہم نسبت اللہ نیست

لا و ہوزان سرائے روز بہی

بازگشتہ حبیب و کبیرہ تھی

حضرت سبحانہ و تعالیٰ پیغمبر خود را صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ کہ فاذا قرأت القرآن

فاستعذ بالله من الشيطان الرجيم غفنی نیست کہ این امر ففرد الی اللہ و تقرب الیہ
 است چہ استعاذہ التجا بکسے بدن و در جوار اور فتن است۔ پس سنی متابع را سزاوار است
 کہ بعد از دید عجز خود در پناہ حق بگریزد و حق را در دفع و سادس بوکالت اخذ کند یعنی بہ تمام مستعزق
 انوار او شود و در ادائے کلمات و تدبر معانی او توجہ را پراگندہ نکند کہ او حافظ و وکیل است چنانچہ
 می باید بطور می آرد۔ حضرت امام نہام حسن ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما می فرمودند حق سبحانہ تعالیٰ
 و مثل را یعنی خاطر غیر را ہنگام نماز در مایا فریدہ انہا یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل
 البیت و یطہرکم تطہیرا و رفقرات احرار یہ مسطور است کہ نسبت ما بحقیقت نسبت اہل
 بیت است و از آنچه ایشان نسبت خود را شرح داده اند روشن می شود کہ معنی سخن حضرت امام
 آنست کہ ہنگام نماز در سرمانشانی از ملک و ملکوت نیست نہ آنکہ ایماں ہستند لیکن لباس
 غیرت از برکشیدہ اند چنانچہ اکابر فرمودہ اند کہ در قرب نوافل جہت خلقیت مغلوب جہت
 حقیقت است ۔

چوں تو سازی ہمہ اہل و نافلہا

بہ پار قبول قافلہا

بر قرائے تو وحدت اطلاق

غالب آید نسبت بر استحقاق

در قرب نوافل یا با وجود لباس نسبت غیرت از ایشان بر افتادہ چنانچہ در باب توحید صوری
 رامی باشد۔ ہذاں ایسا کہ اللہ بنور القدس کہ این قسم تعوذ غفنی را دست می دهد و نزدیک
 باین کسے را کہ نہائشش در بدایت مندرج باشد لیکن جامعے را کہ بہ یقین ایمانی مشرف اند تر
 انجیر احسان رامی باید از دست نہ ہند الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ
 پس در اثنا ملاوت چنان بیندیشند کہ او ایشان رامی بیند و این عمل را در حضور او می کنند۔
 تنبیہ بعض از عرفا فرمودہ اند کہ انسان مرکب است از روح و سبک محسوس و المر بہ استعاذہ
 مرجوع را است۔ آنچه نصیب روح بود خود از کلمات سابقہ معلوم شد۔ نصیب بدن آن
 است کہ از مظاہر اسم لمضیل چوں رقاہد و پاکل و ملائیس منہبہ و سائر اوضاع مکرر و حد اجتناب نماید

وردئے توجہ بظاہر اسم الہادی بیاروا از جالسان موافق و اوصاف مشذوہ مسنونہ۔ و نصیب
 زبان تکلم باں کلمہ است لیکن اگر استفادہ کاملہ بدست نیاید اذال بہ تمام نہ باید محروم شد
 اگر در عمل جمعے منحرف باشند ہمہ را منحرف نیاید گذاشت۔

اللهم ارزقنا العمل بما فيه والسلام على من التبع الهدى

معنی بسم اللہ و سورہ فاتحہ

بسم کہ در اوائل سورت پیش علماً حنفیہ بجمت فتوح قرأت است نہ داخل قرأت
 و اگرچہ بقول اصح داخل قرآن است پس قاری در خواندن بسم اللہ این ارادہ می کند می فتوح
 قرأت خود بنام اللہ الرحمن الرحیم می کنم اسم مبارک اللہ را در حرف طائغہ صوفیہ فتوح اللہ
 فعلی ارواحم سے اطلاق است یکے ذات احدیت و دیگر ذات متعبد بمرتبہ الوہیت دیگر
 احدیت جمع مطلق لیکن مناسب حال کاتب سماع مرتبہ دوم است کہ قبلہ توجہ سالکان و آرام
 گاہ مشتاقان و رب عالمیان و مالک یوم الدین است۔

مرتبہ اول از عبارات و اشارت مندرجہ است۔ مرتبہ سوم واسطہ گمراہی بسیار اں
 توقف و تعطیل سائر اں و مزکہ پاگان است اکنون شرح ہاں مرتبہ دوم کہ معشوق عالی ہمتاں
 پاک نظر است۔ بنام۔ اللہ اسم ذاتی است مستجمع جمیع صفات کمال آپنجناں ذاتی کہ او بود
 با صفات کاملہ خود و عالم نبود و اکنون کہ عالم از عرصہ عدم بہ تنگنائے خیال آمدہ او ہم چہستان
 برقرار خود است پیش گاہ بقا و ثبات او است و دیگر اں در معرض فناء مات جل من لا الہ
 الا هو لا تفعل کیف هو لا ما هو اگر نہ ذاتش پرسی لا تفکر وافی ذاتہ و اگر
 از صفاتش پرسی شد آن مجید علو ما یفہم منہ اهل اللسان من العلماء السنۃ
 مبین ان لیس کمثلہ شیء و هو السميع البصیر اگر ظاہر است او است چہ در ظهور لفظ
 و اثر است و فعل و اثر از و۔ و اگر باطن است ہم او است ویدہ سد کہ محرم حریم شہود است
 در مطالعہ کمال او خیرہ است و چشم سر کہ رئیس کارخانہ نمود است در مشاہدہ جمال او تیرہ او است
 کہ اقرب من حبل الومید است و او است کہ فعال لما یرید است مرحمان

اسم ذات است بہ اعتبار افاضہ وجود مرحقاتی ممکنات را این اسم خاص واجب است دیگر
افاضہ وجود بیشتر نتواند کرد و ہر چند کہ رخصتش عام است۔ رحیم اسم ذات اسب باعتبار افاضہ
سائر نعم تابعہ مر وجود را این اسم عام است چہ دیگرے نیز بتوفیق حق بعضے انعامات می تواند کرد
لیکن معنی اش عام نیست چہ ہمہ موجودات در ہمہ وقت منعم علیہ نیستند الحمد للہ باتفاق
علمائے معنی آن است کہ ہر چہ از جنس ستائش و ثنا است مختص باللہ است۔ مقصود ازین اظہار
جمال حق است نہ اخبار باین علم و لہذا نفس الحمد للہ نیز ستائش است علمائے اہل سنت
می گویند کہ عالم با جمیع ذوات و صفات و افعالش در عرصہ وجود نسبت بخلاق عالم چوں
نقوش است در صفحہ کاغذ نسبت بہ نقاشی اگر جزوے از نقش نیک نماید و یکے آن را ستائش
کنند بے تکلف ستائش نقاش است اگر گفته شود کہ این سخن منجر بجزی شود می گوئیم کہ اہل سنت
در آدمیاں صفت اختیار را بے آنکہ اثرے براں مرتب شود مخلوق می گویند و باین قدر از
جبر یہ ابتیازے یابند۔ اہل تحقیق از اولیائے مکاشف بر صحت این معنی مجتہد اللہم ثبتنا
على القول الثابت۔

وصل صوفیہ موصوفت سے اللہ تعالیٰ ارادہ ہم کہ از خواص اہل سنت اند با وجود علم
اقل و تحقیق این می گویند کہ نقوش صورت کونید کہ بقدرت کاملہ حق سبحانہ و تعالیٰ در عرصہ
نمود آمدہ اند از تجلیات اسم بزرگوار آن ظاہر اند و حق سبحانہ بحسب صفات و شیون خود در
کسوت این با ظہور نمودہ بل ہر دو بیک ظہور ظاہر گشتہ اند و لہذا صاحب فتوحات مکیہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ می گوید۔ سبحان من اظہر الاشیاء و هو عینا ای فی الظہور
چہ خفاتی عالم من ظاہر صفات و شیون اند فی العلم۔ پس اگر اللہ ذات احدیت بخواص
جمیع محامد از وجہ دیگر نیز راجع باومی شود این علم بغایت غامض است ہر چند محمل تر۔ بہتر
رب العالمین پرورندہ عالمیاں است ذکر این صفت درین مقام از برائے تحقیق مختصاً
جمیع محامد باللہ می تواند بود الرحمن الرحیم بخشندہ وجود است و دہندہ لوازم وجود از
آنجہ ما ج عالم است۔ ذکر این ہر دو صفت بعد از ذکر ربوبیت اشارت است بشمول
تزیینت مرجم نعم را ملک یوم الدین منتصرف و حاکم روز جزا است ذکر این صفت بعد

از ذکر رحمت بشارت عظمیٰ است مرعایان است را ایاک تعبد و ایاک نستعین
یعنی ہمیں ترا عبادت می کنیم و ہمیں از تو استعانت می جوئیم در این دو امر دیگرے را شریک
تو نمی گردانیم تو اندر بود کہ ازین عبادت مراد عبادت اضطراری باشد عبادت اضطراری بودن
بندہ است بروقی ارادہ الہی و مضطر بودن در زیر قضا و قدر اوریں صورت ایاک تعبد
حسب معنی مثل مالک یوم الدین می شود یعنی مالک جمیع احوال و اوقات تویی و ایاک
نستعین تا آخر داخل دعا است یعنی از توباری می جوئیم کہ صراط مستقیم را نمائی تا سلوک بر آں
صراط نمایم و عبادت اختیاری من بروقی رضائے تو شود و در صورتے کہ ایاک تعبد بر عبادت
اختیاری محمول باشد مقصود از ان اظهار انقیاد خود است و مقصود از ایاک نستعین یا سپاس
معنی کہ مذکور شد یا اظهار آنکہ این انقیاد را ہم بخلق و توفیق تو می دانیم یا طلب ثبات در این
انقیاد و اهدانا الصراط المستقیم یعنی بنمائی ما را راہ راست صراط الذین بالنعمت علیہم
غیر المغضوب علیہم و لا الضالین یعنی صراط چلغئے کہ بر آنہا انعام کردہ آن جماعت
چنانچہ ہم در کلام الہی بر آن تصریح شدہ - بنیین و صدیقین و شہداء و صالحین اند نہ راہ چلغئے
کہ غضب کردہ بر آنہا و ہم چلین نہ راہ آنہا کہ راہ گم کردہ اند - اجماع صادقان و محققان است
کہ صراط مستقیم صراط اہل سنت و جماعت است از آنچه در الہیان و نبوات و علوم آخرت
گفتہ اند -

وصل : صاحب کتاب فتوحات مکیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عقیدہ چند بر عقائد
ظاہر علما افزودہ - بے آنکہ نفی آنہا کند چہ خلاف عقاید سلف صالحین جز ضلالت و خرابی
بیچ نیست محمد اللہ تعالیٰ اعتقاد ما بریں قرار گرفته و اسبب می داریم کہ برین بمریم و بریں مشہور
شویم - اکنون شرح عقیدہ آن بزرگ را در الہیات نمایم بنمائی ما را صراط انبیاء و صدیقان نہ صراط
آنہا کہ ہمہ خلق می بینند و از مبدأ خبرے ندارند خواه خلق صرف می بینند چنانچہ دہریہ و طبیعیہ
کہ ایشان مغضوب علیہم اند و خواه بعنوان خفایت می بینند چنانچہ بعضے از صوفیاء کہ در توحید
صوری معطل و محبوس اند کہ اصلہ اللہ علی علم - در حق ایشان درست است تمام بخود و اثقال
خود گرفتار اند و روی توجہ از مبدأ گم دایندہ اند ایشانان ضال مضل اند و نہ مراہ آنہا کہ ہمہ

حق می بیند و بسین عالم را خیال محض و شعبده صرف می انگارند مبدء ایشان نیز از راه برآمده
 اند پهلوی بر سوسطائی می زند و نه راه آنها که وجود دید حق و خلق خلق را وجود علیجده اثبات می
 کنند چه راه ایشان نیز نشا پاره انبیا نیست مراد از این راه همان معرفت است نه باین معنی
 که معرفت ذین با خلاف معرفت انبیا است حاشا۔ ایشان برگزیدگان اند آدے معرفت
 ایشان آن وسعت ندارد که معرفت انبیا۔ پس صراط مستقیم در معرفت با اعتقاد آن صدیق کامل
 دید حق و خلق است لیکن خلق را وجود علیجده نمی بل چون وجود صورت در مرآت که می نماید
 که هست و بحقیقت نیست و این نمود بقدرت کامله حق پیداشده و خلق عالم عبارت
 از این اظهار است و عالم در علم حق ثابت است نه آن اثبات که علی متکلمین در صور علمیه
 نسبت با ذعان می گویند بل ثباتی از جنس ثبات خارج یعنی موجود خارجی بحسب شیون
 و صفات در علم تنزل نموده۔ و خفایق عالم ظاهر گشته و این خفایق بعد از خود باصل و ظهور
 در وجود چون ظهور صورت در مرآت مخلوق و ممکن شده و آثار و افعال ظاهره از ممکن از اصل
 است چون ممکن پرده دار شده بحکم **لَوْنُ الْمَاءِ لَوْنٌ أَنَاثُهُ** محبوبان را در تصور می آید که
 فعل و اثر از ممکن است **وَالْحَكْمُ إِلَهُ وَاحِدٌ كَالإلهِ الْهَوَائِرِ حَسْبُ الرَّحِيمِ**
 آمین چنین باد **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** اکابر تحقیق قدس الله تعالی ار و احم تعظیم ظاهر مخلوقات
 را از ادب مقام معرفت داشته اند چه این باجمالی جمال مطلق اند۔

وصل۔ بدان آید که الله تعالی بنور العتدس که منظریت ایشان در مطلق را
 نه باین معنی است که ایشان عین مطلقند تعالی الله عن ذاك علوا کبیرا بل باین
 معنی است که بحکم **لَوْنُ الْمَاءِ لَوْنٌ** مانند صفات و افعال مطلق از پرده این با حکم
لَوْنُ الْمَاءِ لَوْنٌ انامه هم رنگ این با ظهور کرده و در باب مشاهده را درین اجتماع و کثرت
 بصیرت کامله چیز بر نور ذات نمی رفته نه باین معنی که ذات در ادراک ایشان می آید بل مستنی او
 بر لغت ذوق و محبت و استهلاک و ضمهلال می یابند مثلا آسپیند فرض کنیم که از غایت
 صفائی آنکه صورتی بر او افتد مستنی او را نمی توان یافت اگر یکے عاشق آئینه باشد و در
 پرده صورت چشم بصیرتش شعاع آئینه را دریا بد و از سلطنت محبت و شوق مستغرق استی

Marfat.com

اوشود تواند گفت که جز ذات آئینه نمی بیند خصوصا که باین سر مطلع شود که صورت ظاہرہ بر
رؤی آئینه است و در میان موجود نیست بل نمودی است بے بود موجود ہماں آئینہ
است و پس ویر انتہی الکلام و تم

بیان سورۃ الشمس

والشمس وضحیٰ یعنی سوگند آفتاب و نور او در ضمن ذکر نور اشارت است بانکہ
تعظیم آفتاب بجهت نور اوست تا از باب اشارت دریا بند کہ تعظیم مظاہر بجهت ظاہری باید
کرد نہ بجهت نفس مظاہر والقمرادی تلہا یعنی سوگند بقمر و ختیکہ در پے رود آفتاب را و
قدم بر قدم او بنهد و در تفسیر مراد ماہ تمام است - این آئینہ با وجود بشارت سابقہ اشارت
است یہ تعظیم چنانکہ کہ بجهت کمال پیروی اقتباس نور از مشکوٰۃ آفتاب محمدی نموده اند -

بیت

بنی چوں آفتاب آمد و لے ماہ

مستایل در مقام لی مع اللہ

حضرت علی مسجانیہ در تفسیر نور نکر و چنانچہ بعد از الشمس وضحیٰ چہ نور را نورے نسبت
کانکہ قمر ہماں نوری است کہ از آفتاب بر او منعکس می شود لهذا در قرآن مجید قمر با ہم نور مذکور
شده و جعل القمر فیہون نوراً تواند بود کہ معنی این باشد کہ سوگند بقمر وقتے کہ در پے آفتاب
رود یعنی بر ہماں خط کہ آفتاب می رود - اور و یعنی سوگند بقمر در وقتے کہ آفتاب چہ قرب
او با آفتاب دریں وقتے بیشتر از اوقات دیگر است و مشابہت او بمستورالقباب عربیہ
در این محل روشن تر بہت باطنش مستغرق نور آفتاب است و بہت ظاہر گویا پرودہ حجاب
دنایں آیت تنبیہ است یا نہ کہ بسا شریف و عظیم باشد کہ شرف و عظمت او را ندانند پس
باید کہ بے تامل تحقیق کسے کردہ نہ شود و تواند کہ اشارت باک باشد کہ ہم چنان کہ تعظیم مطن ہر
کلف می باید کرد و تعظیم مظاہر قمر نیز باید کرد - مراد بنظر قمر در این اشارت آن است کہ
قمر از ویظہور رسد نہ آنکہ قمر بر او واقع شود - والنہا مراد اجلاہا یعنی سوگند بر ذر روشن کہ

غبار طلوع و حجاب ابر و ظلمت ہو اندا شتہ باشد واللیل اذا یغشمها یعنی سوگند بہ شب
 و قتیکہ پوشانند نور آفتاب را و شب تاریک است کہ نور شفق و تابش قمر در آن نباشد چہ
 ہر یک انہیں دو نور آفتاب است این شب بکمال شبے رسیدہ تواند بود کہ مراد شب خون
 باشد کہ در این شب نور آفتاب کہ در آئینہ ماہ ظاہر است پوشیدہ می شود و درین شب ماہ داخل
 ظل ارض است بخلاف شبہائے دیگر و ایضاً تواند بود کہ مراد شب ایام بیض باشد چہ
 آن شب بجمت روشنی کانہ کہ آفتاب را می پوشد یعنی از خاطر با فراموشی می سازد و لہذا
 ایام بیض می گویند یعنی در آن اوقات شب نیست ہمہ روز روشن است۔

وصل : صاحب فتوحات بکبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آن مؤدب عارف می فرماید کہ
 سیالی ایام بیض مثال ظهور حق در خلق است چہ در آن شب آفتاب در قمر ظاہر است و ہم
 چنین فکر کہ در اسم نوریت با حق سبحانہ شریک است در خلق ظاہر است حق سبحانہ و تعالیٰ
 نوراً از اسما خود شمرده اللہ نور السموات والارض و قمر نیز نور گفته قال اللہ تعالیٰ
 وجعل القمر فیہن نوراً بلکہ حق بنظور قمر بحسب این اسم ظاہر است و لہذا روزہ کہ آن
 نیز از منقولہ ظهور حق در خلق است و در این ایام معتبر آمدہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم محرم کنا
 ان صیام ایام البیض صیام الدھر یعنی اشارت فرمودہ کہ صیام ایام بیض از شب
 صیام دہر است و دہر از اسما اللہ تعالیٰ است چنانچہ در حدیث صحیح آمدہ لا تصیوا الدھر
 فان اللہ هو الدھر یعنی رعایت ادب نسبت بہ ہر بچند کہ او در این اسم شریک است
 با حق سبحانہ پس بندہ بمنزلہ قمر است و روزہ بمنزلہ نور قمر و حق ظاہر بحسب این نور و قمر بمنزلہ
 شمس و لہذا در حدیث صحیح آمدہ کہ الصوم لی یعنی صوم کہ صفت صمدانیت است
 کہ عبارت از تنزہیہ از غذا است صفت من است از نیجا سبت کہ تشرور روزہ سنت
 شدہ یعنی ادب آن است کہ بندہ اظهار عجز نماید یعنی این صفت خاصہ نسبت من بے
 مقوم نے تو انم داخل اوشد۔

وصلت : کلام حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقتبس از مشکوٰۃ نبوی است بیچ
 گوی عقل و فہم را در آن دخل نمی باید و ادب و بلوغ سادہ بے شائبہ تصرف و تکلف ملقی می باید

نمود و آنچه بفہم فائدہ از نقصان خود باید شمرد۔

وصل تعظیم شمس تواند بود کہ بجهت آن باشد کہ طلوع او کہ ظہور صبح است صورت ظہور عبادت
پاکان است و تعظیم صبحی اگر وقت پجاشت ارادہ کردہ شود بجهت آنکہ وقت عبادت مسنونہ
بنویبہ علی مصدر بالصلاۃ والتقیہ و تعظیم قدر در وقت پیروی او آفتاب را اگر اشارت بہلاکت
بداریم چنانچہ بعضی از مفسران داشته اند بجهت آن است کہ صورت بعضی از عبادات
معتبرہ است کہ صیام غرر شہر است۔ صاحب فتوحات بکتبہ می فرماید کہ ہر ماہی ہما نیست
از حق سبحانہ و ضیافت ہمان علی وجہ تعجیل مسنون و مدت ہمانی سہ روز و کان رسول باللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بصوم ثلثۃ ایام من عمدۃ کل شہر صرحۃ النساء
عن ابن مسعود تعظیم ہمار در وقت روشن ساختن او آفتاب را اگر عبادت از لیالی ایام بیض
بداریم بجهت آنست کہ صورت عبادت معتبرہ است کہ صیام ایام بیض است۔ چنانچہ در فصل
سابق بیان نمودیم۔

مغنی نماند کہ روزی کہ آفتاب را ظاہر گرداند لیالی ایام بیض است بخلاف روز ہائے
دیگر کہ آفتاب آن روز را ظاہر می گرداند این چون رفتن از اثر بموثر است و آن از موثر باثر۔
آن طریقہ علمائے است و این طریقہ عرفا و تعظیم لیل و نیکہ پوشاند نور آفتاب را بجهت آن است
کہ محل فراغ عبادان و آرام گاہ ذاکران و خلوت گاہ محبان است۔ مغنی نماند کہ پوشانیدن
شب نور آفتاب را عبادت از آن است کہ نور آفتاب در این وقت بزنگ عدم
شدہ چہ شاید فوری است کہ بزنگ ظلمت برآمدہ و ظلمت اثر اختلافی بعضی از اشیاء ظاہرہ
فی الیوم این مثال سخت نیکو است در ظہور عالم کہ واجب تعلی و تقدس ہم چنان در مقرر لطف
است لیکن احکام و آثار او کہ اسما و صفات او پیدا ظہور نمودہ اند۔ و ہم چنین ممکن در سنگنائے
عدم ممکن نشستہ لیکن حکم و اثر او برآمدہ با حکام و آثار واجب امتناع گرفتہ و حجاب مقصود شدہ
ازین بیان بدریاب کہ والتیل اذا یغیثہا را بلیالی ایام بیض از دستہ دیگر نیز می توان
حمل کرد چہ در آن اوقات آئینہ ماہ مقابل آفتاب است و آفتاب در وہ تمام ظاہر لیکن
چون ظہور بیست منضیع بزنگ آئینہ از نظر عامہ مغنی شدہ و السماء وما بنا ہا۔ یعنی

سوگند باسماں و بنا کنندہ او یعنی نور و ہندہ او چہ بنائے او تنویر اوست او ہم چنان در کرم عدم است
در معنی این گفتن است کہ سوگند باسماں و نور او کہ اللہ نور السموات والارض
ما طحتها سوگند بزہین و پہن کنندہ او این نیز ہاں گفتن است کہ سوگند بزہین و نور و ہندہ
او لیکن تنویر سما بصفقتے شدہ کہ نسبت بیا سورت ارتفاع آمدہ و تنویر زہین بصفقتے کہ نسبت بیا
سورت انبساط گشتہ و نفس و ما سواها یعنی سوگند بہ نفس از نفوس نبی آدم و توبہ
کنندہ او مراد بہ تسویہ نفس عطا فرمودن اوست آنچه او را بکار آید از لوازم وجود نفسانی فالہمنا
فجورہا و تقواہا پس الہام و ہندہ او ببدی و نیکی یعنی سوگند بہ کسے کہ نفس را تسویہ داد
و پس از ان راہ خیر و شر یاد کشودہ اختیار فعل ہر یک با و داد اکتوں نزدیک می شود ہا حکم فاذا
سویتہ و نفخت فیہ من روحی یعنی بعد از تسویہ روحی کہ تمیز نیک و بد احتیاج
فعل ہر یک در اوست آفریدہ تواند بود کہ مراد این باشد کہ او را بر خیر و شر داشت بحسب
اختلاف افراد جواب این قسم ہا این است قد اقلح من مرگہا یعنی بدستی کہ رستگار
شد کسے کہ پاک گرداند نفس را از آلائش اخلاقی سیئہ چون کبر و حسد و بخل و غیرہ خلك من
الہلکات وقد خاب من دہشہا یعنی بدستی کہ نا امید شد کیسے کہ نفس خود را بمصیبت
و ضلالت و گم کردن نفس عبارت از گم کردن روحی است کہ بعد از تسویہ و تعدیل ارکان او در و
نفع کردہ شد و از اثر آن نفع کا نہ ہی شد ہذا بسیارے از علما چہ نفس و سیکل محسوس امرے دیگر اثبات
نمی کنند و حالاً عامہ آدمیان و برین منزل اند و گم کردن روح گم کردن خواص روحانیہ است و در
مرتبہ نعام زندگانی کردن اولئک کالانعام بل هم اضل خبیث و نا امید می مخصوص
کفار باشد لا یناس من روح اللہ الا القوم الکافرون چہ ہر کہ ایمان آورد و بخدا
رسول و رسل وقت از قید نفس تمام جست و بصفقت خاصہ روحانیہ مشرف شد بل مخلقے از
حسناق الہیہ متحقق گشت و ہذا در کتب حنفیہ مذکور است کہ الایمان غیر مخلوق
بیت

ای گروہ مومنان شاد می کنید

بچو سرو و سوسن آزاد می کنید

وصل : خدمت مولانا علاء الدین مکتب دار کہ از کبار طبقہ صوفیاء اند روزے بملازمت
مولانا عبدالرحمن جامی رفتہ ازاں سخن شیخ محی الدین ابن عربی کہ ہر کہ از قید نفس ترست روح او
بعد از مفارقت از بدن در تحت فلک قمری می ماند اظہار طاعت می نمودہ اند کہ بسیارے از
مومنان بریں صفت اند ہر گاہ بعد از مفارقت در تحت فلک قمری بماند بہ بہشت کہ خون
سموت بیخ است چون خواہند رسید۔ خدمت مولانا عبدالرحمن در جواب فرمودند کہ ہر کہ
ایمان بخدا و رسول خدا آورد اور چند در فلک قمری انداخت کہ عاقبت ازاں رختہ نخواہد
جست بعضے از مخادیم سلسلہ نقشبندیہ ایں سخن را بر بہیں معنی حمل کردہ اند کہ او در ایں وقت کہ
ایمان آورد از قید نفس بہ تمام جست اگرچہ ہاں یک نفس باشد بعضے از اکابر اولیاء فرمودہ اند
کہ ہر کہ یک نفس خالی از شرک و ریبا بخدا متوجہ شد عاقبت در نفس آخر ایں نفس و تنگبری او خواہد
کرد و پیارے از محققین مشائخ بر ایں اند کہ ہر کہ ایمان بخدا و رسول ایمان تحقیقی آورد بعد ازاں
ہرگز نہ و ایمان او نمی شود و ہر کہ بعد از ایمان مرد و شدہ مجرد تقلید داشتہ و آنکہ شافیہ
انا مومن انشاء اللہ می گویند بعضے بر بہیں معنی حمل کردہ اند یعنی انا مومن تحقیقی انشاء اللہ
تعالی در صحاح حدیث بنویسے علیٰ مصدر یا الصلوٰۃ والتحبہ۔ آمدہ کہ ما من احد یشہد ان
لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ و صدقاً من قلبہ الا حقہ من اللہ علی المناہر
متفق علیہ با ایں ہمہ مقرر شدہ کہ بعضے از عصات مومنین در روزخ می در آئند و مثل انگشت
سوختہ و خراب می شود و بعد ازاں در حوض حیات شست و شو یافتہ بار روح تازہ و زندگی
نوبہ بہشت در آئند کذبت شہود بطغواھا تکذیب کردند قبیلہ شود بطغوتہا بسبب
طغیان آل قبیلہ مر صالح پیغمبر را اذا انبعث اشقیہا یعنی تکذیب کردند و در اں وقت
کہ برخواست بدبخت ترین ایشان کہ دستہ اربین سالہ نام داشت با جمع بقصد پیک کردن
شتر صالح فقال لہم رسول اللہ پس گفت مرا ایشان را رسول خدا یعنی صالح علیہ السلام
ناقہ اللہ یعنی اجتناب نماید از شتر خدا کہ بعض قدرت خدا آفریدہ شد و آیتی است
اذ آیات او۔ و سقیہا و گروید جائے را کہ او آب می خورد و نوبت او۔ آب ایشان
کم بود ہر گاہ شتر آب می خورد و تمام آل آب را می خورد و لہذا نوبت کردہ بودند یک روز ایشان

میں خورد و یکے و زشتہ فکذبہ وہ پس تکذیب کردند صالح علیہ السلام را در این کہ آن
 شتر را شتر خدا می گفت یعنی این شتر از سحر و جادو سے تو پیدا شدہ فقہر و ہا پس
 پے کردند آن شتر را قدم نام علیہم رہم بذبہم پس ہلاک بر ایشان فرستاد
 پروردگار ایشان بسبب گناہ ایشان کہ پے کردن ناقہ باشد فسق ہا پس برابر کرد
 عذاب را بر ایشان کہ خورد و کلاں ایشان نختند ولا یخاف عقباہا و نمی
 ترسد خدا عاقبت این کار را کہ ہلاک ساختن ایشان است یعنی پرولے بیچ چیز و بیچ
 کس ندارد نہ از و چیز سے فوت شود و نہ کسی را با او مجال تعرضی باشد این سورہ را بتقریب
 کہ بعضے از مردم واجب لرعايت صاحب الاخلاص التماس نمودہ بودند تفسیر و تاویلات
 فرمودند۔

بیان سورہ اخلاص

بسم اللہ الرحمن الرحیم

این سورہ را سورۃ الاخلاص برائے آن گویند کہ از استماع این سورہ اعتقاد بندہ با فریدگار
 از غبار شرک جلی و خفی خالص می گردونی الجملہ اخلاص در عمل نیز دست می دهد اما اخلاص اعتقاد
 از شرک خفی آن است کہ در الوہیت اعتقاد بذاتے بند کہ در عرصہ امکان بیچ کونہ مثلے
 را نباشد۔

والا ان معتقد خود ممکن خواهد بود۔ ازاں است کہ اکابر فرمودہ اند کہ التوحید افراد
 القدم عن الحدیث و ہم ازین جاست کہ ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ در توحید حالے فرمودہ
 کہ التوحید عزیم لا یقتضی حینہ چہ اضلال رسوم و آثار بشریت بالکلیہ گاہ گاہے دست
 می دهد و انتہ کا البرق الخاطف می گردد بلکہ ازین سورہ صاحب دوستے را کہ صفائے
 قلبی باشد توحیدی در پرودہ اعتقاد بدست می آید کہ حال او بیچ غلو فی را بتیسر نیست سخن با
 مدینہ العلم کرم اللہ وجہہ کہ الاخلاص نفی الصفات شک نیست کہ توحید درین درجہ تعلق
 با حدیث ذات دارد و تجلی در مقام احدیت قطعاً نمی باشد اگرچہ یہ نعت احدیت باشد

فِهِمْ مَنْ فِيهَا اَنَا الشَّرْعُ فِي الْمَقْصُودِ جَمْعٌ اِزْكَفَرَهُ كَقَوْلِكَ اِنَّ اِيَّكَ يَكْفُرُ بِكَ خَدَا
 چہ چیز است وچہ میخورد و میراث از کہ گرفتہ و میراث او کہ می گیرد۔ این سوره نازل شد
 قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ یعنی بگو کہ خدا یکی است کہ خدا بیگانہ است اور اچہ چیز است
 نتوان گفت اور ایچہ گوئد اشتراک با چیزے نیست تا چہ چیز گفتن درست افتد پس معلوم
 شد کہ در او تعالیٰ شانہ ایچہ گوئد کثرتے از جوارح و صفات زائدہ نیست بل ذات مجرد وستی
 صرف است این جا محل آن آمد کہ وہم تعطیل نیست و بے صفت محض گفتہ شود او جرم دیرے
 اِنَّ اللَّهَ الصَّمَدُ یعنی اللہ تعالیٰ مرجع الیہ محتاجاں است و این معنی بے صفات کاملہ متصور
 نیست پس اللہ احد اللہ الصمد بمنزلہ لیس کمثلہ شیء و هو السميع العليم
 است حاصل این توحید آن است کہ بیگانہ ایست کہ بے آکہ و جارح و بے زواید صفات
 بنفس ذات خود می داند و می شنود و می گوید و ہر چہ می خواہد می کند لم یلد یعنی ابد این
 رو قول یہود است کہ عزیز علیہ السلام را ابن اللہ می گفتند و لم یولد و زاینده نشدہ
 این رو قول بعضے از نصاریٰ است کہ عیسیٰ علیہ السلام را خدا می گفتند و لم یکن لہ
 کفو احد این رو قول مشرکان عرب است کہ خدا را ہمتا اثبات می کردند۔

بیان سوره شلق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ عُوذُ بِرَبِّ الْعَلَقِ بگو پناہ می گیرم با فریدگار صبح من شمس ما خلق از شر آنچه خلق
 کردہ است از جن و انس و سایر مخلوقات شریرہ تواند بود کہ مراد ہاں صبح باشد و شر صبح عبارت
 از شری کہ در بیداری بجهت لوازم بشریت روی می دہد و سردانکہ در صبح شر را صریحاً اصناف
 نکر و چنانچہ در غناسیق کہ شب است کرد بجهت تعظیم شان صبح کہ آواں ظهور انوار است
 و باشد کہ این معنی مثل آن است کہ بعضے فلق را عبارت از خلق دانستہ اند و مراد عوذ برب
 العلق من شر ما خلق دانستہ اند و آوردن شر بعبارت ما خلق اشارت است بانکہ
 شر او بخلق نمی است لیکن تصریح نہ شدہ بلکہ ظاہراً صفات مخلوق شدہ تا راہ بندہ بین الجبر و القدر

باشد قدر ظاہر و جبر باطن و من شر غاسق اذا وقب یعنی پناہ می گیرم برب صبح از شر
شب و قینکہ داخل شود تاریکی او ہمہ چیز را مراد شب نارا است و شر او شر حشرات و اعداء
کہ در آن وقت ظهور می کند اضافه شر شب نہ بمصادر صور یہ شر است بل بجهت مناسبتی کہ
میان شب و شر است تواند بود مناسبت آنکہ شب بجهت عدسے بظہور می آید چون شعاع
آفتاب فرود می رود شب می آید ہم چنین شر پیش اہل تحقیق بہ نسبت انعدام امرے است
نہ بجهت وجود امرے۔

وجود غیر محض است چنانچہ در مجلس مبین شدہ و ایضاً اشارت تواند بود بآنکہ ادباً فرمودہ
اندکہ ادب آن است کہ مدام را بظاہر نسبت نہ دهند بل بظاہر مرتبط وارند و از سپاہ
گلے رو بشمرند چنانچہ در معاصی بہ بندہ از استعداد و کسب خود استند و بنا ظلمنا گوید
نہ آنکہ نسبت بوجود بدھد گوید کہ من منظرے پیش نیستم ہرچہ در من است از جائے دیگر
است یا گوید من چہ کنم ہمہ خلق و وقت پیراوست مخفی نسبت کہ از صبح و شب حضور و غفلت
ارادہ می توان کرد و ہم چنین از غاسق خلق ارادہ می توان کرد و اصل لغت غاسق متملے
دیر را می گویند خلق این چنین است کہ پراست از قیوم خود اگر نور وجود از یک ذرہ او دو
شود بہاں لحظہ آن ذرہ جسم می رود و ایضاً غاسق سائل را نیز گویند خلق نیز سائل ہاست
کہ الا عرض لا یبقی زمانین و پناہ گرفتن از شر خلق آن است کہ در خلوت
خانہ سر نیاید و حجاب مفضو نگردد و من شر التفاتات فی العقد یعنی پناہ می گیرم
بر ب صبح از شر دمنندگان دیگرہ ہا۔ این اشارت بقصد ایست مشہور کہ بعضے از دختران
عرب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم را سحر کردہ بودند باین طور کہ در اسنے بنام آنحضرت گرہ ہا زودہ بودند
و کلمات سحر خواندہ بر آنہا میدہد بودند و آن اسن را در چاہے بزرگی نہادہ بودند معوض
بتن برائے کشادن آن گرہ ہا فرود آمدہ چہ پیش از خواندن معوض بتن اصلاً کشادہ نہ شدہ۔
و من شر حاسد ایا حسد یعنی پناہ می گیرم بر ب صبح از شر حاسد و قینکہ بمقتضای
حسد خود عمل کند ذکر شب بعد از خلق تواند بود کہ اشارت بآن باشد کہ خلق نیز چون شب
ظلمانی است اگرچہ اورا مقامے از برزجیت است و رنگ وجود گرفتہ شب نیز بجهت نام

کہ عدا اور برائی است در امت تمام پرزنجیت است سایہ بزرخی است میان نور و ظلمت و
 لہذا اور احکم ضور ثانی می گوید ان اللہ تعالیٰ خلق الخلق فی ظلمۃ علیہم من
 نورہ و ذکر نفثات بعد از شب بخت سیاه ولی آنهاست و اشارت بانکہ ایشان از
 شب تیره تر اند و حتم بر حاسد چنانچہ از ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مروی است
 اشارت باشد بانکہ چیزے در عالم بدتر از حد نیست بعبے نیست اگر این دختران نفثات
 بخت حسدے کہ بہ بعضے از ارواح مطہرات آنحضرت داشته باشند این عمل کرده باشند
 در شفا قاضی عیاض علیہ الرحمۃ مسطور است کہ بخت آن سحر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 یکسال از عاشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خاصتہ عبوس بودند

بیان سورۃ الناس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ بگو پناہ می گیرم بربیبندگان
 ملک الناس بادشاہ الناس الہ الناس محبوب الناس من شر الوسواس الخناس
 از شر وسوسہ کنندہ پس خزنہ اشارت بخت و بے قوتی اوست بعضے از اکابر فرمودہ اند
 کہ دشمن را چنداں عظمیٰ نے باید نہاد۔ حقیر می باید شمرد کہ در مغلوبیت او دخل دارد۔ و ایضا درین
 ضمن کمال عجز خود را نیز ظاہر کردن است۔ پس خزیدن شیطان در وقت ذاکریت آدمی است۔
 ہر گاہ بندہ غافل می شود و او در وسوسہ می آید و ہر گاہ حاضری شود پس برمی خیزد الذی
 یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ و الناس یعنی آن شیطانیکہ وسوسہ می
 اندازد اور ولہائے آدمیاں از جانب جن و انس

وسوسہ کہ از جانب جن و انس می اندازد و تو اند بود کہ بخت دید قدرت و فعل
 در ایشان باشد این وسوسہ ۳ قسم است یکے مجر و خواطر و خیالات است این نسبت بکسے
 است کہ بتوفیق اللہ تعالیٰ ایمان دارد بانکہ خالق افعال عباد حق است سبحانہ لیکن بظاہر
 عقل و حس مشاہدہ می کند کہ افعال عباد مربوط باختیار ایشان است و دم آنکہ خالق
 افعال عباد را دانند چنانچہ معتزلہ نسبت بہمہ آدمیاں و جنیان می گویند و بدتر از این است

عمل عامہ حالاً نسبت بہ یک دیگر چه معتزکہ فعل بندہ را با قدر حق می گوید یعنی حق تعالیٰ اورا ہم چنین آسندیدہ کہ ہر چه خواہد می کند و عامہ در معاملات ازین ہم ذہول دارند۔ سوم آنکہ بندہ را با الوہیت استند کنند چنانچہ فرعون و شداد را کردند۔ دفع و سوسہ اول آن است کہ حق را از خلق جدا نماند و فعل و صفت خلق را اسباب فعل و صفت حق بدانند و ربوبیت را عبارت از ظهور رب بصورت مرئوب اعتقاد نمایند ازین جا است آنچه شیخ اوحدی فرمودہ

تا جنبش دست بہست مدام

سایہ سحرک است ناکام

پس استغاذہ رب الناس مناسب این است ازین معنی و سوسہ دوم نیز مرتفع می شود بیکس استغاذہ بہ ملک الناس لائق بیان است کہ جز ایشان ظاہر شود بدانکہ شبیہ بوسوسہ دوم است آنکہ ظهور قدرت را در و ظهور تمام اعتقاد نماید تا میان او و معتزکہ جز بظاہر و منظر فرقی نماند علاج پناہ بدون بملک الناس است کہ مرتبہ جمع است تا ظاہر شود کہ مدار شبیہ ازلیت است انک لا تہدی من اجبت ولكن الله یهدی من یشاء چون سید ولد آدم را این حال است دیگرے را چہ رسد و ایضا ظاہر شود کہ ہر چند کہ قدرت و فعل در منظر اوست خلق و تاثیر در منظر انبیت عالم در ہر آنے مجسم می رود و مثل آل بطور می آید و خلق و تاثیر بہ تمام از مرتبہ الوہیت است باین سخن و سوسہ سوم نیز دفع شد بلکہ بہاں تفرقہ ظاہر و منظر دفع شدہ بود صورت فرعون و شداد را با الوہیت گرفته بودند نہ حقیقت ایشان را بیکس استغاذہ بہ الہ الناس در دفع او مناسب است۔

وصل : و سوسہ ختاس از سہ قسم بیرون نیست یا بمعصیت می اندازد یا دل بندہ را در تصرف خود آوردہ ملکہ خواطر و خیالات می کند بے آنکہ ظہور معصیت شود یا بکفر می اندازد فعوذ باللہ من شرہ۔ و قسم اول التجا رب بدون مناسبت است چہ منصبیت واسطہ موت می شود چنانچہ بعضی از اکابر کشف و تحقیق فرمودہ اند کہ عصاة در دوزخ می میرند نہ کفار کہ صفت ایشان لایموت فیہا ولا یحیی است و ربوبیت واسطہ وجود حیات و در قسم دوم کہ ملکہ و مسخرہ شیطان است التجا بملک بدون مناسبت است

و در قسم سوم انتخاباً بآله برون مناسب تم۔

ترجمہ دعائے قنوت

ترجمہ دعائے قنوت : مقصود از این دعا عرض صفات طیبہ پس کردن است و این صفات را وسیلہ نزول رحمت بر ایشان ساختن و خود را در ظل حمایت ایشان افکندن بزرگان گفته اند کہ خوشبختی را در میان ایشان در خزاں و از ایشان و از دوستان ایشان فراموشی کہ چه دانی کہ چگونہ رسوائی۔ پس مصلی در مقام مناجات می گوید کہ خداوند ما جماعت مسلمانان ترا بندگاری و آموزگاری می گیریم یعنی پیشہ و کار ما این است و در ہر چیزے کہ از خیر صادق بامی رسد بدل تصدیق می کنیم و بزبان اقرار می آریم کہ امانا و صدقنا و ضامن ذوق خود ترا می دانیم۔ بل و در پس پرودہ اسباب اعتماد ما بر تست جملہ کیفیات در خاصیات مسخر فرمان تواند و در ہر چیزے ستائش تو می کنیم و شکر تو بجای آریم و کفران نعمت تو نمی کنیم کہ آن چیز و نعمت را از دیگرے شناسیم و شکرے دیگرے بجای آریم و کفار فجار را لباس حیات از بر می کشیم و ترک ایشان می گیریم خداوند اتر عبادت می کنیم و برائے تو نماز می کنیم و سجدہ می آریم و درین نماز و سجدہ بسوئے تو سعی می کنیم و درین سعی سرعت می نمایم و امید رحمت تو میداریم و از عذاب تو می ہراسیم ان عذابک بالکفار ملحق این جملہ از تسمہ دعائے خیر مسلمانان است یعنی عذاب تو بکافران پیوستہ باد و از ایشان بیچگونہ حسب ادائیگی ادا بکند و عا بحقیقت ہمیں است و ما سبق از مقدمات دعا۔ والسلام والاکرام۔

بیان آیت و ترجمہ

آیہ اینما توفتم وجہ اللہ

کہ از کتاب برکات الاحمدیہ الباقیہ بمعروف بہ زبدۃ النفا انقل شدہ از نسخہ

قلبی کہ در سنہ ۱۳۰۰ھ نوشتہ شدہ و در خانقاہ حضرت شاہ غلام علی معروف

بہ خانقاہ حضرت شاہ ابوالخیر است رحمہما اللہ تعالیٰ محفوظ است۔ (از ص ۴۶ تا ص ۴۷)

سخان
دو ذوق آیتوں کی
تفسیر ایک رسالہ کے
عنوان سے حضرت القادری
قلی کے ص ۳۹ سے ص ۴۷
موجود ہے۔ معلوم ہوتا
ہے کہ وہ زبان کا حل
اور صحیح ہے۔

Marfat.com

برکت پنجم : در تحقیق کویہ و هو معکم ایماکنتم تنبیق فرمودہ اند کہ سر معیت
غیب ہو حق سبحانہ و تعالیٰ باشیاء در غایت خفا و بطون است حقیقت این دریافت موقوف
است بر پے بردنی بر تنزیہ مطلق و اطلاق صرف آنحضرت و تنزلات او بصور علمیه و بودنی
آن صور پر آن رخ میں الموجود والمعدوم ہی الجامع بین الوجود والعدم فانه من خواص منزل العلم
بیت

از تواسے بیزنگ یا چندیں صور ہم مشبہ ہم منندہ خیرہ سد
و پچنیں موقوف است بر شناخت آنکہ آن صور علمیه را یک نسبت محمول ایکفیتے بحضرت
ظاہر پیدا شدہ کہ آن حضرت در کسوت آن صور بآندہ و آن صور آسپسندہ اسما و صفات
اوشدہ - و اسما و صفات او عین اوست فہو معکم فی العلم والعیین روحا کان او مثالا او حیثا۔
لیکن معیت خانہ علم پچوں معیت اعمال است با صور جنانہ از اشجار و قصور بر مذہب
محققین کہ قصور و اشجار آن موطن را بالذات با عمل یکے میگویند۔ پس چنانکہ عمل در موطن
عرض است و در موطن جوہر۔ آن ذات متعالیہ در مرتبہ منزہ است از تعیین و تمیز و اشارت
و جہانت و در مرتبہ قابل این امور و معیت این خانہ عین پچوں معیت نقطہ حوالہ است با دائرہ
موسومہ فی الخارج پس چنانچہ نقطہ را با دائرہ یک نسبتے واقع است کہ واسطہ ظهور دائرہ در
خارج و نمود نقطہ در کسوت دائرہ شدہ پچنیں ذات حق و غیب مطلق اورا بقدرت کاملہ اش
یک نسبتے بہ تنزلات علمیه واقع شدہ کہ سبب ظهور آن تنزلات در خارج و نمود آن ذات
بحسب اسما و صفات در کسوت آن تنزلات شدہ۔

برکت ششم : وہم بتقریب معیت مفہومہ من الآیۃ المذکورہ رقم فرمودند۔ حضرت
واجب جل شانہ بے توہم حلول و اثبیت و بے شائبہ چنے و چگونگی در ہمہ جا با ہمہ است۔
سخن ساقی کوثر امیر المؤمنین علی است رضی اللہ عنہ کہ ہو مع کل شیء لا بمقارنتہ و غیر کل شیء لا
نہرالیۃ۔ اگر اثبیت می بود لا بد مقارنت می بود غیریت صورت نمی بست و اگر وہم شخص
می بود چنانچہ حکماے جسمانیہ میگویند معیت را است نمی آند و ہر آئینہ روسے می نمود آوازہ المعجز
درک الا دراک دریں مقام است مریدان و مجتہدان غیب ہوتے میگویند۔

کہ ہر چہ دیدہ شد و دانستہ شد ہمہ غیر است بکلمہ لافعی آں می باید کردیکے از عارف رومی قدس
 سرہ پرسید کہ حق چیست و عقل کیست فرمود حق آنکہ به هیچ وجه مد رک نہ شود و عقل آنکہ به هیچ
 وجه جز بہ او آرام نگیرد و مصرع

قلقے است بے نہایت در دے راست بے وفا

برکت ہفتم : بہ تقریب بیان کریمہ فایمنا قولاً فثم وجه اللہ فرمودہ انداگر غلطی ^{حقیقت}

ابن معنی پر تو افکند جوہرے فرض کن کہ ہر چہ بر صفات آئینہ مترتب می شود از صفات و تدویر
 و غیرہ بر ذات او مترتب می شود و ذات او مثلاً موجب نمائندگی صورتی شود بے زیادتی صفات
 پس ذات او در خارج عین این صفات آمد و همچنین فرض کن کہ ہر یک از این صفات را در
 خیال تو صورتی ہے است چوں شیر کہ صورت علم است در مثال و بعد از این فرض کنی کہ این صور
 خیالی تو منعکس شدہ اند در آل جوہر یعنی یک نسبت مجہول کیفیتی بآں جوہر پیدا کردہ اند کہ سبب
 نمائندگی این صور شدہ پس ہر صورتی از این صور کہ رو آری در انجا آں جوہر است و بحقیقت بہا
 جوہر او آوردہ آں جوہر با این صور است ہر کجا این صور است و لیکن آں جوہر منترہ از این صور
 در خارج بے از وجود خارجی بمشام این صور نہ رسیدہ پیش از این نیست کہ بقدر این صور صفات
 آں جوہر مشاہدہ می افتد و بہر چہ روے می آری بہاں صفات بل بہ صاحب آں صفات
 او آوردہ می شود اگر ہزار سال پرواز کنی و ہزار ربعیں بباری تا جذبہ از جذبات الوہیت رو
 بہ تو نیار و صورت اشباح و ارواح را از نظر تو ناچیز نگرداند و محبت ذاتی کہ لکولہ سر تست
 در جلوہ نیاید و نسبت مجہول کیفیتی کہ مفوم ادراک و تقدیر آں محبت است و تعبیر از آں
 جز بہ ادراک بسیط نمی توان کرد پیدا نہ شود مرید و جبہ اللہ نخواہی شد شناسائی آں خود کجا۔

برکت ہشتم : در عنان تحقیق معنی کریمتین مذکور ثبوت این چند فقرہ تکبیر ہائین و نشین تحریر

نمودہ اند کہ قدس اللہ سر فاعلہا پاک است خداوندے کہ بفضیلت اقدس خود را شیار اور عرض نمود
 آوردہ و شیون خود را در پردہ آں ظہور از تنگناے خفا و بطون بر آوردہ و خود را در مراتب آں عقبار
 در نظر خود جلوہ گر کردہ در تنگناے وحدت او نشان اثبیت نیست مطلق است از دائرہ
 اطلاق بیرون نہ چگونہ اش مبتہواں گفت نہ چوں قادر می کہ بہ یک کلمہ کن خفتگان خواب عدم

لبایدار کرد سر آئینه شوق بر جبینند آئینه وجود در برابر نشان داشت از سادہ لوحی عکس خود را دیدند و
 پندار وجود در سر آوردند ناگاہ صدائے و ہو معکم اینہا گفتیم بہ گوش نشان رسید دیدافتند کہ معیت جو
 بہ دوگانگی صورت نہ بندد و چہرتے در کار آمد جمال عکس بشارت وجودی دہد و لوائے معیت
 اشارہ بعدم میکنند وجود عدم را در ہم منبختند وجود را فراموش کردند و در مقصود را بر خود بستند
 کریم مطلق چہل شانہ بشارت اینہا تو لو اقم وجہ اللہ در میان آورد و گفت و فی انفسکم افلا
 تبصرون - تیز گوشان شناختند کہ حجاب خود خودیم خود را از میان می باید برداشت ہنگام
 این دست برداشت ارادت بر و اسن مقصود رسید فی سبب از راہ عروقی و روزید و نکبت
 دوست را در تجا و بیت قلبیہ افگند بیچارہ از پلے در افتادہ کرشمہ معشوق در کار آمد و حجاب
 نقاب از میان برداشت و طنطنہ لمن الملک الیوم در گرفت چوں نیازی در میان بود سے
 در حجاب اورا و صدائے فاستقم کما امرت بکوش جانفش رسانید - نمود صبحی سر برداشت
 و غلامہ من عرف نفسه فقد عرف ربه در میان آورد لیکن معنی واللہ من وراہم محیط قلقتہ در جان
 آورد از یک سو و ع نفسک و تعال و از یک سو فوکل و جہک شطر المسجد الحرام اضطرار سے
 در کار نہاد عنایت امن مجیب المضطر اذا دعاہ پرودہ حجاب را کہ لازم وجود است عینکے ساتھ
 پیش چشمش نہاد صورت قاب تو سبب بنظر رسید - این سخن آخرے ندارد - (تمام شد تفسیر
 و دعایت - ہو معکم - و - اینہا تو لو)

شرح رباعیات

رسالہ شرح رباعیات سلسلہ الاحرار

کہ در سلسلہ تالیف شدہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بحان اللہ ذہب معنی کما متعال عالی ز تصور مستدرا نہ خیال

از نور لطافتش ضما مشحون
وز سر سرایش جہاں مالا مال

نیایش و تاملش حسد او ندے راست کہ حجاب سرا پرده عزتتش انوار ظہور او ست
 و سکان قباب تجرقتش ظہور نور او و اگر نہ در باطن اولیایے خود و پرده کشف متجلی گشتے۔
 آوازہ کماش بگوش جہاں و جہانیاں کہ رسائیدے و اگر نہ در لباس علم حجاب باطن نظر گیال
 خود شدے و زتاب آفتاب جلاش ہم و نشانی از این و آن نمائے۔ او ست کہ در کسوت
 رسل رحمت بیگانہ و آشنا ست۔ ماس مہیت اذا رمیت بیان سبحان
 الذی است۔ محمد احمد بلا سمیم است اور با خاکیاں چہ نسبت او ویر تقسیم است۔ لیس
 کمشلہ شیخ و هو السبع البصیر صلی اللہ علیہ وسلم و علی آلہ و اصحابہ تسلیما کثیرا کثیرا۔
 اما بعد نمودہ می آید کہ چون دیدہ می شد کہ بعضے از اہل روزگار بچہت پستی فطرت و قلقت
 استطاعت و باز ماندگی از وصول بخت ائی ارباب معرفت مقاصد عالیہ علیہ صوفیہ را نوع
 دیگر دریافتہ عبارات و الفاظ ایشان را حتی الامکان بر مہموات منخرقہ خود فرود می آرند و بعضے
 ازین در عیال بنا بر اصلے چند فاسد بر بعضے از انہا کہ قابلیت تاویل ناقص ایشان ندارد۔ و
 صورت قسے در میاں می آرند بعضے از مطالب آن بزرگواراں را ہم مقتبس از باطن مبارک
 ایشان بشرے واضح و بیان وافی در ضمن چند رباعی ایراد کردہ شدہ ہر چند کہ اندکے از انہا
 در کتب مغنیرہ قوم خصوصاً در رسائل حضرت سخا ائی پناہی ارشاد دست گاہی خستہ و نا
 مولانا عبد الرحمن جامی قدس اللہ سرہ السامی تنقیحہ کامل مبین است غایبہ الامر لازمی چہند
 با آن مطالب در میاں آمدہ کہ دست تصرف ارباب بطلال ازال کو تاہ گشتہ عنی سبحانہ و تعالیٰ
 حقیقت وجود واجب و ممکن و سریاں ظاہر را در باطن و سر بیانی و معنی کانت اللہ و لہم
 یکن شیء معہ و ضمیرا لآن کما کانت را بر مستمعان مستعد و مستفیدان صادق
 واضح گردانے بمنہ و کمال کریمہ و انا العبد المجر محمد السبائی اذناہ اللہ تعالیٰ عن ظلمات
 نفسہ و البقاہ بانوار جمالہ بچہد و آلہ۔ فمن تلک الرباعیات

ف

Marfat.com

گویند و چون کونست حصول نورے بجز از کون نکرد است قبول

دانش که درین پرده لسان الغیب است بر طبق قواعد است بر وفق اصول
 ۳۔ شناس که کائنات رو در عدم اند بل در عدم ایستاده ثابت قدم اند
 وین کون معلق از خیال و وهم است باقی همگی ظهور نمودند متمدن اند

غرض ازین دو رباعی اظهار آن است که ما سوائے حق عزّ و علی جز در علم شوقی نداریم
 و موجود حقیقت جز واجب ثلثی و تقدس نیست و آنکه عقول کون و حصول بواسطه اضافه
 می کنند و کاین و ثابت در خارج مبدارند مجرد و وهم و پندار است۔ پس فی الحقیقت کون که
 در عقول مضائق با ایشان می شود کون است معلق به کاین و ثابت یعنی مجرد در ک عقلی است
 بل آنکه تجرید به اصله داشته باشد چنانچه ناقص العقل صورت منتقش در آئینه را کاین
 در آئینه بدر باید و آنکه متکلمین وجود ممکنات را کون و حصول میگویند امریست مطابق واقع و
 مستلزم آنکه ممکنات را جز در علم وجودی نباشد چه هر گاه واسطه ترتیب آثار خارجیہ جز کون و
 حصول نیز اثری از آثار خارجیہ است پس این مقصد که کائنات را وجودی جز کون و حصول
 نیست کنایت است از آنکه ایشان را وجودی نیست هر چند که غرض متکلمین این است و
 لهذا در رباعی اول گفته شد کہ درین پرده لسان الغیب است۔ رباعی اول را معنی دیگرے
 نسبت بغایت لطیف۔ آن معنی آن است کہ وجود کائنات فی الحقیقت جز کون و حصول
 نیست ماہیات مختلفه کہ چندین رنگ تعیین را قبول کرده اند حصولی جز در علم ندارد و صفات
 شیون واجب در خارج عین ذات است و ذات پنهان بر صراحت پیرنگی خود۔ پس اگر علوم
 با اثر با بر آفتند ماہیات بالکلیہ معدوم می شوند پس افادہ این معنی کہ وجود کائنات کون و حصول
 است مطابق نفس امر است۔ آری بالجمله عقول هنگام تعبیر کون خارجی یکے از دو نسبت می
 باشد یکے نسبت ماہیات را بظاہر وجود۔ دیگر نسبت او را باطن وجود لیکن یافت ہر یک
 را در اں دیگر دخل است و لهذا متوہم می شود کہ نسبت مذکور نسبتے است بخارج تشبیہ نسبت
 حال در محل و یکین در مکان۔ و مکان و محل عرض اعتبار۔ چه غیبت ذات از نظر عقول ناقصہ
 پوشیده است۔ آن کون را کون خارجی دانستن و آثار خارجیہ را بر ماہیات مرتب ساختن
 تصرف از وہم است۔ ازین تحقیق دانستن کہ ماہیات در وجود علمی محتاج شدند بعلم نہ بقابل

و اگر چه آل فاعل موجب باشد پس شیخ محقق صدر الملة والذین القونوی و تابعان اقدس اللہ اسراراً ہم جعل جاعل را عبارت از تاثیر موثر باعتبار افاضه وجود خارجی داشته نفعی بحولیت از مہیات کردہ اند۔ بنایت اصل است۔ اینجا سخنی باقی است آل سخن آن است کہ کون و حصول مضاف بہ ہر مرتبہ کہ باشد از مستقولات ثانویہ است و اثر سے از آثار او چون واسطہ ترتیب آثار تو اند شد۔ میگوئیم کون و حصول تعبیر نسبت از نسبت کہ مہیت را بصفت علم است فی الحقیقتہ وجود بہاں نسبت است بل صفت علم بل ذات حق چہ صفت در خارج عین ذات است بچنین کون خارجی تعبیر نسبت از نسبت مہیت بظاہر وجود۔ اگر چه متکلمین وجود را عین واجب نمی دانند بلکہ حقیقت وجود را میبندند اگر از این سر آگاہ می شدند وجود را بہاں شیوں کہ واسطہ قبول این نسبت شدہ اند می دانستند بلکہ ذات واجب میداشتند و وجود را بہ اتفاق مشترک معنوی می گفتند۔ آگاہ باشی کہ بہ این بیانی کہ کردیم جعل جاعل در مہیات بطریق ایجاب پیدا شد بیچارہ حکمانیکہ دریافتہ اند کہ علم واجب واسطہ وجود ممکن است غایب الامر وجود خارجی را ہم کردہ اند۔ هذا۔ اما خدمت کلام شیخ محقق صدر الملة والذین لازم است۔ بار خدا یا مگر گوئیم کہ حضرت شیخ جعلی را کہ تبار در اذیان است و آل استناد بہ فاعل است۔ بے ملاحظہ قبول علمی آل را کردہ اند۔

۴۔ بنگر کردہ دروں بیرونش نور
درے ز عجب بگی لبہ نوع ظهور
یا بندہ انواع ظهورش باطن
واں ظاہر در پر وہ وحدت مستور
۵۔ تکوین کہ دو کون را ضیاء در داوہ
دانی کہ در عدم چہ سماں بکشادہ
ساخت شدہ نسبتے دروں ابروں
در بیرون عکس آل عکس افتادہ

رباعی اول در تصور معنی کان اللہ ولم یکن معہ شیء است در باعی ثانی در بیان حقیقت تکوین است تا وہمیت وجود کاینات بہ وضوح برسد و آثار حساریہ مشاہدہ بہ اصل خود کہ عجب است تعالی و تقدس طمق کردند۔ ہاں طالب تحقیق آئینہ فرض کن کہ روی بمعرا از کثافت و کدورت۔ ہم ظاہرش بہ صیقل و ہم باطن و ظاہرش بہ اشکال مختلفہ متضادہ متشکل۔ لیکن این اشکال جز در مرآت باطنی اش ظاہرنے۔ ظاہرش ہچنان برصراحت گزرتت خود ثابت۔ اکنون ظاہر مرآت

را ظاہر وجود کہ طرف خارج است بدان۔ و باطن وجود کہ جہت علم است تصور کن۔ و گزویت
 ظاہر را تعبیرے از وحدت ذاتیہ وجود در خاطر آر و اشکال مختلفہ آورا اعتبارات و حیثیات
 آن بگیر۔ و این حیثیات را و اعتبارات را در خارج عین ذات بدان تا صورت گزویت
 اورا کہ عبارت از وحدت و اطلاق اوست ثابت یابی و انعکاس این اشکال را در مراتب
 باطن حصول صورت علمیہ آن اعتبارات تصور کن اینک معنی کان اللہ ولم یکن معنی چہ ظاہر وجود
 کہ وجوب وصف خاص اوست ہمچنان بر گزویت و یگانگی خود است ہچگونہ کثرتے پر ایمن عزتش
 منگشتہ۔ اکنون معنی تکوین را در باب تکوین عبارت از آن است کہ حضرت مرآة تعالیٰ شانہ
 بقدرت کاملہ آن صور متنقشہ در باطن را نسبت بظہول کیفیتی بظاہر خود بخشیدہ کہ بواسطہ آن
 نسبت عکس آن عکوس بر مراتب ظاہر افتادہ یعنی بواسطہ آن نسبت چنان می نماید کہ آن عکوس
 را وجودے در خارج است۔ اگر کسی بگوید کہ نسبتے کہ مقتضی این ظہور است از لوازم ذاتیہ آن
 صور است چنانچہ در ہر صورت علمیہ نسبت بمعلو مش می بینی پس قدرت را چہ تاثیر میگوید
 کہ قیاسی غائب بر شاہد میکنی ہر صورت علمیہ کہ ترا حاصل است صورت علمیہ مقدر است
 کہ از قدرت کاملہ لباس آن نسبت را در بردہ بذات خود صاحب آن نسبت نیست
 لا یعلم الغیب الا اللہ آگاہ باشی کہ وجود کائنات و رویم افتادہ آثار خارجہ از افعال
 اوصاف مستند بہ واجب شدہ۔ اللہ المشرق والمغرب فاینما قولوا۔ فثم وجه اللہ

- | | | |
|-----|---------------------------------|-----------------------------------|
| ۴۔ | ما صورت و حق آئینہ عکس نما است | این است معنی کہ حق را با ما است |
| ۵۔ | ہر صورت در ظہور شرط و گزویت | این نسبت اسباب ازین و پیدا است |
| ۶۔ | آن کسی کہ نسبتش با گشتہ عیان | در مذہب اہل حق جز بیچ مدال |
| ۷۔ | حق موجود است قادر مطلق اوست | و این مشت خیال حلقہ و ہم آوگماں |
| ۸۔ | حادثہ کہ نہ باشد بدو آن پایندہ | تاثیر کند بہ حادثہ آئیندہ |
| ۹۔ | سبحان اللہ زبے خیالیہ باطل | این است وجودے علمش نہ آئیندہ |
| ۱۰۔ | آنجا کہ حق است جمالی بے سبب است | از کن نیکوں جز این و ش بس عیب است |
| ۱۱۔ | کسے کہ وجود او بجز وہی نیست | نسبت حق را کند کسے بے ادب است |

ایں چار رباعی در بیان آن است کہ کیسے کہ منسوب بہ بندہ است کہ ام است ہر گاہ قدرت فعل متشبہ بحق شد انتساب کسب بصورت علمیه چه معنی دارد۔ بدانکہ صورت کاینات اگرچہ بجز و امر کن بظہور رسیده اندومی رسند لیکن عادت اللہ بریں جاری شدہ کہ ہر ظہور سے را مشروط بظہور دیگر داشته بیست اشیا بیک دیگر عبارت ازیں شرطیہ است۔ پس کاسبتیت بندہ را اسباب را عبارت ازیں شرطیہ است مراں اسباب را قدرت و فعل حجب منسوب بحق است۔ اور وہمبہ را تا اثر کے نسبت و گاہ ممکن می گویند و ظاہر وجود میخوانند از حیثیت تقید و تعیین با حکام باطن و کسب این وجود متقید عبارت از تعلق ارادہ حادثہ است بظہور امرے و آن متقید را در ظہور آن امر مدخلیتہ جز باں تعلق ارادہ نیست۔ بجز تعلق باں متقید بعد م می رود و متقید دیگر بقدرت کاملہ تامہ بظہور می رسد بالجملہ مجموع حوادث مربوط بقدرت کاملہ مطلقہ است قدرت ناقصہ را ہیچگونہ مدخلیتہ در آن نیست بلکہ در الشیخ ابی الحسن الامتحری نور اللہ مرقدہ این معنی است غرض از رباعی سوم و اگر کسب اسباب عبارت از چنگدن است بہ اسباب چنگ زدنے مستند بر علم بہ تاثیر اسباب و بقائے ایشان پس کسب امرے دست و سہی و نسبت دادن امور وہمبہ بحضرت حق سبحانہ سے ادب است ہر چند کہ لاف علی فی الوجود و غیرہ۔ این معنی است غرض از رباعی چہارم لفظاً

۱۔ ہر صورت علمیه کہ ہستش گوئی

زماں ہست کہ بوسے اسی ازوے می پویی

معالم کہ اصل است وجود علم است

جہل است اگر جزاں کہ روش می پویی

۱۱۔ ممکن کہ جز در حدیثش بخشاد

در بد و نظر بہ ہستیش فتوی داد

او در ہستی و ہستی اندر و سے بود

یچار بہ اشتباہ نامے بہنا د

در رباعی اول اشارت بدفع مشکلی است کہ بر تقدیمات سابق وارد می شود۔ بیان نشان است

کہ از سخنان گذشته چنان مفہوم شد کہ ماہیات را جز در علم وجود سے نیست یعنی صاحب آثار حساریہ

مشاہدہ می دانند نہ مجرد کون و حصول چه تحقیق این دانش گذشته و حال آنکہ عقول حکم بوجود ماہیات می

کنند و بے شک آن حکمے است مطابق واقع دفعش آن است کہ ماہیات میکنند و بے شک

آن حکمے است مطابق واقع نظر رانی در مراتب بر مری است و مری حضرت شیخ قدس سرہ العزیز

در فتوحات می فرماید ما هیات است در علم برزخی بین الوجود والعدم و لهذا اعیان ثابتہ می
 گویند۔ نشان و ہمیں برزخ رحال می گویند از وجہ موجود است و از وجہ معدوم۔ موجود
 حکم بوجود ما هیات ہماں اعتبار است۔ باعتبار نفس شاں غایت الامر عقول ناقصہ ازین سہ
 آگاہ نہ می شوند۔ گمان می برند کہ باطن ایشان حکم بوجود ما ہیات کردہ بتخصیص کہ مرئی بصورت
 مرآت آید۔

۱۳۔ از صفائی می و لطافت حیا م در ہم آمیخت رنگ جام مدام
 ہمہ جام است نیست گوئی۔ یادام است نیست گوئی جام
 بلکہ در این اشعار ابن اعرابی قدس سرہ زیبا اشارتے کردہ کہ وجود ما ہیات عین ما ہیات
 است یعنی وجود ما ہیات ہماں است کہ در خارج بہ صورت ما ہیات برآمدہ یعنی آنچه عقول
 اذراں تعبیر بہ مستی میکنند و بعد از دریافت در اشیا کون و حصول کہ از آثار خارجہ اشیا است
 بہ اشیا منترتب می شود آن ذوات آن اشیا است۔

۱۴۔ این صورت علمیه کہ در جلوہ گرئی است از خال و خلش جمال مقصود بری است
 ادراک مرکب است مرآت خود است در شہ چشم بون از بے بصری است
 یعنی صور علمیه کہ در عرصہ ظهور نمودے پیدا کردہ اند یا متعین و تمیز می نمایند مقصود کہ مرتبہ وحدت
 است و آن را تجلی وانی گویند جمال اذراں تعین و تمیز بری است این صورت ہیئت ادراک مرکب است
 یعنی ادراکے است کہ ادراک و مرکب می شود چه تعین وحدت و تعین او
 ساری است۔ اذراں است کہ ہر چه مدرک می شود اول حق مدرک می شود و بعد اذراں او۔ این
 ادراک مرآت خود است نہ مرآت حق۔ آسے در بدایت توجید بہ جهت برزخیتے کہ بین لادراک
 ثابت است مرآت حق شدہ صورت معنی صائر ایت نشی الا و مرآت اللہ می شود
 لیکن دریں مرتبہ ما ذن بے بصری است۔ بریں قیاس کن سایر تجلیات را از آنچه در مراتب
 انوار می شود چنانچہ عالم را ہمہ یک نور صاف می بیند و حق می یابد یا عالم را نیز می بیند و آن
 ساقی می یابد۔ بالجملہ ہر چه متمیز می شود و یا موجودے کہ صورت غیرتیت دارد آن مقصود و منزل
 نیست۔ ایضا۔

۱۴۔ در علم دو وجه است بے شبہ و ریب یک وجه بہ شاہد است بیک و جہ غیب
 در وجه شاہد ہمہ رنگ است و تمیز در وجه غیب نشان است نہ غیب
 از مقدمات گزشتہ معلوم کردی کہ علم را دو دست است۔ بیک ویش بوحسب است
 کہ غیب اوست و بیک ویش بخود است کہ شاہد و حاضر اوست۔ ہر گاہ مرآت غیب
 و وحدت شود ظاہر دہے وحدت نخواہد بود کہ در کمال یگانگی و بساطت است۔ پس
 اگر ہزار مرآت فرض کنی کہ ہرگز اختلاف و تمایز در صور او نخواہد پیدا شد و ہر گاہ مرآت
 خود شود با مرایے دیگر اختلاف و تمایز خواہد بود۔ چوں ترا ہرگز سے ہاں مقام ناقذادہ صورت
 ہاں معنی کہ خارج مملو است از باہیات مختلفہ لا اقل از صفات مختلفہ در باطن متشکل گشتہ
 چگونہ تعقل ہاں معنی توانی کرد۔

۱۵۔ ہاں علم بسیط بے تمیز است و نشان در ساخت اوندہ راہ ہاں اوندہ آن
 چوں حاصل تازہ ندارد نتوان تحصیل نمود کہین مجال است عیاں
 ہاں رباعی اشارت بہ آن است کہ تحصیل حق یعنی بندہ کہ تعین اولی است و زیاد است زائد
 نیست و لہذا آن را تجلی ذاتی گفتہ می شود بہمت ادراک بسیط۔ مجال است۔ آسے ظہور
 ادراک بسیط در مقام استہلاک می باشد نہ تحصیل او و اگرچہ ہرچہ ہرچہ مد رک می شود اول حق مد رک
 می شود تقریبش آن است کہ نسبت حاصلہ از ادراک بسیط در ہر مرتبہ کہ باشد بہاں نسبت
 است کہ اول حاصل شدہ تراز جزو در جزو دوم از ادراک نیست و بندہ ہرگز انراں نسبت ہر
 است بلکہ ہاں نسبت مقدم وجود بندہ و واسطہ فیض اوست و لہذا آن نسبت نیز در نظر عامہ
 مخفی است چہ ظہور اشیا بندہ است و آن نسبت را ضیے در وجود نیست۔

۱۶۔ از حضرت ذات بہر استہلاک است استہلاکے کہ از تصور پاک است
 آن معرفت است نامش ادراک بسیط آنجا چہ محل دانش ادراک است
 ہاں رباعی اشارت است بہ آنکہ از تجلی ذات بہر غیر استہلاک نیست و مقام ادراک بسیط و ہاں است
 و ایضا اشارہ است بہ آنچه بعضی از اکابر گفتہ اند کہ ادراک بسیط مسمی بہ معرفت است و ادراک مرکب
 مسمی بہ علم الہیاً۔

۱۶- اوراک بسیط موطن محمود فن

این است تفاوت که درین موطن قدس

۱۸- هنگام شعور ازین مقام عالی

در پرده نور یک ظویرے وارد

۱۹- لیکن باید که نور آن باطن پاک

در دیده ہمیں کون حصولی مانند

۲۰- یارب چه کند کلامی بے چاره

ہستی بجمال قرب از دستور است

ہر جا ہستی است دارد آنجا ماوا

ظاہر شدہ جنت عرشی وحدت بہتہا

ہر چیز کہ ہست ہست افش خالی

این است نتیجہ معلوم حالی

ہر لحظہ نیفتد ز مقام ادراک

تا یافت شود نتیجہ استہلاک

کز کوئی حقیقت نہ شود آوارہ

کون است حصول در دلش سیارہ

رباعی اول اشارت است بہ آنکہ اوراک بسیط ہمہ موجودات را حاصل است تفاوت

آن است کہ استہلاک نہ در ضمن ادراک مرکب حاصل است۔ دیگران را در ضمن ادراک مرکب

دیگر مستہلاک در اغلب مسبوق است بہ علم مرتبہ الوہیت و بعد از تنزل نیز مقید بہاں علم

است۔ دیگران را مجرد ذات مدرک علم بہ مرتبہ الوہیت مربوط است بہ علم ہمکن من حیث انہ

ممکن کہ من عرف نفسه فقد عرف ربه۔ و آنکہ بعضے حکماً و بعضے از متکلمین علم با فریدگار را مربوط

بعدم ہمکن نہ اشقتہ اند خطا است چنانچہ ظاہر است۔ رباعی دوم در بیان آن است کہ

در وقت تنزل از مقام استہلاک است ہر چیز کہ جمال مقصود کہ مدرک بسیط است رؤے

در خفا دارد اما حال در علم مندرج می باشد و این معنی را در پرده نور بزرگ ظویرے می باشد و ادراک

آن نور ادراک مرکب می باشد۔ رباعی سوم اشارت است بہ آنکہ وظیفہ طالب صاحب بصیرہ آن است

کہ خود را بہ این ادراک مرکب نگذارد و ہمیشہ در مقام نایافت خود نشیند چندانکہ مقام استہلاک

ننگین یابد و از سکر حال بہ صحو آید چنانچہ باطش غرقی لچہ فنا شود و ظاہرش حاضر با نچہ سرود در

رباعی چہارم ظاہر است۔

زینہار طلب کن کہ مشکل یابی

در فکر چنین مشو کہ باطل یابی

۲۱- خواہی کہ جمال غیب در دل یابی

در ذات خدا نفسگر آمد باطل

۱- می گویند از اینجا است کہ از معشوقی گزشتہ بہ نفس عشق آر میبیرہ۔ منہ قدس سرہ

چہ در اول یافتن کہ آن را علم می گویند خواه بسیط باشد۔ آن علم خواه مرکب بذات متعلق نمی شود
 رباعی چهارم ظاہر است بنہایت عروج تا مرتبہ وحدت است و فوق آن حیرت و نادانی است
 پس معنی لا تفکر وافی ذات اللہ آن است کہ ذات اللہ تعالیٰ معلوم بہ بیچ علم نمی شود۔ حاصل
 آنکہ ذات من حیث ہی متعلق بیچ ادراک نیست۔ *سَمَوَاءٌ أُضِیْفَتْ إِلَى الْحَقِّ وَالْحَقُّ
 الْخَالِقُ كَقَوْلِهِ لَا شَيْءَ يَدْرُسُهُ وَهُوَ يُدْرَسُ*۔ اور اجزای ہاں باشند نہ نعتی جز آنکہ ہر چیز بہ نعت
 و وصف مترتب می شود بر نفس او مترتب نمی شود۔ نمی باشد مگر بہاں اعتبارات ذاتیہ او
 در خارج نیست مگر بہاں بعد از ظہور اعتبارات ذاتیہ اش میگویند۔ نقص وقتے است کہ در
 خارج امرے بماند کہ متعلق علم بود۔ و خوش گفت عامر نے کہ ذات اللہ *كَلِمَةُ عِلْمٍ وَ*
كَلِمَةُ ارَادَةٍ إِلَى مَا لَا يَتَنَاهَى مِنَ الشَّيْءِ وَالصِّفَاتِ وَارْتِبَاهِ عَدَمِ
 تناہی است کہ محبان ذات را بیچگونہ تسکینے نمی شود و معنی بیت :

در یک دم اگر ہزار دریا بکشتی گم باید کرد تشنہ لب باید بود
 از اینساں بظہور می رسد چہ طلب بسیط بنہایت را با برایتے کہ تصور کنی نایافتن لازم است این است
 کہ سخن از باب علم تصحیح اہل حیرت و عاجزاں از ادراک را طریق دیگر است ایضا۔

۲۲۔ خواہی حق را بغیب منظر بینی
 می کوش کہ بے صورت تحقیقی را
 بنشین کہ محال است کہ دیگر بینی
 در منظر موبہوم مصور بینی
 این رباعی اشارت است بہ آنکہ چنانچہ ادراک بہ بصیرتہ مجردہ و مرآة تنزلات نمی باشد و بیت نیز
 مجردہ مرآة تنزلات نمی باشد

۲۳۔ حق نقطہ جہاں جہاں دائرہ دال
 آن دائرہ صورت معلوم نقطہ است
 ۲۴۔ گر نقطہ جہاں بود ذات نقطہ
 گرد و چو جہاں کہ جملہ مراتب حق است
 بے دائرہ آن نقطہ نیامد بمیان
 دال نقطہ در و بجلوہ گشتہ عیان
 دال شکل نمود اعتبارات نقطہ
 خط و نقطہ و دائرہ مراتب نقطہ

این رباعی اول تشبیه است و نمودن صورت در تصور موهوم غایت الامر نقصان آن است که نقطه را با قطع نظر از دائره صورت محققه هست مثال مطابق آن است که نقطه را ذات مجرد او فرض کنی و صفات موجود او را از حمت اشراق و جسامت و حرکت اعتبارات ذاتیه که در خارج عین ذات او باشند و در علم مغایر - چنانچه در رباعی دوم اشارت به آن کرده شده - ایضا.

۲۵ - هر چند که دائره زوهم است نمود در نقطه عرض دائره شد مشهود

گویند که در نظاره کشف و شهود اعیان همه عارض اند معروض وجود

این رباعی اشارت است بآنکه وجود ممکنات زاید است با ممکنات لیکن برخلاف آنچه متکلمین

میگویند وجود معروض است و ما هیات عارض

۲۶ - گر نقطه بچولان که خود آئی در بیرون کشد از دائره و از خط سر

در ظاهر علم اگر کج و راست شود در باطن علمش نبود هیچ اثر

این رباعی در ضمن این مثال در بیان آن است که صفات اجسام جزو هم نمودی نیست و موجود معلوم

جز صفات حقیقتی هیچ نیست تقریرش آن است که نقطه به هر طریق که حرکت کند ابتدا در حس مشترک

جز صفات موجود نقطه هیچ بود - نمی افتد صورت خط و دائره جز تصرف و هم هیچ نیست تفصیل

و تبیین مثل موقوف بر دانش بسیار است عرصه ادراک کاتب و حوصله رساله گنجایش آن ندارد

بسیچ نباشد این قدر خود مبدائی که از ترکیب چهار جسم بزرگ چه مقدار الوان و اشکال مختلفه در رساوات

سبعه و مراتب عنصریات بظهور رسیده از همین جانشعبه ظهور را در باب ایضا

۲۷ - بان تا نه کنی غلط کم از کم دانی این باطن را بر اول نه ظاهر دانی

ظاہر بدی که بے خیال روش هر چند کنی تخمیلش نتوانی

این رباعی تصریح است بر آنکه حق سبحانه و تعالی با صفات ذاتیه خود در جمیع مراتب اجسام

ساری است - مقوم صفات و همیید اجسام جز صفات حقیقت واجب هیچ نیست چنانچه

در رباعی سابق در ضمن مثال مبین شد

۲۸ - هر جا هستی است کز نبات است جواد گنجی ز صفات خود در وحی بنهاد

هستی چو بذات خود علیم است قدیر از هست چگونگی علم و قدرت افتاد

۲۹- در ہر شکلے کہ رنگ ہستی پیدا است
 روحے است کہ قادر و مرید انا است
 لیکن یک نگ بے ترو گذشتہ
 در ظاہر علم ازین صفتہا یکتا است

این دو رباعی نیز در بیان سریان حق است با صفات ذاتیہ خود در جمیع مراتب اجسام رباعی اول
 ظاہر است رباعی دوم منقطن وجہ عدم ظہور آن صفات است. تفسیرش آن است کہ عدم
 اختلاف در اطوار جادات مثلاً صورت علم و ارادت و قدرت ایشان را از افہام مخفی ساختہ گذرند
 آب مثلاً بہ ارادہ خود متوجہ ہستی میشود و بدانش خود از بلندی احترام می کند الی غیر ذلک اکثر
 مقاصد و ارادت و تدبیرات متفرعہ بر آن صفات حیوانات را ظاہر ساختہ و اگر نہ ہر کجا وجود
 ہستی است البتہ علم و قدرت و غیر آن ہست چہ صفات ذاتیہ شئی از شئی مترفع الا انفا کسند
 بالجملہ حق را در منظر اجسام منزہ از صفات اجسام بدان لیس کمثلہ شفق و عوالمیبع
 البصیر۔

از تو اسے پیرنگ با چندیں صور
 ہم مشبہ ہم منزہ خیرہ سر
 ۳۰- حق روح جہاں نفس آفاق بدن
 چون نقطہ کہ در دائرہ دارد مسکن
 ظاہر و روحے صفات نقطہ است
 منظر مگزار چنگ در ظاہر زن
 ۳۱- این ظاہر بے مثل لبان بدن است
 روح است بہ اعتبار اطلاق وجود
 وال لیس کمثلہ در و نجیمہ زن است
 گاہے نفس است گاہ وئیں قرن است
 ۳۲- ہم پیرنگ است یا رہم رنگ پذیر
 این سمع و بصر جز او ندارد و گرے
 آن لیس کمثلہ سمیع است و بصیر
 آن جملہ غنی است و ما سوی جملہ فقیر

رباعی اول اشارت است بہ آنکہ حق سبحانہ و تعالیٰ در مراتب کاینات باعتبار صفات ظاہر و در ظاہر
 ایشان بہ سان روح است در بدن چنانچہ گزشتہ۔ رباعی دوم اشارت است بہ آنکہ ہا پنجہ روح
 کاینات است نسبت بہ اطلاق وجود بہ سان بدنست۔ این دو فقرہ بیان آن است و مثبت
 آنکہ در ہر یک است و ہمچنین ماحی نمود برون بل مثبت وجود برون مبقید آن است کہ ماورائی است
 واللہ من ورائہم محیط شک نیست کہ آن صفات عمو و اثبات را منظرے در کاینات
 است فافہم و تأمل نسبت بروح باطن است و ہمیں مظاہرہ نمود در عین آنکہ خود را

در ہمہ می بسیند ہمہ در خود می بسیند در عین اثبات وجود ماحی نمود است۔ رباعی سیوم تفصیل ہمیں
معنی است۔

۳۳۔ تنزیہ فقط ز علم سوسے ادب است
از طلقی و سمع صاحب دل عجب است
در ظاہر آیات بسے تشبیہ است
در باطن خود تمام آیات اب است
۳۴۔ تشبہ را کہ بوسے تنزیہ پیش نیست
در اکثر تنزیلات توجہ پیش نیست
این نکتہ ز فہم درمان محشر یا بد
سہل است و روز اگرچہ تنزیہ نیست

مقصود رباعی اول ظاہر است۔ غرض از رباعی دوم آن است کہ ہر کہ در مقام تشبیہ صرف است
یعنی صفات حق را منحصر میدانند در صفات ظاہرہ از مخلوقات اکثر آیات الہی بنا بر اعتقاد
اولی توجہ است تعالی اللہ عن ذلک علواً کبیراً۔ و اگر نفی تنزیہ باین معنی می کند کہ ذات حق تعالی
در اے ذوات مخلوقات نیست و حق را وجود علیحدہ نیست پس او در حق صرف است و محال
او باطل چنانچہ ذات ہر یک در اے ذات آن دیگر نیست اگرچہ صورت ہر یک کہ فی الواقع
مخلوق ہماں است در خارج کما الصورة فی المبدأ است در اے آن دیگر است پس
یک آیینہ است کہ در اے صورتہ ممکنہ مختلفہ می نماید و فعل و صفت ظاہرہ از این صورت تمام
از اے آیینہ است و آن ذات حق است و اے صفات و افعال بلا نہایت است و در اے
این صفات و افعال

گاہ خورشید و گے دریا شوی
گاہ کوه قاف و گے عنقا شوی
تو نہ آن باشی نہ این در ذات خویش
اے برون از وہمہا در پیش پیش
از تو اے بیرنگ با چہ زین صور
ہم مشبہ ہم منزہ خیرہ سر
و اگر نفی تنزیہ از صفات اجسام و لوازم آن می کند بچون نفی تنزیہ نقطہ حوالہ از وارگی پس غافل
است از دقائق علم بخیر۔ نعوذ باللہ۔ اگر باین عقیدہ اثبات صفات و زیادتی آنہا می کردہ باشد
ہذا۔ فانہ خطاب فاصل بین الحق و الباطل۔

۳۵۔ چوں ظاہر علم پرہ مقصود است
از نقش دے بسوسے نقش گیر
این مشت جنجال سر بہ سرنابو است
و انگاہ نظارہ کن کہ حق موجود است

ایں رباعی اشارت است بہ آنکہ حجاب مقصود نقوش صورت علیہ است کہ در مرتبہ دوم مدک می شود
از علم کہ بختن و خود را بہ شوری و غیبت در دادن راه مقصود است در آن موطن باطن مستغرق
انوار قشادہ است۔

۳۶۔ ہر حس تو نہر بیت ز انہار نقوش
شہر ظاہر و باطن تو در کار نقوش
برخیز و جمال نقش بندی بطلب
کاں ساں شودت شکست باز از نقوش
مقصود ظاہر است

۳۷۔ چون نقش نہادہ رو بہ نقش آری
زال لوج وجود نسخہ بر و آری
نورے بے رنگ نر جانش گرود
ز نہار کہ دل بہ نر جہاں نسپاری
ایں رباعی اشارت است بہ آنچه سابقاً گذشت کہ بعد از استہلاک و ضمحللال نورے بے رنگے بخت
نشنہ خبرے از مقصود میدہد اما طالب صاحب بصیرت می باید نفی آن نمود کند و از تجلی صورتی
کہ در دائرہ ایں نور پیرنگ است بہ تجلی معنوی کہ در کسوت صفت اطلاق است بگر برد ہر چند
کہ بہ نفی او منفی نہ شود بلکہ فوت گیرد با لحد صاحب ایں نسبت را لازم است کہ سعی و استہام او
در نفی باشد قطعاً بہ اثبات متوجہ نہ شود ازین است کہ قطب المحققین خواجہ عبداللہ میفرمودند
کہ نسبت ما بغایت محبوب است از نفس توجہ محبوب می شود چہ توجہ و اثبات جریان نور
پیرنگ نمی باشد لافکر وافی ذات اللہ حقیقت آن نسبت استہلاک سر و ضمحلل
اوست در غیبت ہویت بجزب و تصرف غیبی چون ایں معنی قرار گیرد و ام آراہ دست
و ہر مزاحمت نر جہاں از میان بر خاہد خواست مگر در مطالعہ کثرت در وحدت یا وحدت در
کثرت کہ ردیے کہر یا کہ عبارت از ان نر جہاں است در میان خواہد آمد ہر چند کہ بہ سان
ذات است نسبت بہ مدلول کہ نزد ادراک دال توجہ مدک کہ بمدلول است عاشقے کہ خبرے
مشتوق می شنواں گرفتار معنی خبر است کہ۔ کاندہ ہو۔ الفاظ مذکور او نیستند
آن است کہ ادراک و اصل میان نر جہاں وحی است بلکہ حق عین آن ادراک است

۳۸۔ ازین رباعی معنی نقش بندی را در باب۔ منہ تدبیر سرہ

درد نصفہ نزعہاں مطالعہ جمال خود میکنند

ما کیتھم اندر جہاں بیچ بیچ چوں الت خود او ندارد بیچ بیچ

والله يقول الحق وهو يهدى السبيل

۳۸۔ آن سیرنگی چو پر تو انداز شود بس راز نفقہ را کہ عنماز شود

ہر جانوائے ست برکشہ جملہ بہ خود وانگہ پیئے انکشاف ہر راز شود

اِس رُباعی اشارت ست بانکہ آن نُور پیرنگ چوں قوت یابد پر تو انداز دو جملہ کابینات را فرو
گیرد و در نور اینست او سر بیان حق در مراتب کابینات بطور رسد و معنی ہوا لاول و لآخر و الظاہ
و الباطن روشن گردد۔ سر اِس معنی آن است کہ چوں محب صادق بحضرت ذات مہذب شود
پردہ محبوبان مجازی از میان برافتد صرف محبت در جلوہ آید ہر گاہ از ان مقام تنزل نماید
اِس محبت ذوق جمال مجازی را از میان بر اندازد و بحکم محبت در جلوہ کاشاہ غیب ہویت از
مقام خود تنزل نموده در کسوت نُور پیرنگ متجلی گردد چوں ہر چه مدرک میشود پر تو انداختن اِس
نُور پیرنگ آن است کہ مقبول ہر ادراک اِس نُور پیرنگ مدرک میشود چنانچہ پیش از مقبول
بآن ادراک صورت ممکن مدرک می شد اِس معنی بعد از قوت گرفتن محبت است و قوت گرفتن
محبت بہ تواتر استنلاک و انجذاب است و بعد از پر تو انداختن درجہ دیگر آن است کہ در
جملہ کائنات اِس نُور پیرنگ را ساری یابد بنظر واحد و صور اشیا همچوں سرابے بے نُور۔ درجہ

بلکہ بیک حق قطعاً مدرک نیست در جہاں اصلاً منتف۔ لآنہ ہو۔ زان سرابے ہر بار گشتند جیب و سرتھی۔ نسبت اِس نزعہاں
بنات نسبت حرارت آفتاب است بہ آفتاب کہ پر کوسے ظاہر شود چنانچہ کورنہ ذوق حرارت را عین آفتاب
نمی داند اِس منجبتی نہ۔ واصل سر۔ اِس نزعہاں را عین ذات دارد۔ نمی ماند داند۔ اِغی کہ مارے دار بیکن خوف اِس وہم
در مداری ادراک اِنصالی بحضرت ذات است کہ خارج است از دائرہ تقریر تحریر۔ اِنصالی بے تکلیف
بے قیاس ہست رب الناس را با جان ناس بیک گفتیم ناس را شناس نہ ناس غیر از جان جان شناس۔ نہ اِس
انصال جان و سر واصل راست نہ ادراک ادرا۔ لآنکہ کہ الابصار و ہویدرک الابصار۔ سہ قس سر۔

سہ زید ابوالحسن فاروقی گوید بر حاشیہ کتاب اِس عبارت بطوریکہ نوشتہ است نقل شدہ۔ بیک در حقیقت اِس دو شعر است کہ بہ

اِس بیچ مسوع شدہ
انصال بے حقیقت قیاس
یک گفتیم ناس را شناس نہ
ہست رب ناس با جان
جان با غیر جان می شناس

۴۲۔ یک لحظہ سر سے بچیب ہستی درکش
 عرفی انا گوئی را خطے پر سرکشش
 گر مرد رہی بہ نامرادی خو کن
 یعنی کہ نگار نیستی در برکشش

رباعی اول اشارت است بقرب نوافل و قرب فرائض۔ بیت اول اشارت بقرب اول
 است و بیت ثانی اشارت بقرب ثانی۔ رباعی دوم اشارت بہ غیبتی است کہ حاصل قربین است
 و خود کردن بہ نامرادی و دور کشیدن نیستی بہت تم تکلیف است در فنا و استہلاک کہ اہل سنی
 بعد از جمع رومی باشد باطن نشان عرق لہجہ فنا و ظاہر حاضر بہ آنچه می رود و اقرب طرق و حصول
 این معنی طریقہ علیہ نقشبندیہ احرار یہ است۔

۴۳۔ این سکہ کہ من زوم بنام فقر است
 دین روشنی از نور تمام فقر است
 بر خیز و رہ خواجہ اسرار بگیر
 کان راہ ز سرحد مقام فقر است

اقرب و اعلیٰ طریق مشائخ قدس اللہ اسرارہم طریقہ علیہ احرار یہ نقشبندیہ است۔ اول در آمد
 ایشان را در اک بسط است کہ غلبہ بہت حقیقت بر خلقت است و محل تجلی انوار ذات
 است و ظهور وجہ خاص است بہت این معنی را کہ مغلوبیت ادراکات مرکبہ و ظهور تباہ
 صحیح سعادت و صولی است۔ حضور و آگاہی میگویند و ہر گاہ در غلبات کشمش و انجذاب
 ادراکات مرکبہ تمام از میان رخت بچہ بند و بل بہ تبعیت و آگاہی نیز شعورے نماز تعبیر بہ فنا
 و فنا نامی گفتن نواتر این نسبت را وجود عدم میگویند و بلکہ ظهور این نسبت را بتواتر
 عظیم می شمارند

و صل اعدا اگر توانی کرد
 کار مرداں مرد وانی کرد
 از اینجا است کہ دریں وقت میگویند وجود عدم منجر بوجود فنا شدہا کہ از فنا فناے
 صفات بشریت میخواهند و ہر گاہ حق سبحانہ بہ محض عنایت لہجہ بخشد کہ در پر تو آن نور
 دیدند کہ حضور با حضرت پر توے است از وصف حضور ذاتی آن حضرت بخودش فناے حقیقی
 مشرف شدند از ایشان نہ نام ماندنہ نشان ہر چه بہ ایشان منسوب بود تمام بہ اصل خود رسید

۵۔ این اشارت ہر جا در کتب واقع شدہ و با غرض واحد است و بہ خاص ہاں مد رک بسط است کہ مقدم
 مسالک است و بہت حقیقت است و نسبت با و تجلی ذاتی است۔ منہ وقت در سرو

این مقام صفت مبقا باشد است این وجود را وجود فنا می گویند وجود فنا وجود بشریت
 برگز خود نمی کند یعنی عادت اللہ برین ساری است فانی به او صافش مرد و رز می شود عواله تکمیل
 ناقصاں درین منزل است این کشف را کشف علیہ می گویند تعبیر تجلی ذاتی و شهود
 ذاتی یا و داشت میکنند و حقیقت ان تعبیر اللہ کاناک تراه درین موطن میدانند و در بیت
 اخروی را نیز درین منزل اثبات می کنند فرق میان احسان و رویت همچون فرق میان مشاہد
 صاحب جمال و در وقت صبح و در وقت اشراق آفتاب میدانند و میدانند و میگویند بر چه
 که انکشاف ذاتی صفت بصیرت است اما چون حق سبحانہ خبر داده که مہ بارہ چشم را مدخلے
 خواهد بود۔ آسمنا و صدقتا۔ اگر می گفت پیشانی شمارا مدخلے خواہیم داد آن زمان نیز ایماں
 می آوردیم و شہود ما نظرت فی شئی الا و رأیت اللہ فیہ او قبلہ او معہ را پیش از اطلاق
 بر اصول این طائفه و تصدیق بر آن اصول چنداں اعتبای نمی نهند و کم معاینه را بر این اطلاق
 نمی کنند چنانچه بعضی کرده اند بگی اہتمام ایشان در کشف علیہ و غلبات آن نسبت کثیره صفا تہ
 نیز از نظر ایشان مخومی شود۔ از صفت و فعل جز ذات بیچ نمی بینند در عرصه وجود جز بکیت است
 بخت و در نظر شان بصیرت شان نمی نماید این است نہایت مقام انبیاء اولیاء است الی
 رَبِّکَ الْمُنْتَهَى۔ وَ لَیْسَ وَرَاءَ الْعُبَادِ اِلٰہٌ قَرِیْبٌ

۴۴۔ آمد چو رباعی چهار از عشرات	خامش شده خامه و درین بسته دو است
ماہم سخنے را کہ بشر حش گفتم	کردیم تمام بر محمد صلوات
۴۵۔ اندیشہ چو اربعین خود بود بسر	در تفرقه اش چو اہل طنہ ہر منگہ
ہر چند کہ ہست کل یوم فی شان	در ہر شانے نبے نشان داده خبر
۴۶۔ اے خواجہ درین نامہ بی سر است	فہم ز مقید خود دشوار است
از کون و مکان مقیداتش فرواند	مجموعہ ما سلسلہ الاحرار است

تمت الرسالة

نوزدہ تواریخ از اتمام این رسالہ مبارکہ کہ حضرت مولف قدس اللہ سرہ
 در مجلس اعلانہ فرمودہ

Marfat.com

۱۰ ہوا حکیم الفتاح المصنف ۱۱ لوائح محکم موجودیہ در کلم نقشبندی ۱۲ اللہ تعالیٰ بقائش بداد
 ۱۳ وجہ عکس مرآت الصفا ۱۴ حظ وجود مولیٰ ۱۵ فیوض علیا ۱۶ نقل کلم خواجہ پارسا ۱۷
 ظل حی موجود ۱۸ بل ظل حی وجوبی ۱۹ ملاحظہ وجودی ۲۰ مسنن فی بصیرت حدوتی ۲۱ نظم و جوب
 ۲۲ جملگی اسرار احباب توحید ۲۳ تجرّع نصوص حکم ۲۴ نصوص حکم بے ثقل ۲۵ لب مقدمات
 نقد نصوص ۲۶ فیض جود بہا الدین ۲۷ شیخ کل بادا ۲۸ صلی علی آتیم الانوار
 و اہلہ

بجواب

مجموعہ کلام باقی

مجموعہ کلام (۶۹ صفحہ)

خواجہ خواجگان و قبلہ راستاں - صاحب تصرف النفسی آفاقی
حضرت خواجہ رضی الدین محمد السبّاقی مشہور بہ حضرت
خواجہ باقی باللہ قدس اللہ سرہ الاتس

نمبر شمار	عنوان	تعداد صفحات	تعداد ابیات	رموز اشارہ
۱	ثنوی قبل از زمان درویشی	۶	۱۳۸	ق
۲	ثنوی گنج نعتہ	۴۴	۷۲۵	گ
۳	ساقی نامہ	۵	۱۱۱	س
۴	سلسلہ پیران طریقت	۱	۲۲	ضمیمہ س
۵	تاریخ تولد ہرود پیران مبارک	۴	۹۵	تاریخ
۶	تاریخ تولد خواجہ محمد عبداللہ	۱	۸	تاریخ دوم
۷	رباعیات ۴۹ و فردا ۴۳ عد	۷		ب

تحقیق طلبہ رباعیات و

چار سندر

مثنوی قبل از زمان درویشی

در بیان آنکه وجود صوری انسان پر چند که از عالم خلق است اما حسب باطن از حق تعالی است
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱۳۸ اشعار)

- | | | | |
|----|------------------------------|----|----------------------------|
| ۱ | من نه ضعیفم که نمود من است | ۱ | جائے دگر رقص وجود من است |
| ۲ | نقطه عسراب جماعت منم | ۲ | دانه سیراب زراعت منم |
| ۳ | ابروی پیشانی من دلکش است | ۳ | قطره بیانی من آتش است |
| ۴ | عقل نمک ریز کباب من است | ۴ | خون جگر نام شراب من است |
| ۵ | مروک دیده به بند وائی ام | ۵ | گوش نصیحت به رضا جوئی ام |
| ۶ | دیده مستاع سردگان من | ۶ | شور و دو عالم به نمکدان من |
| ۷ | نختر مژگان سرچوگان بس است | ۷ | گوئے توجہ نمک جان بس است |
| ۸ | ناز مشک شکر اینخت | ۸ | درتہ سرپوش نمک ریخت |
| ۹ | بر سر بر بندہ گهر مانده ام | ۹ | در بن هر سوئے شکر مانده ام |
| ۱۰ | خامه کلیدیست در انگشت من | ۱۰ | گنج دو عالم همه درشت من |
| ۱۱ | تکیه به بالین جگر کرده ام | ۱۱ | خسته آلوده بدر کرده ام |
| ۱۲ | غنچه تماشائی بستان من | ۱۲ | رشک بهار است زمستان من |
| ۱۳ | حرف من اکنون به سخن گوئی است | ۱۳ | در پی معجون بنده جوئی است |
| ۱۴ | بر سر بر نکتہ علم می کشم | ۱۴ | بر دم و بر لحظه ستم می کشم |
| ۱۵ | دیده عالم به تماشائے من | ۱۵ | بلبلیم و غنچه به سودائے من |
| ۱۶ | گر بدرم در بدرے نیستم | ۱۶ | زان خودم از دگرے نیستم |
| ۱۷ | گوهرے از کان ضمیر من است | ۱۷ | از نمک سناوه ضمیر من است |
| ۱۸ | صفحه خاطر ورق خویشی ام | ۱۸ | تاج مکرر سرد ویشی ام |

- ۱۹ آہ چہ گفتم دے خامے زوم
 ۲۰ پر چہ مرا بہت ازو دیدہ ام
 ۲۱ کردہ بہ ہنگام بیان ادب
 ۲۲ زان ید بیضا پئے تقصیر من
 ۲۳ خورد و کلان حرم اتحاد
 ۲۴ پرو جوان خوشہ یک دانہ اند
 ۲۵ در نظرت ہر قرۃ چندی کثریت
 ۲۶ خیز و زلمے نظرت راست کن
 ۲۷ شیر شکاراں مسیحی نفس
 ۲۸ اے نمک بے نمکاں در و لم
 ۲۹ آتش سودا سوسے مغرم و وید
 ۳۰ زخم و لم مرہم آں دو دوشد
 ۳۱ آتش و آبے کہ دریں منزل بہت
 ۳۲ خاک بشودل بہ گرانہ مستہ
 ۳۳ بے غرضے شمع نیفر و خفتند
 ۳۴ خیز و بہ سوولے شکارے باز
 ۳۵ مست نہئی پائے خاکے بگری
- دربیانے آنکہ دنیا و عجم دنیا پیچ است و از آنے مطلقے دستے

- ۳۶ این ہمہ سررشتہ پر تاب و پیچ
 ۳۷ غارتنیان اندنگا سے بکن
 ۳۸ اے جنک آہنا کہ از میں بستہ اند
 ۳۹ دست بہ فتراک سحابے زدہ
 ۴۰ سوختہ اے حسد من ہتاب را
 ۳۶ جس زخم بہیدہ چہ چیز است پیچ
 ۳۷ از پئے غارت شدہ آہے بکن
 ۳۸ دل بہ پاکستان دگر بستہ اند
 ۳۹ آتش خود را کف آبے زدہ
 ۴۰ بستہ بہ آتش گذر آب را

- ۴۱ درین دندان تو کل نشین
 ۴۲ دست طمع از دل خود دور کن
 ۴۳ مگر مگسی دست سلامت بگیر
 ۴۴ بر سر برخوان نطنز انداختن
 ۴۵ دل به شیخون کشش دہی
 ۴۶ پوسر هر گفتمه گرانی کنی
 ۴۷ سنگ سلامت سر دندان تو
 ۴۸ گوش بر آوازہ دہن مانده
 ۴۹ دست سوسه خوان عنایت کن
 ۵۰ چسبست پس پیش، پس پیش دست
 ۵۱ جگہ ازان خوان گرم می رسد
 ۵۲ گریه مثل سنگ حصار آوری
 ۵۳ تنگ به بندی لب مقصود را
 ۵۴ روزی پیوسته فراوان رسد
 ۵۵ در پست از روح سبکتر رود
 ۵۶ در به بوس پائے طلب بر نہی
 ۵۷ باد شوی در طرف جستجوے
 ۵۸ آنچه تہ از تست تعنا فل کند
 ۵۹ دست خوش سنگ ندامت شوی
 ۶۰ صاحب عالم به ہمہ حاضر است
 ۶۱ باشی کہ چوں روز قیامت رسد
 ۶۲ شخمه پیشش به ندامت برد
 ۶۳ خواهش اگر پیش و گر کم بود
- خار مشور و قدم گل نشین
 کلبه خود حسانہ ز نیور کن
 در نہ رہ و رسم سلامت بگیر
 نزد زبون گیری خود باخستن
 بینرم بوسیدہ به آتش دہی
 آب شوی حیدر فانی کنی
 و جسم زبان مانده خوان تو
 مانده در کام سخن مانده
 این ہمہ بیچ اند و کفایت کن
 رازق بر خواجہ و در ویش دست
 ہم بخوشی ہم به ستم می رسد
 از خورد و آشام کن آوری
 سنگ دہی خواهش نابود را
 یاد رکاز بر سر احسان رسد
 باد شود با نفست و رود
 خواهش عالم ہمہ بر سر نہی
 خاک شوی در گرد آبر وے
 خنجر به پیود گیت گل کند
 مسخره و گویے سلامت شوی
 بر بد و بر نیک ہمہ ناظر است
 از ہمہ سوبانگ ندامت رسد
 بر سر دیوان حسابت برد
 پلید خواهش به جسم بود

بر سر چہ پاسے چو بہادری است ۶۳ خواہ یکے خواہ دو افتادن است

جانب خوابان نطنز انگت در نیت ۶۵

زندگی و بسیار بود مرد نیت

حکایت

- ۶۶ بے خبر بود گرفتار خویش جوش زن از گرمی باز از خویش
- ۶۷ مرحلہ پیمودہ بہ سودا کے زر کردہ بہ ہر باد یہ و در گذر
- ۶۸ ناگہ ازاں جب کہ بد پیشانی پیش بود دو حسرتی ز پریشانی پیش
- ۶۹ گوشہ چشمتی بہ شکارش رسید طرفہ نگاہ سے پیش کارش رسید
- ۷۰ خواجہ سودا زودہ دیوانہ شد عاشق آں شوگس متانہ شد
- ۷۱ آں ہمہ اسباب یہ یک جو فروخت خرمین بیفائدہ را برق سوخت
- ۷۲ رقص کنال گرم تمنائے خویش نے سر سودا سے نہ پرانے خویش
- ۷۳ ہم سفر سے داشتت بہ سودا سے خام شد بہ ملامت گریش تین کام
- ۷۴ آمد و گفت این چہ مستی کہ چہ بے جہت این بادہ پرستی کہ چہ
- ۷۵ یک نظر است این ہمہ غولی کمن با خرم از تو۔ فضولی کمن
- ۷۶ چوں سخن سرد بہ گوشش رسید گفت کہ اے درد دل یخ ناپدید
- ۷۷ بے خبری از من و کردار من رو کہ نہ فی محرم اسرار من
- ۷۸ شعلہ دیگر بہ چراغ من رسید باد میجا بہ دماغ من رسید
- ۷۹ شد چو بہ دل ریزہ الماس خوار خواہ یکے ریزہ و خواہ سے ہزار
- ۸۰ در سخنم را بہ گزاف آوری بر سر تہمت ہمہ لاف آوری
- ۸۱ مرد نم اینک خبر حال من دادن جاں شاہ و احوال من
- ۸۲ چوں دم آخر نفس گرم داشتت دست اجل از رخس آزر دم داشتت
- ۸۳ آمد و آں نعت گرامی سپرد سروی و گر میش تمامی سپرد
- ۸۴ باقی از افسانہ مردم خموشش در تو اگر چاشنی بہست جوش

- ۸۵ ورنہ برو آتش مے وام کن
 ۸۶ تا بہ تو یک حُصہ عنایت کند
 ۸۷ ساقی السام می آمد سرا
 ۸۸ دست بر آور یہ مئے لاله رنگ
 ۸۹ تا مگر امروز بہ را ہے شوم
 ۹۰ عشق بشارت دہ فرزا نگہی است
 ۹۱ عشق کمال است بہ ہر سو کجا است
 ۹۲ عشق مجازی لقب او نہاد
 ۹۳ دست من اکتوں بہ گہ سفتن است
 ۹۴ روز دگر رونق دیگر و ہسم
 ۹۵ کوشم و چیند آنکہ بہ دریا رسم
 ۹۶ چند دگر سنگ کنم قوت خود
 ۹۷ باغ بہ شتم نفس گل کتم
 ۹۸ کام شوم مشربہ دل خورم
 دست مرا سوسے مستد برید
 ۱۰۰ بر سر آں خواں کہ کر بیان نہند
 ۱۰۱ ہمت پیراں مدد جان من
 ۱۰۲ ار کہ بہ ہمسائی مردم است
 ۱۰۳ عشق سخنندان رموز من است
 ۱۰۴ زینت دل رونق ایمان من
 ۱۰۵ حال تو ہم با تو بگویم کہ چہیت
 ۱۰۶ اے تو تک پاش کباب ولم
 ۱۰۷ مے شگافتہ معنی تویی
 ۸۵ ساقے خود را نفسے رام کن
 ۸۶ حاصل کوین کفایت کند
 ۸۷ حصہ بھی حساب می آمد مرا
 ۸۸ شیشہ ناموس بلیکن بہ سنگ
 ۸۹ قابل نسخہ رنگاہے شوم
 ۹۰ عشق نہ از جملہ دیوانگی است
 ۹۱ قصہ عنقا صفت کیمیا است
 ۹۲ صد دراز و سوسے حقیقت کشاد
 ۹۳ روز نخستین سخن گفتن است
 ۹۴ حصہ درویش و تو نگر و ہم
 ۹۵ موج بر آرم بہ تریا رسم
 ۹۶ در صد و سودن یا قوت خود
 ۹۷ ہر چہ بگویند خصل کتم
 ۹۸ جام شوم زہر ہلاہل خورم
 بر در در یوزہ احمد برید
 ۱۰۰ شاد و گدا را ہمہ کیسان نہند
 ۱۰۱ لطف عند پیراں پیے زمان من
 ۱۰۲ گر ہمہ دیوان است زہن خود کم است
 ۱۰۳ در دل شب شعل سوز من است
 ۱۰۴ مونس من خدم من - جان من
 ۱۰۵ خود تو بگو خدم این پڑہ کیت
 ۱۰۶ چاشنی انداز شہاب ولم
 ۱۰۷ شاہد و ساقی و معنی تویی

- ۱۰۸ روئے زمین آب وجود از تو یافت
 پشت فلک چشمه خود از تو یافت
 ۱۰۹ پنجه نخور مشجله بر دوار تو
 ثابت و سپاره پیے کار تو
 ۱۱۰ اے کہ سر عشق مجازی تراست
 خواہش این شعبده بازی تراست
 ۱۱۱ بایست اول ادب آموختن
 دیدہ ہم دوختن و سوختن
 ۱۱۲ بے ادبی راہ نمود ہواست
 ورنہ ہوا از چہ و عشق از کجاست

۱۱۳ گر نیرافس است سخن گوش کن

ورنہ گو بیژدہ خاموش کن

حکایت

- ۱۱۳ در طرف روم یکے ماہ بود
 لائق نطفہ ارہ و دلخواہ بود
 ۱۱۵ شہد و شکر را بہم کیستہ
 بر سر آں کان نمک ریختہ
 ۱۱۶ شانہ و آئینہ نگندہ زدست
 رستہ ز منت کشی ہر چہ بہت
 ۱۱۷ در ہوس زینت ز حصار خویش
 کردہ حوالہ بہ ادب کار خویش
 ۱۱۸ عنبر احسان غسل یافتہ
 غالبہ عین و جل یافتہ
 ۱۱۹ باد میچاپیے ز بہت گریش
 ساختہ از گرد و تکلف بریش
 ۱۲۰ سر و قدش در روش روح پاک
 در چشم تعظیم ہو سببہ خاک
 ۱۲۱ ماہ کہ سر سلقہ بہ گردوں نہاد
 صبح بگر رویہ زمین چوں نہاد
 ۱۲۲ چونکہ بنفشہ سر تعظیم یافت
 دست دماغ از کرشم سیم یافت
 ۱۲۳ سنگ دور و نرے بر ادب زشت
 لعل شد و بر سر سحر نشست
 ۱۲۴ خسرو عاقل دم بے باک زد
 آمد وز خمی جگرش چاک زد
 ۱۲۵ کوہ کن از تلخی نمکین خویش
 شیر بہا یافت ز شیریں خویش
 ۱۲۶ گنجہ نفس در نفس خویش کرد
 چشم ادب بیک و نفس پیش کرد
 ۱۲۷ آخر گل بانگ تحسین گرفت
 دست کشاودہ دہن گل گرفت
 ۱۲۸ سادہ بے رخ رفت بہ ہما نیش
 لب ہمہ افنون پریش نیش

- ۱۲۹ بر بدو بر یک خوش اندیش بود
 ۱۳۰ نخل بروست قوی میوه چند
 ۱۳۱ گرمی بازار خود آفت از کن
 ۱۳۲ مختشے بے زرد گوهر کہ دید
 ۱۳۳ دیدہ خورشید فرو بستہ نیست
 ۱۳۴ آخر مہ نیست شکستن کہ چه
 ۱۳۵ معنی ناز است کم اندیشیت
 ۱۳۶ ورنفس ما و تو تریاک نیست
 ۱۳۷ گر چه بر آفت عجب گرم گفت
 ۱۳۸ از آتش معنی بجوشش
 گفته حسد و نکته بہ نکته بہ گوشش

تمام شد غنوی قبل از زمانے درویشے
 تعداد اشعار

(۱۳۸)

مشوئی گنج فقر

کہ در زمان درویشی نطنم شدہ

(۷۲۵ اشعار)

حسد او ندا: بفرم را بنامے ۱
 کہ از نا کامی خود کامیایم
 غنا و فقر و فقر اندر غنا گم
 شوم و فقر در پائے الہی
 ز آشوب و اعنم پر چھیتد
 گمے زیں ہر دو بالا تر گمے بنم
 بہ بخشش ایم از موج فقیر
 بگرم در کف از در شاہ ہولے
 ز جوش بیسنہ چوں گرم سبک سیر
 بیابانی چسہ ازیں گو نہ پستی ۱۰
 صدق چندے گرفتہ در کنارت
 صدق بشکن زور یا گوہر آور
 عروساں طالب ہیں گوشوار اند
 یکے در پردہ گفتار خمینہ
 اگر شد پردہ ناز یا چہ پاک است
 چونوں پردگی بیرون شتابد
 طلب بسیار شد وقت قبولست

درے زان رہ سے در گاہ بکشائے
 دران اسلاں کل آرام یا ہم
 بشویم دست ازیں شوریدہ قلم
 امانت دار در پائے الہی
 گمے خود را صدق بنیم گمے در
 فصاحت بجز را در خود بنیم
 گنم دامان کوہ و دشت پر در
 ہم از خود پر خود افتانم نثارے
 بیند ازم بنائے اپنی کہن دیر
 اگر در پائے خود قطعہ ہستی
 ز بیری بزرگ افتاد کارت
 تو خود خود خاص خود شو سر پر آور
 بروں آنا پائنت سہ گزارند
 بگوش نو عروس خوش در آویز
 جمال پردگی میں تابن ک است
 کسے از پردہ جزنائے نیابد
 بگویم گر چہ می دانم فضولست

کنم از گنج فقرت آگه اندک
 در آیم در سخن بسم الله اینک

توحید باری تعالی کے اعتراف

بنام آنکہ در بیٹے وجود است
 نمودی فارغ از تنگ جبرائی ۲۰
 چو انجم پرده را بکسو نہ کرده
 ہلے انجم پرست چند کوتاہ
 ز استیلائے عشق نامتقیہ
 شدہ وقتیب ز ناپائیدہ چند
 بسے کیا سب می باشد درین کو
 کجا آن عند ذہب بحر مطالب
 وجودش موج اقلی بیاید
 پر بسند موج حسن عشق بیکدست
 ز یک بحر است چه نفس چه آفاق
 بخت بحر است خود در خود شمار ۲۱
 اگر علمے است از علم خدا بیست
 درین محمودہ کثرت را چرکار است
 اگر قدرت و گر علم و ارادہ است
 ہماں اہل نسب بے چند و چون است
 ز بحر خود او کو یقین جو سئے
 بسوئے نہ کہ از جو ہر کشد سر
 بسوئے خاک و آتش او ندیدہ
 چو آب صاف خالی از کثافت

تیک موجش دو عالم را نمود است
 فرو نشند بہ بحر آشنائی ۲۰
 بروں گشت بے اظہار پرودہ
 نگردید نہ ازین اظہار آگاہ
 مندور فقند در بحسب مجرود
 ہوادار شد و آشنندہ چند
 خلیل لا احب الی الخلیل گو
 کہ سر پچید ز امواج کو اکب
 ز اصل موج آگاہی بیاید
 شود با موج عالمگیر دست
 چه حسن و عشق چه قید و چه اطلاق
 نقالے اشارۃ اللہ کبیر ۲۱
 خودی ہم کبریائی بادشاہیت
 ہمیں کجذات و دیگر اعتبار است
 بظاہر نسبتے چند افتادہ است
 زہر نسبت کہ می دانی بروں است
 ز جوئے لطف او آدم بسوئے
 بسوئے آب رفتار و شمار
 حن دایش جملہ از آب آفریدہ
 شدہ ظاہر ز بیرونش لطافت

لطافت عکس نور لایزال
 چه عکس است این قدر از اصل محمود
 نہاں عکسے کہ از اصل است حالی
 ۴۰. ز بجزش قطرہ بیروں بندخت
 ز خود کرد این ہمہ کثرت ہویدا
 وزیں جنبش نہ شد ہرگز قرارش
 نیاید ہرگزش نواعت بائے
 فعالے اللہ ہے ملک مؤبد
 چو در موجش زہستی دست شویم
 کہ خواہد گوہراز دریا بر آرد
 وجودے داشتند از غیر فتور
 جمالش چشم غلوئے ندیدہ
 چینیں وانم کہ خود خواص خود بود
 ۵۰ گے در فرق وگہ در جمع کردم
 چو در موج دریا رہ نوردم

چو گویم زیر چوگان ارادت
 بشارت باد ختم را سعادت

مناجات

خداوندا! دریں چاہ نفس گیر
 خلاوت گیر دلہائے غمخیزاں
 سرائے سرسبز خونریز مردم
 ہم منتقاد ابلیس بعین را
 بسر باری رسیدہ نفس نامے
 قبولے گرچہ از شیطان شتوہ
 طلسم جبروت و زندان تن و یرہ
 فرج بخش و مارغیلے تمیزاں
 مشعبد حسانہ پر مار و کژدم
 نہادہ ز حشم جان نازنین را
 کشیدہ از منے ابلیس جامے
 ز شیطان گوئے رسوائی ر بودہ

ہمسایہ بلیس را فسنہ ندبے قبیل
 و آتش زاده و بوی آدمی رنگ ۴۰
 من بے چارہ از دستش ز بونم
 گمے و چشم گمہ در آرزو خوار
 گمے و خلوت شیطان کشد و نحت
 گمے بر روئے کارم پرده آرد
 گمے نازد پئے کسب کمالات
 گمے این ناستبول از بس عداوت
 ز درویشی کس شرح و بیانی
 گمے آید در سکوت و وقت
 کہ جانش غرق در بایٹے وجود است
 زمانے در مناجات آور دروئے ۴۰
 کہ از بہر چہ تخم زهد کارم
 از بس غافل کہ دنیائے بعین را
 بعین دوست را پروردہ نتوان
 گمے و عشق بازی افگند گمے
 دل اندر دست نظارہ نہادن
 پر آمد و دوش از زلف مجھ
 چو بعین رفتہ رفتار و قامت
 چو چشم پر خار افتد و دو چارنش
 گمے مژگان خونریز از کسارہ
 نگاہ آتش افروز و جنوں را ۸۰

لے ایک نسخہ میں یہی ہے: نگاہ آتش افروز و جنوں بار بسوز و خرمن صبرش بہ یکبار

ز نخلستان حسد آرد فتوحش
 دم سرے بیفروز و چراغش
 نہ دیش ماند و نہ دل نہ تدبیر
 باین آہنگ تاکے دل خراشیم
 بلطف خویش کردی روشنائش
 بدیں ویرانہ کردی رہنمونش
 شکستی خار محنت زیر پالش
 چندیں دیو و دودہ بخاشہ کردی
 دستان بلا را در کشادی
 بحد متنگاریش تعلیم کردی
 دے طرفہ دیدی درد ماغش
 بشیریں عشوہ دادی شکستش
 دل نا کردہ کاسے را ر بودی
 آیینے کہ می ماست دیدی
 ر بودی صبرش اول کارش از دست
 مدار بود و تا بودم تو بودی
 بنومی گفتم از تو می شنیدم
 تو بودی راحت جان و دل من
 بہر جا در نمتائے تو بودم
 غبار شدک چندیں سالہ رفتم
 بساں سنجہ صد دانہ بودم
 بہر جا ننگے دھند سونشانے
 شعولے در دل رستہ نہادی

فسوں از دولت تریاک روحش
 شود افسانہ روح و ماغش
 بنسہائے خوزیر شوق چید
 دریں دکان سودا چسبہ ماشم
 غبارے را کہ بہادی اساکش
 بخت از خلوت افگندی بزنش
 فرستادی دریں ظلمت سرایش
 بصد بیگانہ ہم افسانہ کردی
 محبت نامہ در جنبش نہادی
 با ستاد ہوس تسلیم کردی
 نسیم غمزہ سداری باغش
 حنان کھنسل بگرفتہ ز دستش
 طریق عشق بازی را نمودی
 خود از ہر سو عبیر افسانہ سیدی
 لباس مختلف پوشیدہ برست
 بھراشد کہ مسجودم تو بودی
 اگر در دیو گرد کہبہ بودم
 تو بودی حل چندیں مشکل من
 ہمیں سرگرم سودائے تو بودم
 اگرچہ این سخن مستانہ گفتم
 دور وزے کا ندیں صبت خانہ بودم
 ولے ہر یک بر آوردہ دکانے
 در توحید برویش کشادی

د وجود رسنہ برے گشت ہوزاں
 بروں رفتم ز خود چوں آنہ از پوست
 و گردانی کہ من حق ناشناسم
 مرا بردار خود کن ز حسبمانی
 چو من بے اعتبارے خاک بہتر
 دریں دریا کہ ناپید اکسار است
 ز بولے خواہم از یک لب خوش آہنگ
 بجائے آیدم در ویدہ گستاخ
 و ماغم خود مندروشی می نماید
 دریں فیروزہ کاخ آدمی خوار
 تو بے مسکین نواز بیچ پرور
 چو درگوز استخوانم را گزارند
 کہ من رنگ ریاضت شک ندانم
 مرا بیجا صلیہائے تمام است

بزودر خرمن صد رنگ پوشاں
 بستم از میان دشمن و دوست
 دریں معنی زار باب قیاسم
 "انالمحق" گو "سبحانی" تو دانی
 ازین غش نقتبہ سستی پاک بہتر
 چہاں کہ فروریزد چہ عار است
 کہ ہم تا جسم براندازد ہم اورنگ
 نہ از صحرا خبر یابم نہ از کاخ
 ہرے گر پر وہ پوشش آید خوش آید
 غریب افتادہ ام بے یار و غم خوا
 بچولان گاہ ہیچ نام در آور
 پتے گفت و شنودم بر نیارند
 "من" و "ما" در وجود خود نخواہم
 عذاب گوہر تسدیدن کہ نام است

بج نام زان شعور نکستہ دانی

تو دانی بکن کارے کہ دانی

حکایت

شہید ستم کہ می نالید پیے
 جنوں در کاو کاو سینہ اش بود
 ہمانا بود اول می ر بودش
 ہماں بے رنگی و بے استباری
 سرشک از ویدہ می بارید می گفت
 ز دنیا وز عقبی گوشہ گیسے
 ہوائے خلوت ویرینہ اش بود
 جمال خود ہنسانی می نمودش
 و ما دم می نشد و دش بیقراری
 شکاف سینہ می خارید می گفت

۱۲۔ ایک نسخہ : ر بولے خواہم از یک گوش آہنگ

نہانی ہر دے راقیسی و قابلیت
 بخارے می وود نو میدی انگیز
 ازین شش در کشادہم بر نیاید
 بصحت ناشنوجانے ست در من
 ہمیں در آرزو می کاہد و بس
 زمین بونے نیامند اہل محشر
 یہ نفسی نفسی ام افستہ سروکار
 غبار قصر و باغ از من بر افشاں
 سر بالا و پستی نیست در من
 دلش باواریغ خواہش ہم نشین است
 بخود قطعاً سرانجام ندارد
 پے آل راہ گیرم اندرین باب
 گنم پسند تعلق از ہمہ مست
 متاع فستہ را گردم خریدار
 قلند در دار آہنگے بد آرم
 ازین بازار بردارم سروکار

کہ ہر کس را تمنائے محالیت
 مرا ہم در دباغ آرزو خمینہ
 کہ می دانم مرا دم بر نیاید
 ولیک از قسمت قسام ذوالمن
 ہمیں نابود خود می خواہد و بس
 چو در حشر از حد بیرون گنم سر
 مباداں دم شوم از خود گرفتار
 بفضلت چوں بہشت ایم خراہاں
 دباغ خود پرستی نیست در من
 بلے آل را کہ چشم تیز بین است
 بیرون از دوست آرا می ندارد
 من طفل سخن نادان و در خواب
 زمانے حلقہ این در زخم چست
 شوم ہمراہ مرداں اندرین کار
 باتش در وہم رختے کہ دارم
 برہند از خود و فارغ نہ پندار

زلوچ دل تراشم نقش ہستی

زمانے وار ہم زین خود پرستی

علیہ السلام
 صلی اللہ

در لغت حضرت رسالت پناہ

کہ در ہم ریزم این تخبانہ ہست
 گنم خاصان احمد را سلکے
 سلطان رسالت آورم رو

گرم فیض از لیل نخشہ دل دست
 ازین اقبال یا ہم ہستدے
 سبب شک افشاں زہیں بوس ثناگو

چو در لطف ناره روشن گنم راسے
 تماشا را جب گنجشم کہ می پوشش
 بدل گویم سعادت ہم نشین است
 جمال خواجہ معراج وجود است
 نسیم راحتش پیک امین است
 چو در ایوان ماز اغم مقام است
 شنائیش با ثنا خواشیش مگزار ۱۵۰
 قدش می گوید اسے من خاک پایش
 سہی سرورے زبستان خدا بیست
 سرانے کون دارد نور بنیش
 کلام زندگی بخشش بشیر است
 ہماں عیسیٰ ازیں دم بہرور بود
 سرفیل است ابجد خمان این رس
 رخس مرات ، نور لامکان را
 کہ ہاں در من چو دیدی بے شک و شبہ
 درون پردہ من بودم کہ آدم
 جمال پوست از من آنچہ داشت
 دش سہستہ با خود در ترانہ
 حریف راز دارم دیگرے نسبت
 چنین دارم کہ اسرارش کماہی
 عوس خلقش اندر شرح اینست
 سرانے حسن و خلوت گاہ عشقم
 صفات دوست را بے نقل و تحویل

دریں لطف ناره جاوید افتم از پائے
 تمنا را درین گیرم کہ خاموشش
 مقام "قاب تو سین" تو این است
 بقول "درہ الاستار" وجود است
 زمین خد متش عرش بریں است
 بہشت و حور و قصر انجا کہ ام است
 تو نادانی زبان خود نگہ دار
 کہ بے ہمتاست سرور لربالیش
 ستون بارگاہ کبریا نیست
 ازیں فانوس شمع آند بنیش
 کہ روح القدس از بے بہرہ کبریا
 کہ در انقاس او چندیں اثر بود
 نہادہ گوش در سامان این درس
 صلا و روادہ بنیائی ہماں را
 خدا ہیں آمدی در پردہ غیب
 ملک داشت بسجود می مکرم
 کہ عالم را چہاں زیر و زبر داشت
 کہ از تیر عجیب دارم نشاندہ
 نہال عشق را جز من بے نسبت
 خودش می داند و علم الہی
 کہ نور قدس من پردہ نشین است
 زمین جوئید رہ من راہ عشقم
 منم بیک نسخہ و بیک نسخہ تنزیل

خدا جوے کہ در سن آورد و روے
 بدول از شکر و قانع از روایت
 چو دپوش در قفس گردد نفس گیر
 شود وانا بس در نهانی ۱۶۰
 جبین فکرش بالفظ بچوں در
 زیک جانب جمال دست معیدن
 دل از معلوم خود آزاد کردن
 دم تبیح و استغفار بسیار
 چو در دل نور تحقیق آورد جوش
 ازاں لب سیر استغفار اینست
 زبان اشک بر رخسار گلزار
 بروں در داده اسرار نهانی
 که طغیان را درین کشور گزینیت
 پخش از نامرادی آب گیرد
 بیک بکے تره اش صد گونه راز است
 ہمینم بس کہ لب ستم سلاے
 درین حسرت ره پہبود یا بم

۱۷۰ بودی منتقم گیسو دنگا پوسے
 منش در گوش حبال گویم حکایت
 من ازوے بر کثم چوں روغن از شبر
 بگردد لوح محفوظ مسافنی
 سخن گویند جانگاہ است در خود
 زیکسو بار استغنا کشیدن
 طلب را در حال ارشاد کردن
 خبر گوید کہ دارد بندگی کار
 حساب بندگی گردد فراموش
 ہم از مستغز قیس شوکار اینست
 حدیث عشق بازی کرده تکرار
 شدہ سرگرم این گوهر فشاننی
 درخت عشق را جز فقر بر نیست
 برومندی ره تابا بس گیرد ۱۸۰
 فرود آحت مر کین منزل راز است
 کہ کارم گیرد ازوے انتظامے
 روانش راز خود خوشنود بایم

بمن کرمتہ یا ذا المکارم
 علی خیر الوری صلی وسلم

مخاطبہ سید المرسلین صلی علیہ وسلم

بیائے آرزوے سینہ چاکاں
 درین بستان اگر خاکے شود کم
 مرا از من سچا لاکی بر نشان
 کدای مرغ خواهد داشت ماتم

دریں گاشن اگر برگے نشود زرد
 چہ خواہد شد اگر دریا بجوشد
 فلک گرتند بادے را گسار و
 بیابانے نوح طوفانے بر اینگز
 اشارت کن موج پر تلاطم
 فرود آئے کلیم اللہ ازین کوہ
 عصائے اژدہا صورت جنباں
 نمائے خواجا بروئے ہلالی
 بگفت اور زبان گوہر افشاں
 یکے روئے جہاں افروز بنا
 بتے را گر مٹی بازار بسکن
 بکن دکان این شیطان مشوش
 سرگردن کشی در سجدہ آور
 گرفتہ ناکس کز مرث ز بانم
 نقاب کبریا از پیش بردار
 دریں دیر کس تہا شکستی
 فسوں ہمدن نابود کردی
 بنے دیگر دریں رہ خورد گرداں
 بسے رخت ہدایت بے رواج است
 من اکنوں خود سپند این ستارم
 بسے جستم دریں نابود گشتن
 ولے دارم کہ خجلے را غلام است
 چو در بایں ملاحظت بر زند جوش

کہ خواہد خاک بر سر کرد ازین درد
 نقابے بر سر یک قطرہ پوشد
 کزین محفل غبارے را بر آرد
 ۱۹۰ بایں خاک ہوس آلودہ بستیز
 غبارے نثرک از رشتے زمین گم
 تختی کن بایں مشرعون اندوہ
 نمود چند را نابود گرداں
 شب خوں بر سر شوریدہ حالی
 غبار ہوش از منہزم بر افشاں
 جاپ ماہ ور شک روز بنا
 خلل در طاق این کسری بیگن
 بہم بر زن بساط آب و آتش
 ابوہیل ضلالت را بزین سر
 ۲۰۰ محمد را رسول اللہ دانم
 مرا ہم سندرج در امتی دار
 دل چندی صنم خواہاں بختی
 ہدایت را سپندے دود کردی
 صنم خواہ دیگر را دل برنجاں
 دریں دکان سپندے احتیاج است
 نمایک شعلہ در ابستیا غم
 ز نو گرمی و از من و دگشتن
 ماندک جلوہ کارش تمام است
 کنم یکبارگی خود را منہموش

چو در عشق تو حب نفریائے باشم
 کدام من که پا بر حبائے باشم
 حکایت

<p>تمنائے در آں دیوانه سدر کرد نه از راحت نه از کاشمش خبر داشت ویش از زندگی شمرسته می بود عزیزیاں را و خویشاں را حسد کرد سرایت کرد در ولسا جسم ز رو تیغ و ز باں پیروں کشیدند من ستادند لختی از معنائے سر عجز فقیه بری پیش کردند سر شکب خون و خونخواریش گفتند ۲۲۰. همان نزاری و بیزاری نمودند بصد سنگین ولی تفسیر کردند در آں صدر پرده خود آهنگ برداشت حدیث عشق هر بیغم نداند عزیزان صنم را در خود آمد پس سلیم و رضا گوهر نشانند ولیکن تاب می باید کجا تاب و له هوشه ز محنوں باید پنجاب</p>	<p>چو سینه عشق در جنوں اثر کرد که دل از بند خود یکبار برداشت نقش سرگرم خویش زنده می بود علم پیروں ز و از سیما پیش آں ورد فغان برداشت بیداد نظم همه یک دل بتدبیرش و دیدند نخت از مردی و جوش ز بلانے زخم را شیفخ خویش کردند شب محنوں و بیداریش گفتند همان کا بیدن و خواری نمودن ازاں سر بسته غم تعبیر کردند و له محنوں در آں مجمع گزرد داشت و گریه از عنم خورم نداند سخن القصد در گرمی در آمد بمیران مروّت رخس را اندند که مارا نیست تقصیرے رو میں با کتم ہینک رنج لیلی مہیا</p>
--	--

خود آں بے چاره سدر باب عشق است
 خود افنون خود و خود خواہی خوش است

معاذ اللہ چہنیم گر گزارند
 فسون اہرمن از جاں پزیرم
 بگفت بگفتہ شمع از رہ رفتم
 پیار و نژدہ بیت بجز ستارست ۲۳۹
 بر ہم علم تو رسید از خمیرم
 و لے رسمش بتزیلے کشاید
 گرفتیم عین تو رسید است عالم
 چون نور ذات بر دل حسد آرد
 در آل تو طوطی کہ ذات آرام گیرد
 و لے علمیت و لے مندیں حال
 چین دل گر بو ہم آمد عجب نیست
 ازین معنی بہ صورت زند دست
 کند بار از درون پرده فریاد
 ہنوزم نہ نصبت دیوانگی نیست ۲۴۰
 نمیدانیم چیزے اندرین راہ
 بہ نام شرع اگر اندک جمال است
 چو قہر حق بہ بینی گوشہ گیر
 ترا و تیب صورت کاہ نام است
 چو در حسد وجود از خود در آئی
 چو فردا باطن از ظاہر بر آید
 بر آید آفتابت از چہب در است
 تو اکنون خاطر از ہستی بہ پرواز
 عدم شو کنند ال مرآت نور است

در غیم بر و پوشیدہ دارند
 مفتام و ہم خود را عین گیرم
 بسنادانی و کوری در چہ انتم
 نظر نا کردہ و حوالے بصارت ۲۳۸
 در ان کشور بے ر و کشش ضمیرم
 باندک نشہ باکی نشاید
 از ان جوش است چندین قبل وقلم
 کجا تفصیل اسماء را گزارد
 دل از علم صفتش کام گیرد
 سیر آئی و بنیاد امان
 گمان بعد از لے بے سبب نیست
 کہ باشد گردم از جام صفت نیست
 کہ وقتے عاشق شوریدہ خوش باد
 طریقی شرح حسد فرزانگی نیست ۲۳۷
 بروں از شرع و نیکی عاٹش اللہ
 در و ہمہ بے فکر و حساب است
 ادب اینست ہائی مکر و تمذہب
 بہ مطلق رو مقبیلہ نام است
 بچو لانگاہ دانش را سخن آئی
 و یہ مقصود ست از پرور کشاید
 ہمہ و بیدار گردی بے کم و کاست
 ازین آئین زندگ خود برانداز
 جمال دوست را آنجا ظہور است

امانت دار جانان جز عدم نیست ^{۲۶۰} عدم در عرصہ لوح و قلم نیست
 ہمیشہ خلوت از کونین دارد
 ازاں سدا یہ نور عین دارد

خطاب بدل از حسرت و بازماندگی از مطلوب

دلاناچند ازیں افسانہ گفتن
 چو بلبل در قفس رقص خاص بودن
 مے نقاشی لوح بادگشتن
 گئے در خود نشو و نشی رہ سپردن
 گئے چنگ حقیقت ساز کردن
 خود اندر کثرت از بس سستائی
 یکے زیں باد سپیائی فرود آ
 فرورگر تارفتن مراد است
 جہاں فانی است بر فانی منہ دل
 چو بگستی ز خود بند جہاں را
 شدی در پردہ نصیبی و تسلیم
 سبق از عظم الرحمن گرفتنی
 چو در بگرد یقین خود را سپردی
 دست زان بے نشان آگاہ گرد
 نہ رہے گر نظر آفتد گزندت
 گئے ماند نجومست داغ بر دل
 گئے فکر تہ تعطیل انگشت گوی

۲۸۰ ز خود گنج دو عالم را نہ سفتن
 ہوا خواہ ہوس را حنا ص بودن
 زمانے در ہوا دل سنا دگشتن
 بہ رسوائی متاع پیش بردن
 ز وحشت قصہ آغاز کردن
 بہ کثرت ہرزہ گوشے ر دستائی
 زمان در بند و راہ سینہ بکشا
 میا سپردن کہ باز ارت کساد است
 ازیں مشقت تذبذب بند بگسل
 گرفتنی پردہ نور لامکاں را
 بروں از فکر و استدلال تعلیم
 ز دست موبہت ایماں گرفتنی
 زہر صنیع بصانع راہ بردی
 محبت مقتدائے راہ گرد
 شود دور تسلسل پائے ہندت
 شوی گاہ از طبایع پائے در گل
 چو جسمانیہ در وہم آوری روی

زبے نور یقین داتاے کارشش
 دل اندر مخبر صادق نہا دن
 ۲۹۰ بر آں صدق مجرد و ایستادن
 ز ناثر محبت مست گشتن
 ز طور عقل خود ہیں در گزشتن
 ازیں صدق و محبت تیز رستن
 بہاں بسادہ لوجیہ مدارشش
 وگرہ سر بر آوردن ز دریا
 با حکام شریعت سر نہا دن
 بکلی از مراد خود بریدن
 زمین استقامت بوسہ وادن
 بطور عقل و ایساں راہ بر دن
 نقاب نیستی بر روکشیدن
 بایماں کار ایساں سپردن
 بہ کل مقبول و بے تاویل منظور
 بحد و اہتمام از لے پریدن
 ز رنگ خود سرا سر و رو بودن
 ۳۰۰ قلندر گشتن و تصدیر پدینجا است
 رہے بے راہ رو اینجا ہوید است
 رہے کت شرح آں داوم بہت آہ
 بیاد دل رخت ازیں بتخانہ بردار
 بروں از فکر و استدلال بنشین
 زمانے در تجسس لال بنشین
 سعادت نیست جز نفی ارادت
 کہ از قلب سلیم آمد سعادت
 بہ ایمان خبند و راہ یابی
 ز نفسی اثبات الا اللہ یابی
 ز استدلال و فکر اینجا اثر نیست
 دم آخند ز تجدد گز نیست
 کہ ازیں ربکثت گردد جوابے
 بود تجدد پد ایماں انخدا بے
 دریں تجدد پد دائم باش حاضر
 چو ہر دم می تواند بودت آخر

بشو مستعدق اندر نفی و اثبات

مکن تاخیر فی الاستاخیر آفات

داستان

شے خوش دل تراز روز جوانی سرم در خواب و دل در کامرانی

در آمد پیک امیدم و لا و ر ۳۱۰
 نظر چوں از حجب باز پرداخت
 گرامی خواجہ احرار را دید
 لب اندر معرفت گوهر نشان داشت
 بگفت آن شاہ خلوت کہ راز
 گئے از حسن صورت سر بر آرد
 کہ از صورت یلح آمد نمودار
 و لے آن را کہ در جانش اثر کرد
 شعار حباں و تار تن بینداخت
 بہ تحقیق آن کہ انسان است نیست
 پیمبر چوں ز سرش پرہ برداشت ۳۲۰
 چو در انوار کل شد مونا چیند
 ز خود بگزشت و گوے مرد می برد
 کہ این ظلم ازین بسیار باشد
 تہمتیز و ضعف ناگزیر است
 نہایت رفت و آمد بے نہایت
 در آن شب کہ نسیم بخت میدار
 پئے صورت پرستی حسنا ص بودم
 بر آمد سالہا کہین خواب دیدم
 وے زال بادہ خالی ہست جامم
 ہنوزم اندراں بازار راہ است ۳۳۰
 کنوں دست من و داناں خواجہ
 چو در اول ہدایت از تو دیدم
 نیسے یافتم مقصود پر و ر
 بیلے سعادت دید و شناخت
 چہ خواجہ سخن اسرار را دید
 سخن از بے نشانیہا نشان داشت
 کہ دلہا در رہش آمد سر انداز
 بہجان عشق بازاں حملہ آرد
 مغنی گرد و از وے گرم بازار
 بروں از جان و تن در خود شعر کرد
 پے مقصود خود از خود پرداخت
 ز چشم غیر نہانست اینست
 ظلمی لازم آن نامور ساخت ۳۲۰
 ہم بر زد و کان و ہم و تہمت
 امانت با امانت خواہ سپرد
 کہ بندہ بے صفت بیکار باشد
 متقی خود بنا چیزے اسیر است
 چو کہ راست این مہتر از خیانت
 ز بونے معرفت گشتم خبر دار
 بانڈک رنگ و بورتا ص بودم
 بار شاد بیکہ می باید رسیدم
 ہنوز آن حب لوہ و از جاں غلامم
 ہنوزم دل گرفتار نگاہ است ۳۳۰
 مگر رہ پایم از احسان خواجہ
 نہایت در ہدایت از تو دیدم

گیا ہم پرورش دید از نیمت
 ہمیدم بود کاین خاشاک نابود
 در آن نابود باید استقامت
 شود بیکبارہ از پندار خود پاک
 چه دانستم کہ استنناد لیراست
 مرا یکبارہ اندر راہ راندی
 گرفتادم ز راہ استقامت
 من اینک در طلبنا سد نہادم ۳۴۰
 چہ باشد گر تو ز حشلاق الہی
 در اول ہم قبولت بے سبب بود
 مرا از خود بسوئے خود کشیدی
 ز فیض آن کشش وز لطف آن دید
 جز آن معنی کہ صاحب ستر آنی
 مرا خود نیست چنداں سرفرازی
 یکے از او ج عزت خود فرو گے
 بخاک پایت لے شد خندہ دار
 فروفتاد ہم از بس غریبی است
 نمی دانم کہ امیں سو بر آیم ۳۵۰
 کجا امیں بار محنت را کشایم

ازیں عنقائے نہیساں از کہ پرسم
 سلیمان زباں داس از کہ پرسم
حکایت

زین را چو در خواب سپہ روز
 نمی دانست کال مہ را چہ نام است
 جمال پوسنی آمد جب گرسوز
 مقام خاطر افشادش کہ نام است

دلے دریند غم کا ہیرو می داشتت
 ہمیں درد و ہمیں سوز و ہمیں ریش
 خیر نایافتہ جہاں در وقت اضنا
 ازاں جبریت سے افسردہ می بود
 چوں در مصرش نشان دادند بر جنت
 دریں سو دا کہ آفت آدم بد اش
 نہ آں خواہم کہ یوسف را نشاید ۳۹۰
 زینجا وار سوزم در تاسف
 و لیکن یوسف من پس غیور است
 پر زیم نعت بیانی دریں خاک
 زر عنائی و خود بینی بر آیم
 دمانے در ہوا شوریدہ می داشتت
 نہ از معشوقس آگاہی نہ از خویش
 بروں از شش جہت دل در تاشا
 فروافتادہ و چوں مردہ می بود
 دل از حیرانی و جہاں از جنوں رست
 نہ یوسف می شناسم نے تقاضا
 نہ آں گو شتم کہ پیغامش گر آید
 مگر در خواب بنیم روشے یوسف
 قبول چوں منے بسیار دور است
 شوم در بیت شکستن چیت و چالاک
 بہر خواری کہ باشد در نور آیم
 گدائے رہ نشیں گردم دریں راہ
 کہ یایم یوسف را گاہ بیگاہ

مناجات

خداوند امارا از من بروں بر
 نمود من کہ رو پوشش وجود است
 جواز نور ہدایت نال و پریافت
 فرود آمد بہ تحقیق سعادت
 ازیں مہمان غیبی نور ایمان
 شہود از اوج عزت پست تر شد
 تنگتے باخت در چنیدیں رات
 جو پے در پے شد آں نور شہادت
 در آں فقرم کہ می دانی فزوں بر
 زباں بند و صد گفت و شنود است
 نجست از اسم المومن اثر یافت
 بخوت گاہ ایمان و ارادت
 ۳۶۰ در خشاں شد جو بقیس از سلیمان
 بسطان ارادت تاج سر شد
 طلسم ممکن از انوار واجب
 بیک بار از خود افتاد این عمارت

رہیں نہ ایسے دوسرے مرغ خوش آواز
 کتوں در خود کہ می بینیم و حسیم
 چو کار اینجار سید لے اہل ہر کار
 کتوں وارم بجائے آن عمارت
 ازیں برقع کہ مرگش با و در کار
 عروساں گاہ گاہے برقع اندا
 برانگن برقع و در جلوہ درائے ۳۸
 عروساں جہاں را پر وہ بکشتائے
 درین معنی دلیری با نمودم
 نقابے پر رخ این با حسدا کش
 نخطے بر وٹے این چون و چرا کش

نہ آدم دل بہر نوحے کہ باشم
 بتسیم آرم دا اللہ اعلم

در بیان نسبت حضرت خواجہ الحسن عرفانی

قدس سرہ العزیز

دلے کہ چشم کہ بنیندہ مستور
 بردن از خود مہتابے برگزیند
 کند در سینه گوہر نشانے
 دلش آئیند نور رسالت
 چو زین ویرنا بیرون کشد رخت
 شود سلطان جاں در پردہ او
 چو صادق رود ازیں ویرانہ بر تافت ۳۹
 چو طیفور اندراں منزل پرافشاند
 بہاں در نقشبندی بے کم و کاست
 بیفتد از خود و با نسبت خود دور
 ز بس کا تار جذب دست بیند
 ز احسناق نبوت ترجمانے
 شود فرزند دستور رسالت
 زند در کشور دار ستگان بخت
 ہدایت بخش رو آورده او
 دلے طیفور زین سر روشنی بانحت
 دوا سپہ عرفانی از پیش راند
 نسیم تربیت از رفتگان خواست

نظاہر پیرش از میر کلال است
 علی الاطلاق رشد از پیش گاہ است
 نمودار نیست نقش آدمی زاد
 ولیکن سقمت اللہ گشت جاری

حکایت

زینچا چون لوائے بیست افزاشت
 ز خواب و خورد و فارغ شد و جودش
 کہ از کس بشنود نامے و جائے
 چون غسل ببقاری بارور شد
 ز نام و منزلش آگاہ کرد و ند
 پدر کارش از ہستی بر آمد
 بمصر آمد و لش از شوق پر جوش
 نظر چون عرس زینش رہنموی شد
 فریب روزگارش تنگ دل ساخت
 فرو بارید بے پان بگر گے
 ز کور و رنج سیل قد بر افراخت
 بر آمد تیغ بر کف برقی بیداد
 ز لیخار اوراں صحرائے خون ریز
 جہاں تار یک شد چو تار گیوش
 چو ظلمت بست چشم از این آتش
 ز تاثیر نگاہ جادووانہ
 دیش کز تیر تیر کال پر آورد
 بہ پرواز آمد آن مرغ ہوس گشت

نخست از بے قراری پرده نہاشت
 تمنائے جز این در سر نبودش
 ز ندور جستجویش دست و پائے
 تضرعائے پنهان کار گشت
 مرید سیر مرود راہ کمر و ند
 مرادش را بصد حسابان مادر آمد
 ہوائے وصل و ہم خواب و ہم آنخوش
 بلا از یک طرف چنداں بروں شد
 سلوکش از مجتہد منفعیل ساخت
 ز بارغ آرزو نگزاشت برگے
 نشان عشرت از عالم بر انداخت
 بخرمن گاہ شادی دست بکشاد
 خصے افتاد در چشم آفت انگیز
 بتاریکی درآمد چشم جادوش
 نظر افتاد بر خود ناگہنش
 دیش شد تیر عننت را نشانہ
 پائے نظر ارہ چشم دیگر آورد
 ز اقلیم شہادت چست بگزشت

بغیب افتاد با یوسف دو چارش
 در آن امید روزی چند می بود
 سوئے غیبش و رے بکشاده بودند
 خبر می داد چشم غیب بنیش
 چو از نور یقین بے هوش می گشت
 عروس غیب می گفتش که ای مست
 بهماں در گام اول با تو بودم
 تو با چشم می نشستی غافلانه
 چو باز از خود خبر می یافت می سوخت
 هوس می داشت کین چشم و فاکیش
 بلے هر ذره مشتاقی جمال است
 بنا که جذب عشقش کار گشت
 چو بلبک مصر از و شد گرم باز
 بسند جان در حسد پیری در آمد
 شد از سرتازه آثار جنونش
 حجاب چند پیش مقصدش بود
 چو گشت آموز گارش مرشد گل
 دروائے یافت جنس ناروائے
 سبب می دید چشم خام کارش
 خراماں گریوی و آئینه بینی
 خلل می داد آئین طلب را
 جوانی و جمال و بنیش انداخت
 هے زان مجله سنگ راه او بود

سروش غیب کرد امید وارشش
 باں بو که به که خود سندی بود
 در آن در دیده نه سادہ بودند
 فزوں می کرد هر ساعت ابو بنیش
 به یوسف دست در آغوش می گشت
 چه حاصل شد ازین سیر تهیدست
 بتو هر لحظه خود را می نمودم
 تنی از دانشش و از من کرانه
 در آن در دیده امید می و وقت
 برون از پرده بیند و لبر خویش
 هر سر آرزوئے اتصال است
 ز کنعان ماه کنعانی بدر شد
 ز یخا گشت ازین معنی خبر دار
 بلار او در طلب گاری در آمد
 بمقصود و گشت در سمنونش
 نظر بالجملة در نیک و بدش بود
 بدست آورده تحقیق تو کل
 تنها گیر شد دست گدائے
 بناز و عشوه می پرده اختیارش
 خود آرائی و رسم ناز بینی
 زیباں می کرد عشق بو العجب را
 سر و پایے نهجیل حسب انداخت
 حجاب جان یوسف خواه او بود

۴۲۰

۴۲۱

نمودندش که سنگ انند اینست
 نظر بند دل آگاہت اینست
 تو بند سیر و یوسف بند سیار
 ازین نابخسیت سرواست باز
 غرض تعلیم غیبش کرد تا شید
 پایہ پایہ تا ایوان تو رسید

انچا و نیاز مندی بحضرت خواہا الدین محمد نقشبند و خواہرا

بہنوز ایوان استغنا بند است
 مگر لے خواجہ اندازی کندے
 پسے آسید بے بنیاد وارم
 شکار لاشم بے استبہارم
 کساد بہائے بازارم یقینست
 زمانے حبتہ اللہ برنجیست
 قبولم کن کہ اقبالست تمام است
 قبول تو قبول نقشبند است
 رو چشم و نور بنیاتی نگانہ
 وگر باشد تفاوت بس شبید است
 بد روشن چراغ از سینہ تست
 درآں پر شود چشم جاودانہ
 ہماں یک خواجہ در گفتن تمام است
 بہا الدین زبے نقشی بند است
 ز بانم پر شکر زین نام با دا
 مرا در بندگی چو پائے بند است
 نہ ہیں در بندگی اے خواجہ کبیرہ
 مگر فکر رسیدن ناپسند است
 شوی ستیاد چون من ناپسندے
 کہ نے مردم نہ استغداد وارم
 متاع کت قبول فستند وارم
 اگر کاریست اللہ فی اللہ اینست
 ہایں در خاک و خون افتادہ مستینہ
 درآں اقبال کارم را نظام است
 کہ در وحدت نہ چونی و نہ چند است
 نمی بینم تفاوت در میانہ
 کہ دانم الولد سبہا بید است
 تو چشمی و ہماں آئینہ تست
 عروس نقشبندی کہ وحسانہ
 عبید اللہ بہا الدین چہ نام است
 عبید اللہ چو گویم نقشبند است
 ولم زین فکر شکر کام با دا
 بیخرا از خواجہ گفتن ناپسند است
 کہ ان لفظ رسید نام ہوا اللہ

دریں دو خواجہ دل بندم یکے شد
 سمرقندم بہا الدین نشین است
 تو می دانی کہ عذری بہترم نیست ۴۶۰
 معاذ اللہ کہ استغنا بگیم
 ولیکن ذرہ در ظلمت آباد
 سخن کوئی کرم خود عذر خواہ است
 وگر نجیتم دریں رہ یار گرو
 زبان در گوشت اقسائی در آرد
 بروں از نخلت آنجا راہ یابم
 ابو الوقت دو عالم قطب ارشاد
 زمینی در جنبید افکند آشوب
 پے تکیں مشتاقان دیدار
 در آن آئینہ می یابم محقق ۴۷۰
 فنا فی اللہ خواجہ بس بند است
 کن تاویل خواجہ نقشبند است

بخارا و سمرقندم یکے شد
 بخارا اگر ز فتم عذر م این است
 دریں رہ عذر خواجہ ہی برترم نیست
 چہ حسا کم کایں چنین سودا بگیم
 چہ می داند کہ نور شیعہ شش کند یاد
 ہماں عذر تو بہتر از گستاہ است
 شفیع خواجہ احمد گرو
 مرا زبں در دہے در ماں بر آرد
 ز نقبالتش دل آگاہ یابم
 بہا الدین کہ دین شد از دے آباد
 بجز بہ بازیدش آستان روب
 جمال مصطفیٰ را آئینہ دار
 سواد من رانی قدر الحق
 کن تاویل خواجہ نقشبند است

خلیفہ بود حق را در زمانہ

نمودش ہرنے داں در میانہ

در بیان و بیان مراتب سلوک

چنین گویند و انایان اسرار
 کہ معشوق ازل در ہر شعورے
 سر ہر ذرہ بنیائے جسم است
 مدار بودش از نور شہود است
 شہود دوست پنہاں ہرے راست
 ز اصل و سرع ہر معنی خبر دار
 ز غمازان نہاں دار و ظہورے
 دل ہر قطرہ در بایے جمال است
 شہودش مایہ چندان نمود است
 ہوائے وصل ہر بجای صلے راست

دے انگندہ برجانس حجابے
 شدہ بنیاد این دیوان گشتن
 نہادہ اصل آں بازار و تزدیر ۲۸۰
 سراسر زنگ این مرآة علم است
 ذآسیب خیال و فکر و وسواس
 چو گرد و خستہ مقبول در گاہ
 کسش دست طساول برکشاید
 رہا جین ہوس پڑ مرده گردند
 بچو لانگاہ این دل مرده چسند
 دریں تخبسید بکشاید جینیش
 قومی نر گرد آں حزنے کہ بودش
 درال غیبت کہ بوے غیب یابد
 ارادت سر ز ندبے خواست ازوے ۲۹۰
 بازوے ارادت برورد جیب
 در آں مستی بہ غیب افتد گزارش
 چو در نور شہود از خود بر آید
 بگرد و حاصل بار امانت
 در آں مشہد بہ فتنہ آرام یابد
 درال دید جمال بے نہایت
 بہ تسکینش ندارد بیچ کارے

گرفتارے بہر خاکے و آبے
 پیے ہر رنگ و بو طفل گشتن
 نقوش علمی از ہر سو نطنہ گیر ۲۸۰
 سراپا کشور آفات علم است
 رود برباد حسرت گنج انفاس
 شود در خورد راز علی مع اللہ
 کتریں ویرانہ اش خواہد رہا یابد
 طلبکاراں جنین افسردہ گردند
 ہمیں خود ماندہ افسردہ چسند
 برافروزد رخ علم ایتقینش
 فراموشی برافتد در وجودش
 نسیم شاہد لاریب یابد
 بر دوق نشست خواست ازوے ۲۹۰
 کہ تنگ آرد بہر معشوقہ غیب
 شہود دوست گیرد در کنارش
 سعادت را ورے دیگر کشاید
 پیارو آں امانت بے خیانت
 ز جلاب قناعت کام یابد
 بگردد شورش بے حد و غایت
 درال آرام بنشیند غبارے

یقین آں دید و آں شورش از اں سوست

دریں مسکن نمودے از نگاہ پواست

در بیان عقاید دین و شرائط سلوک راه تقیین

هلاخوا هستند عذب الهی
 نخستین شرط این سودا یقینست ۵۰
 سوم پاکیزه غسل این زراعت
 عزیمت رونق کردار گردان
 چهارم خدمت سلطان وینی
 به تقلید سلف تحقیق دیدن
 زیستناش گل مقصود چیدن
 نهادن بر خود دیانت خود بار
 شود زین چار عنصر جان طالب
 ولیکن شرط چارم لازمی نیست
 بسامرغان که علوی آشیانند
 ز حسن طبع داز لطف باطن ۵۱
 گرفته گوهر از اصل معادن
 ره سنت به چپ لاک شتابند
 نصیب از خواجه کونین یابند

در بیان استفاده و تربیت معنوی از روح پر فتوح بنوی

شنیدستم که مشتاقان درگاه
 خصوصاً کاشف راز منسانی
 بخالت در بدایت کارش این بود
 که بودش و او جان نام ادبیش
 او بین آسا از ان حسد عنایت
 طلبکاران سترتی تیغ الله
 ابوالفتاح هم چو پدراغ گره گانی
 اینس خاطر افکارش این بود
 که باشد شرب از جام ادبیش
 مگر پو اسط یا بدهد ایست

کیم من کہیں ہوس گیسو دماغم
 دل از ذکر او بسم شاد گردد
 ویریں رہ قدر خود چندان ندانم
 زبانم زیں تلفظ گریب نبیاست ۵۲۰
 دل اندر شدم و جہاں سرگرم این است
 قبولش گریباید در انست
 ویریں سودا کے دیگر کشایم
 شفیق آرام روان دستانتش
 بہ بوبکر و عمر عثمان و حسیدر
 بہ صدق و سوز پور بوشاد
 بہ شام ہجرت و تاریکی غار
 بحورے کز شرمش واقربا دید
 بہ دار و گیر بدر و حرب خندق
 بہ آں شب کز سرے آتم لانی ۵۳۰
 بہ بیرون رفتن آزادہ ازاں وہ
 بدیدہ آنکہ می با بیست دیدن
 بفقرے کز خودش درویش می اشت
 باں دم کا و دور روز شفاحت
 کہ این غافل کشاید چشم ازین خواب
 نہد در قرن اول آستیانہ
 ز آسبب زمانہ فارغ البال
 من ارچہ دورم از بخت سیر دل
 کنارے نیست در بایں قدم را
 بیاید نور این سودا چسدا غم
 دماغم زیں ہوا آباد گردد
 کہ در دل غسل این سودا نشانم
 سرم بخواست صید این کلدست
 کہ جانان رحمتہ للعالمین است
 ہم استعداد بخش در ہم سعادت
 روم از جانب دیگر در آیم
 مدوخوا ہم ز روح پر روانش
 بہ اہل بیت و اصحاب پیغمبر
 بہ علم و دانش حتم الحسلافہ
 بہ آں خوش عنکبوتے عنبریں تار
 بہ آشوبے کہ و شبت کر بلا دید
 بہ روز فتح و نور خصص الحق
 رسیدہ در صفت ام لامکانی
 بہ سبحان الذی اشری بعبدہ
 بہ بے خود گفتن و بے خود شنیدن
 سرالفقر خندی پیش می داشت
 کند تدبیر مشتبہ بے بضاعت
 در اں حجر عنایت پرورش باب
 ادیس ثانی شس خواند زمانہ
 بہ بنیم ماضی و مستقبل و حال
 تو حال سردی واری چہ مشکل
 پید طولی است بازوے گرم را

۵۴۰
مرا گر چہ سدا سرکار نام است
تمام دانی کہ این سودا تمام است

مناجات

خدا یا این غریب بے نوا را
 ہدایت کن رہے لایہ بسویت
 و سے از نیک و بد آسودہ بیند
 اگر در نعمتے یعنی سکو نم
 بلاگر سازگار آید درین کار
 و گزریں ہر دو پیروں شدہ حلیم
 بدہ چشمیکہ در راہ حقیقت
 سخت از محصیت آسودہ دارم
 چو دل در رغبت دنیا زندرے
 مرا گزار کایم آرزو خواہ ۵۵۰
 سبب ہیں چشم از بنفش تھی دار
 براں دارم کہ آزادی گزینم
 شوم از خستلاط خلق دل تنگ
 بیادت تازگی بخشم زواں را
 چو در نفی وجود انستہ گزارم
 دلے فارغ ز اسواں و مقامات
 پیٹے و بہت و جہی لب کشایم
 و گر نفسم مرا سے راکستہ یاد
 دے بردن ز حول قوۃ خویش
 بخود رانندہ نا آشنا را
 بیک روئی رود در جستجویت
 زمانے از ہوس و نارغ نشیند
 مکن یک لحظہ زان نعمت برو نم
 نہادم دل بلا کو پر وہ بر وار
 بھرا اللہ کہ بس عالی جنابم
 روم بہرست ستار طریقت
 ز نور توبہ رونق دہ بکارم
 بہ آسانی ز کارم عقدہ بکشائے
 بکن از زشتی این کارم آگاہ
 سرم روشن ز نور آگہی وار
 بہ ما الابد خودت نوح نشینم
 روم در دامن عزت ز نم چنگ
 وہم بر باد نسیمال این دآن را
 شود موجود بے من آشکارم
 بدر گاہت برم روئے منابہات
 ز بالیست خود از خود بر آیم
 بر آرم در جہادش تیغ بے داد
 شوم در انتظار دولت خویش

سرم مستغرق بحسب هوا بیت ۵۶۰
 بتقدیر الهی شاد باشم
 تسلیم بنہم نیک و بد را
 چو بیرون شد ازین ششدر و بوم
 بمرگ خستباری راه بوم
 مے در یاد گردارم زباں را
 بسرگرمی آن شیریں ترانه
 دماغم پرورد و جیب تجیل
 شوم واقف ز اطوار نگہداشت
 بنفی غنیمت و تشدید حناطر
 دلنے از حضور غنیمت آزاد ۵۷۰
 پس آنکہ در پے تحقیق آنداص
 دلم گوید کہ سودائے ندارم
 بیرون از خواب رفتار بیت مارا
 گذر زین کار برخیزد غب روم
 ہجوم بازگشت از من برورنگ
 و درین جبریت کہ فقرش توانان است
 نموده آب حیوان در سیبایی
 سواد الیوجہ فہم ناگزیر است
 مرا زین فقر بیرون کار تمام است
 ہمیں فقر است نقد ہاں آگاہ ۵۸۰
 اگر در یاد کرد بازگشتی
 ز چندین نفی و اثبات مذکور است

دلم مشتاق انوار نقابت
 دین خربندگی آزاد باشم
 بر اندازم ز خود بنیاد خود را
 ہماں انکار من ہرگز نہ بوم
 ز مردن پیشتر خود را سپروم
 رساتم اللہ اللہ گوش حساب را
 بیایم در سماع عاشقانہ
 فتنہ در کشور دانش نزل
 بر آرم دست در کار نگہداشت
 بر اندازم نمودات مطناہر
 نگہدارندہ خود را کنم یاد
 بہ حسد نامرادی گشتہ خواص
 بحسب خشقت تمامے ندارم
 بہ سودایش سروکار بیت مارا
 بہ تحقیق افتد از تقلید کام
 عروس جبرتم در بر کشد رنگ
 ز گنج بے نشانی صد نشان است
 دل اشکستہ را نور الہی
 شکستہ دل درستی فقیر است
 و درین فقر شوم راسخ تمام است
 جزا میں پنداشت میدانندیں آہ
 بہ یادش داستی ہماز گشتی
 غرض فقر است و باقی جملہ پنداشت

ز آسبب نشان مندی رمیدن
 ہماں در کار نفی غنید بودن
 نفس را در دم آگاہی نہاں
 پیشیاں بودن از چشم پر آگند
 مناجاتے درائے نفی و اثبات
 نہ دیدہ محرم و نئے دل خبردار
 جہت را با مشاہد کردہ نابود
 بجز نظارہ جانان نگنجد
 خود از لظن ارگی نام و نشان نہ
 خیانت اللذات متنوع التفاکر
 دل آگاہ و حبان آرزو مند
 گلے جز خار حسرت در نظر نیست
 بدام عاشقی فتادگان را
 بہ استغنائے مطلب راہ بردن
 کسے را اثر کنت اندر پیش و کم نیست
 سخن کوتاہ کہ جائے گفتگو نیست
 نہ آن را شبہ و نئے این را نمونہ

ہماں در انجمن خلوت گزیدن
 ہماں اندر وطن در سیر بودن
 ہماں بر ہوش در دم ایستادن
 ہماں کردن لظن را بر قدم بند
 پیشے فقر است و تحصیل مناجات
 مناجاتے بر دل از وہم اغیار
 شہو بے جہت قائم بہ مشہود
 در ان خلوت کہ جسم و جان گنجد ۵۹۰
 بجز نظارہ چیزے در میان نہ
 نظر ہم نیست اینجا بجز خبر
 دریں بستاں بود نخل بر دست
 و لیکن بجز خون چکر نیست
 دو معنی حاصل است از ادگان
 یکے در طلب دیگر فسردن
 چہ گفتم حاصلے غیر از عدم نیست
 اگر در پیش دور و پیش است نیست
 طلب بے چون و مطلب سچگونہ

بجنت حسناء فارغ ز غوغا

ز کثرت دور و از نسبت ہماں
 بیان نسبت و تحریریں بر طلب محبوب

طلب تنزیہ بہ مطلب حقیقی

بیارم آنچه لا بہ طریق است
 فراغت چون بسے بے اعتبار است

بیان قاصر ز محبوب حقیقی

بیارم را چو توفیقش رفیق است
 گزشتن از خود اول شرط کار است

همه لذات روحانی حرام است
 حجاب تست در راه خرابات
 دل اندر جستن احوال پست است
 بران شوکزه بس آزاده باشی
 چو زین کوشش بیفتد بکوش کار
 محبت چوں نماید زور بازو
 شود عشق این غبدر را خجسته
 ۶۱۰ نه صورت ماند اندر دل نه معنی
 بهماں ذات از ورثه اعتبارات
 بدین سال بود عشق از پرده پروں
 چو آید غیرت معشوق در جوش
 چراغی را که رخت کاریش بود
 امانت خواه بستاند چنانش
 که در عالم نیاید کس نشانش

مبارک خلوتی غیرے در ان نه
 زمانی و توئی نام و نشان نه

در تحقیق مشاهد و رویت سخن گفتن

خبر دانه ان اسرار حقیقت
 چنین گویند کانونای خجسته
 به وجهی در سه قسم آمد مقرر
 یکی در صورت مخلوق ظاهر
 ۶۲۰
 بچشم و دل گرفتار حقیقت
 ز صبح کشف تا شام ندائی
 بهر قسمش جهان نور مندر
 ز فوق عرش تا حد غنا
 نه در صحرائی غیب و نشانات
 علی التحقیق زین قسم اتصال است
 زرنگ و چیز و اشکال خالی
 همای در کسوت نور مستالی

تجلی صورت است از ریب و شک و در
 بلے مرئی چه ظلمانی و نور نیست
 کسے زین حبلوہ بالائز نہ بیند
 شب معراج چون سلطان گزیدہ
 محقق این کہ در تحقیق این راز
 کہ ذات حق بنایست ناپیدا است
 ظهور ذات حق در قلب انور ۶۳۰
 اگر چه جسم نور دیدن نیازی
 تجلی بلے گمان نسبت بذات است
 ہمہ در پرده انوار اسما
 ولے در آخرت سلطان مختار
 فتد در موطن تسلی الشرائر
 بجنّت آفتاب و ماه بنود
 مرا بالجمہ تحقیق اینچنان است
 اگر عارف بہنگام عبادت

تعالی اللہ زہے نور عسلی نور
 چه حسی چه مستالی جملہ صورت است
 بروں زین قسم چشم سر نہ بیند
 خلافت آمد کہ دیدہ پا نہ دیدہ
 یہ نا دیدن کند قانون خود ساز
 بجز چشم یقین اورا کہ دید است
 بود چون جرم نور در چشم خود
 وجودش لیک پوشیدن نیازی
 شہودش واپس نور صفات است
 شاہد نیست جز قلب شناسا
 بچشم سرد ہد و حسلے وریں کار
 بروئے روز انوار صنما تر
 بجز رخسارہ حباں آگاہ بنود
 کہ دیدار خواص آن جہان است
 بہ دیدار وہ دیدن کہ اشارت

عبارت از شہود صوری است آن
 پیئے تنگیں در دوری است آن

در بیان تجلی معنوی و فناء در وحشت صرف

چو از صورت بر آید ساکب راہ ۶۴۰
 نخست حبلوہ معنی رہ باید
 بسین دوست را در کسوت علم
 فناء در وحدت عرفش وہد دست

بجان مشتاق قرب علی سع اللہ
 در آذواق و معارف بہرہ یابد
 شود متلاک اندر سطوت علم
 کشیدہ جام واز ساقی شدہ مست

فناور وحدت صرفش دہر و دشت کشیدہ جام و از ساقی شدہ مست
 خوش آں مے کا فگندہ پرودہ ز کارم بروں از پرودہ بنماید نگار م
 دل از جام و صراحی سرد گشتہ ز خود ز گرمی شمس گزشتہ
 بکلا از بجز سروے مجلس آں اسے بہ یکتائی و غیور ری زودہ اسے

زنگ خود پرستی چند راستہ
 نقاب افگندہ و تنہا نشستہ

در بیان تجلی ذاتی و فنا و بقا

روندہ چون از بی کشور بر آید دشس در کسوت دیگر در آید
 فلکے لم یزل دادہ شکستہ ۴۵۰ بقاے لم یزل بگرفتہ و ستش
 تجلی خواہ سرمست و قوی دل بذات آئینہ آفتہ مقابل
 مقابل لیکن از نسبت مستبرا بہ پندار گفتہ بل گشتہ یکتا
 شود نور یقین مست نطارہ دل و چشم و خیال افتد کنارہ
 یقینے تا حد حق ایقینش یقینے مقصد و معراج و نیش
 یقینے اسم المؤمن نعت بش زہر و ہم و گماں بیرون حسابش
 یقینے اصل دید آں جہانے یقینے تیز گرد لا مکانے
 دریں موطن بحال آگہی نیست مشاعر را درین خلوت ہے نعت

کہ بر جان وجودش ہم وجودش
 شہودش را ویسے ہم شہودش

در بیان تجلی ذاتی و تجلی معنوی و تجلی صورتی و علم حضوری

حضور ذات اگر در خلوت جاں بود بے پرودہ کشف ذاتی است آں
 وگر علمی حضور علم حضوریست ۴۶۰ ولے در پرودہ کان امر ضروریست

وے علمی حصولے شدت مش
 اگر در صورتے مرئی کس روئے
 دو جا لیکن ظهور این جماعت
 تجلی معنوی دانست نامش
 تجلی صورتے خواهی سخن گوئے
 یکے در حق و دیگر در مثالست

در بیان تحقیق علم الیقین و یقین حق الیقین و مراتب آن

دلم و دشینہ در شکریقین بود
 کہ یارب شاہد عین الیقین چیست
 چورفت از خود دل خلوت نشینش
 چه معنی دارد از خود در گزشتن
 بردن از علم بیسانی کدام است
 صحیح است آنکہ از خوان سعادت
 یقین گر نفس اذعان قبول است ۶۷۰
 شد از نور یقین تحقیق این راز
 چو آن نور است نور حق تعالی
 نخست آن دل کہ ذوالخلق عظیم است
 بہ ہر دل در خود حسن ارادت
 تعالی اللہ چه عالی قدرت است این
 چو آن نور از کائناتہاے دورے
 نظر بر علمش فتد نیکے بد را
 چو ادراک مرکب بگسند تار
 چو عجز از درک ادراک است ادراک
 از نیج ما عرفنا ہم عرفنا است ۶۸۰
 در اطوار ظهورش تیز ہیں بود
 در ال عین الیقین مقصود ہیں کیفیت
 کہ دارد دولت حق الیقینش
 صفات دوست را آئینہ گفتن
 و گر علم است۔ عین حق چہ نام است
 و ہند اول مراد۔ آنکہ ارادت
 دم عین الیقین آن خود فضول است
 کہ این نور۔ نور عرش پر واز
 ز اصل خود جدائی نبود اورا
 امانت دار آن نورست علم است
 ظهورے دارو آن عین سعادت
 بنام حق چہ زیبا حکمت است این
 جدا از اصل خود گیرد ظهورے
 شود علم الیقین نامش خود را
 بہ ادراک بسیط الفتد سروکار
 کمال است اعتراف ما عرفناک
 عرفنا بیکہ اسم بے مسملی است

ازین تجرید ایمان است عریاں
 ازین معنی است باحق آرمیدن
 چو از دجھے شک آمد در وجودش
 خلیل از سر صورتی چوں برافشاند
 محقق راست اندر پرده راز سے
 دریں دم جلوہ عین الیقین است
 باصل خود رسید آن نور جاوید
 حضور ذات در مرات نور است
 چو در علم از ممت خود پروں بود
 بے ناحی شناسی می شد آنجا ۴۹
 چو توحید آمد استغاط اضافت
 دریں مسمومہ جز حق الیقین چیست
 کہ در حق الیقین از غیر نیست
 دریں موطن کہ مطلق کشف نیست
 محقق شد ازین علم مستم
 نہایت درج بودہ در بداہت
 چہ خوش گفت آن حکم کار آگاہ
 صفائش در تحقیق عین ذات است
 یقینے کاندہیں تحقیق گفتہ
 حضور سادہ اما حاصل ایقان ۵۰
 مدار انقیاد و معنی ایمان
 ز ایمان کرد نابینا کنارہ
 مشاہدہ از ایمان نیست چارہ

ازین روئے غیر مخلوق است ایمان
 قلند گشتن از ایمان بریدن
 مدائے نیست چنداں برشودش
 کتاب لا احدث الا فیلین خواند
 دشس با پردگی وارد نیاز سے
 ولیکن جلوہ خلوت نشین است
 برہند از لباس بیم و امید
 ازاں عین الیقین عین حضور است
 و نسبتہائے گوناگون زبوں بود
 سراسر ناسپاسی می شد آنجا
 یقین و راست ز اسبب کثافت
 بجز حق و واقع علم الیقین کیفیت
 یقین را تریبہ زین بیشتر نیست
 شود روشن کہ مطلق نور عین است
 کہ وجدان بر طلب آمد مستم
 تعالیٰ اشد زہے نور ہدایت
 چو سائل بالیقین گفتش ہوا شد
 ہماں ذاتش ز نسبتہا صفات است
 ہماں سرایہ تصدیق گفتہ
 مدار انقیاد و معنی ایمان

در تحقیق تجلیات و در کشف مراتب آل و بیان وقت صدق

دگر در دره دل اے سخنند ال
یقین کشف صوری از چه بانست
فروزان خاطر فرخنده دیدار
که در هر جا جدا گانه حضوری است
حضور ذاتی از صورت بگویند
مقید چون همه وهم و خیال است
یقین معنوی هم مثل صوری است
اگر خواهی شود کشف این راز
وگر خواهی بگیری در تو این دم
بذکر دوست گویا کن زبان را
نسیم ذکر باد حبدان مذکور
حلاوت ذکر را از پا در آرد
حضور ساده رنشان است اینجا
در آید چون باستیلا توجه
دل از خورشید وحدت نور گیرد
دش از نور خود علم و هد و دست
دریں ره هر که انوار خدا یافت
بر دل از صورت و معنی نگار نیست
تماشا کن نگار عالم امروز ۴۲۰
سعادت بخش ایسان محقق
بآسانی دریں ره میتوان دید

چراغ از نور تحقیقت نشود زان
چرا انوار معنی در خیال است
بجوش آید چو دریائے گسار
ز اطوار یقین هر سو ظهوری است
انرا عین یقین آنجا بگویند
یقین مطلق اندکے و محال است
دریں ره کشف این معنی ضروری است
حجاب هستی از جانت بر انداز
۴۱. بر دل از پرده شود اللہ اعلم
بخش کسلی حضوری چشم جان را
کند گرد خاطر از نظر دور
به حبدان مجرد حبا گزار
توجه عین و حبدان است اینجا
شود چون ذکر تا پیدا توجه
وجودش جسمگی مذکور گیرد
چه گویم اللہ اللہ کان چه فیکو است
په تحقیق آنها در ابتدا یافت
مجرد از تماشا انتظار نیست
بیاب این انتظار آدمی سوز
اگر علمست در عین است و حق
ز به برگشته نجات آنکس که نشید

طریق مستدیر است اینکہ گفتیم
 ز خود بیرون مروکز تو جدا نیست
 بیگانهی مشیر است اینکہ گفتیم
 خودی بگزار کاین خود آشنایست
 شکر دم آنچه می باید ششرون
 تو دانی و قبول راه بدون

تمام شد ثنوی گنج نغمه

تعداد اشعار

(۶۲۵)

متفرق اشعار

از ثنوی گنج نغمه کما از و جہ مجبوری در مسودہ داخل کرده نہ شد بلکہ نقل آن از نسخہ دیگر کردہ شد

بشام ہجرت و تاریکی عنار ۵۲۷ ہاں خوش عنکبوتے عنبریں کار
 بجز کہ قریش و استر با دید ۵۲۸ ہاں شوبے کہ دشت کر بلا دید
 بدار دیگر بد حسد و خندق ۵۲۹ بروز فتح و نور حصص الحق
 ہاں شب کہ سرانے آتہانی ۵۳۰ رسیدہ در مستام لامکانی
 بہ بیرون رفتن از آوازہ این دہ ۵۳۱ بہ سبحان الذی اسری لعبیدہ
 بدید آنکہ می بالیست دیدن ۵۳۲ بہ پیچود گفتن و بے خود شنیدن
 دران خلوت کہ چشم ہاں بگنجد ۵۳۰ بجز نظارہ جانان نہ گنجد
 بجز نظارہ چیزے در میان نہ ۵۳۱ خود از لطف رگی نام و نشان نہ
 نظر ہم نیست اینجا جز تجسس ۵۳۲ فان الذات ممنوع لثقتگر
 دریں بتان بود غسل برومند ۵۳۳ دل آگاہ و حبان آرزومند
 ولیکن بر بجز خون جگر نیست ۵۳۴ گلے جز خار حسرت و نظر نیست
 دو معنی حاصلست آزادگانا ۵۳۵ بدام عاشقی افتادگان را
 یکے درو طلب دیگر فسرون ۵۳۶ باستغنائے مطلب راہ بدون

مترجم

در بیان تحقیق علم الباقین و عین البقیین و حق البقیین و مراتب آن

دلم و دوشینہ و شکر یقین بود ۴۶۳ در اطوار ظهورش نشیند ہیں بود
 کہ یارب شاہد عین البقیین چیست ۴۶۵ در آل عین البقیین مقصود این چیست
 چو از وجہ شک آمد در وجودش ۴۸۳ مدالے نسبت چنداں پرشہودش
 حضوری سادہ رخصانست این جا ۴۱۴ توجہ عین و بعدان است این جا
 در آید چون در استیلا توجہ ۴۱۵ شو و چون ذکر ناپیدا توجہ
 دل از خود شید و حدت نور گیرد ۴۱۶ وجودش جملگی مذکور گسید
 درش از نور خود علمی و ہر دوست ۴۱۷ چگویم اشد اشد روئے شکوست
 دریں رہ ہر کہ انوار خدا یافت ۴۱۸ بہ تحقیق انہا در ابتدا یافت
 بروں از صورت معنی نگاریست ۴۱۹ مجرد از نشا انظار نیست

ساقی نامہ

طبعے کہ سخنوری گزینند ۱ در پردہ مصیبت کے نشینند
 در گوش و لم فسانہ گفت در جنون فسرودہ را بر آشفت
 یعنی چہ مقام حیرت است این ہنگام طلب خموش بنشین
 چون قصہ حبام و بادہ آمد مبدان جنوں کشادہ آمد
 در دامن ساقی خود آویز دیوانگی نما و بر تیند
 ساقی قدحے کہ ہوشیارم زبں ہشیاری سے نگارم
 این کاسہ کہ بر سرمگون است جاہیست اگرچہ غرق خون است
 در چشم ہمیش بیگن از دست تا خود براد دل شود مست
 مجنوں تو یک پیالہ خواہد زان بادۂ دیرسالہ خواہد
 من پیر کہن گدا سے حسابم ۱۰ زان جسد عہ کہنہ وہ بکامم

آن بے رحم چو در سرم زند بوش
 عقلم پو صحیفه اش کند سطل
 چو ک جرعه نهی برهنه ماند
 اکنون پیئے جبرعه گرتابی
 این میسکده جملہ جاں پاک است
 ساقی ہمہ خون من فشردہ است
 بر من دوسہ قطره می فروریز
 روحی کہ شود در اُد فراہم
 این صورت تو عرش آشیان است
 نہ بار کفن نہ قیاس رفتار
 ایسان برهنہ بادۂ تو
 دوزخ صفتی کہ از تو دور است
 من گر چہ ہمتشیں دماغم
 اے زائد خام طبع - بے کار

دیناے کہن شود مندا موش
 در جرعه زوم چو بوسے دسے
 گرد جسم می رود تواند
 نہ جرعه نہ بوسے جرعه یا بی
 دین بادۂ خم نہ ز آب و خاک است
 آن جاں کہ شفقوہ بود مردہ است
 امروز فیتلے متے بر انگیز
 نہ حشر شناسد و نہ آدم
 اسرار عجب در ادنیان است
 اول تشدیش مقام دیدار
 سند دوس - دل کشادۂ تو
 سبحان اللہ عجیب صور است
 از نکمت تو شگفتہ باغم
 خود را گرو دو جرعه مسیدار

در پائے طبیعت خرامت

یک قطرہ زور سے تمامت

ساقی بہ دل کشادۂ تو
 کامروز جز این ہو سندانم
 دستے کہ زبادہ دور باشد
 مینوں کہ ز ہجر بود سدر مست
 من نیز دے بر آورم سرد
 معشوقہ بہ چسپند نام گویم
 در ذکرش اگر چہ برستد ارم

سو گند بہ جام و بادۂ تو
 کاندر رہ بادہ حباں پیارم
 در خاک - سپید چرانہ باشد
 بدلے گفتمے در رفتے از دست
 زان شیفقتہ کم نیم دریں درد
 ساقی و شراب و جام گویم
 عمر بیت ز دست رفتہ کارم

آں کالبدم کہ جاں ندارم
 می گویم و بے خبر ز گفتار
 از گفت من است و از خیالم
 بانفس وصال او شود جفت
 بر خیزم و گوشه نشینم
 از مست چینی خبر نہ گیر
 بنہائی کر شد تا بمیرم
 دانم کہ لیغبت و است مقصود
 جسز خوار بی مرگ بندگی نیست
 ز اہر شدہ مست چند نشست
 من جملہ شہم تو آفت ہے
 آں پر تو دل سرد ز خواہم
 کز روز شبے چه ہرہ گیر
 از عقل کنوں سراغ دارم
 آمد چو صبح رفت مصباح
 گر شب برود۔ برو۔ چه در کار
 این بار ز سر فادہ اولی
 چوں دوست رسد چه جائے دشمن
 دیگر ہمہ گو کہ خود پرستی
 سے آئینہ فتنہ تو گشتم
 تا پیش تو لطفہ نشینم
 خودمانی و آں تموج نور
 بودی چو حساب آشکارا

من ذوق سخن چستان ندارم
 دارم بخیال سے سروکار
 من بیدہ در کلام سالم
 وقت است کہ این جہاں وین گفت
 تو سیں کمان چوں نہ بینم
 ہاں شخہ مختب لمیر
 ساقی من ازین جیات بیرم
 از خلقت این دوست نابود
 در زندہ سری شگندگی نیست
 مستی کہ ز پائے خم شدہ مست
 ساقی برساں شراب نابے
 در کسوت بادہ روز خواہم
 عقل این سخنم نہ می پذیرد
 من بوسے تو در دماغ دارم
 روحم بہ طغیسل نکبت زاج
 روز است مرا و بخت بیدار
 این فتنہ ز دست دادہ اولی
 چوں ادا دیدہ طاقت من
 اورونق دین و حبان ہستی
 اینک من ازین نرسد گزشتم
 لیکن نہ چپا پنچہ روئے بینم
 چشم بدونیک از میاں دور
 زین پیش بہ خطہ بختار

آئینہ از جہندی بود
 امروز دریں حسد ابہ بنشین
 اینجا تنم از چه اوقات است
 دارم بہ ہماں زمین سہو کار
 ساتی فی نقش بند پیش آر ۶۰
 ہر چند کمند عنبریں بو
 آہوئے سخن شکار دارد
 عطار کہ نقش بند ثانی است
 آن رشتہ کہ پارسا لقب بود
 آن خواجہ سبندگان آزاد
 من چون ہوسے چنین نیارم
 در کان نمک سگ انشیند
 خوش آنکہ سہ یار چہار کرد
 خستہ شدہ ام کہ این کو قصر
 یک جام ازیں مٹے کہ دارد ۷۰
 بنے کہ دران زلال نوشاں
 شرط طلب است امید بستن
 امید سرے بہ کار دارد
 امروز دریں رباط سنائی
 شمعے کہ دریں سیاہ خانہ ست
 روزم بہ امید او سفید است
 باشد کہ بروں ز جستجویم

نہ نقش و نہ نقش بند می بود
 این مشت خیال را فرو چین
 جانم بہ ہماں زمین فنا و است
 من نیز جہناریم بہ رفتار
 من صید تو ام کمند پیش آر
 آن نیست کہ آورد بمن او
 بر لاشہ خرے چہ کار دارد
 در حلقہ آن کمند فانی است
 در پیش آن کمند آسود
 سرور جنم آن کمند بہناو
 من خود سگ این سیار خارم
 خود را بجند از نمک نہ بیند
 قصر ادب استوار کرد
 آید بہ کمال خود دریں عصر
 از من بہ تمام سر بر آورد
 خوانندم ختمے فروشاں
 ز امید نمی توان نشستن
 عکسے ز جمال یار دارد
 دارم بہ امید زندگانی
 امید وصال آن بگاہ نست
 جاں در بد نام ہمیں امید است
 بخشند و چند آرزویم

۱۰ اشارہ بحضرت مولانا یعقوب چرخانی قدس اللہ سرہ

گفتم سُنخنے ز کامسرائانی
 در ویدہ کشتم قبول خود را
 اے حناک مدینہ در کجائی
 اے مردم چشم دور بیناں
 دریاب غم آشیاںہ وارد
 سوزندہ عنتم کہیں تلف بہ
 اے نور دل چہ پار عنصر
 اے در تو تاج آسمانیش
 اے نور تو چوں فلک ہویدا
 اے مجلہ خواب گاہ مقصود
 اے از تو زمین بدیں حنراہی
 اے آمدہ نور آسمانی
 سبحان اللہ چہ نسبت حناک
 اوسر کمال مصطفیٰ بود
 من حاصل این خطاب گویم
 خاک اند جما عتے کہ مردند
 از سطوت نور در شکستہ
 کردی نہ بہ پشت پایے زیشاں
 سر حلقہ حناکیاں علی بود
 زان کسرد و نہر بند بکشود
 معروف و سری جنبید بغداد
 یک سوے دگر لطیفہ پاک
 سبطین رسول و زین حنراہ

۸۰
 اے ارجم را حسین تو دانی
 خاک و تدم رسول خود را
 در ویدہ من چہ ایدائی
 وے چشم و چراغ نور بیناں
 بنواز سیاہ خانہ وارد
 این چتر سیاہ را شرف وہ
 اے خوش فتنہ دروں ہمہ دور
 سر چشمہ مرغزار بنیش
 نعم البدل زمین لطیف
 فردوس بہ در گت جہیں سود
 دیدہ شرف ابو ترابی
 حاصل شدہ سیر لا مکانی
 با سیر لما خلقت الافلاک
 با این گرہ نشینش کجا بود
 مضمون ابو تراب گویم
 ہستی بہ خداے خود سپردند
 وز آب بقا فرو نشستہ
 در دگت پایے خود چہ امکان
 سر سلسلہ جہاں علی بود
 یک سو حسن و حبیب و داؤد
 کز وے طرفی کثیرہ بکشاؤ
 مستور بہ زیر پردہ خاک
 پس بافتند و صادق نکوناد

این سلسلہ از طلسمے ناب است
 ایقصدہ ابوتراب این است
 ہر چند غرض درین کرامت
 لیکن سررشته بحب بود
 گر خاک مدینہ می شنوم
 در مدحت حاکمان رازش
 سے خواجہ بارگاہ سده
 وہ وہ چه زبان پاک دارم
 این تنگ بساط در نور دم
 گویم سرور و بر من است این ۱۰ مداح پیمبر من است این

سبحان اللہ بلند ذات است
 حمال حروف عالیات است

سلسلہ پیران طریقت رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

ز صدیق و سلمان و زفت اسم
 بران معنی کہ آباے کرامش
 دور سپہ راند صادق سے بسطام
 ہماں عشوہ بہ ملک خرقاں برد
 چو شاہ خرقاں مسند نشین شد
 یکے طوسی نثار افشاں بر آمد
 ز گنجوری بہ سلطانی در آمد
 و پیرید و سریدوں بود و جمشید
 ز فرزندان آل مصر و لایبت
 چو صادق یافت ملک سینہ محمود
 ذخیرہ دانش شد نور علی نور
 و یک از چشم ہر بیندہ مستور
 لباس شیردال پوشیدہ طیفور
 بہ طوس افکند بانگ و در شو دور
 در آن گنجینہ شد ناگاہ گنجور
 ز شاہ گورگان آوردہ منشور
 چراغ قیصر و حناقان و فغفور
 عزیزے در ہمہ دانست مشہور

حجاب آفتاب و غیرت حور
 کہ حضرتش در صدف بود استسور
 عروسے را کہ در پردہ استمنصور
 زمین بجز و اہل آں منبع نور
 نگند از کف قلم مانی و شاپور
 عیار چشم بد افشاندہ از شور
 بہ نسبت جذبہ را بنشادہ از شور
 زبان بکشاد موسی وار بہ طور
 کہ کم بودیش نقش غیر مخطور
 فرا عین ہوا مکتوف و مقہور
 ۲۰ خرابات جہاں شد بیت معمور
 نمودارے ز اسرافیل و ناقور

امام وقت ابو یعقوب یوسف
 عزیز مہر را در خلعت شد
 نقاب نیستی افگند در سر
 کنوں خلوت کردہ سلطان دین است
 چو شاہ نقش بند افراشت بابت
 بہ نقشی نشان خویش گم کرد
 جنید و یازید آوردہ بیک جا
 برآمد ساقی ناگاہ سرمست
 امانت دار او یعقوب چرخ
 فرو رفتند در نیل جلا بشت
 گرامی خواجہ اسرار از وی
 وجود خواجہ و انقاس پاکش

چو عرش فیض و فرودس تھا بود
 ہم آجب ختم شد ایس سعی مشکور

تاریخ تولد بزخوردار خواجہ عبداللہ و بزخوردار خواجہ محمد عبداللہ

کہ در یک سالہ متولد شدند سلمہا اللہ تعالیٰ

بے برگ گزشتت زندگانی
 بودم سروے بہ سایہ خورسند
 افتاد شگوفہ بدستم
 دیدم ناگہ بہار بگفت
 بگفت بہار - در خطے آورد
 بنمود دو در شاہوارم

درباغ طراوت جوانی
 بہرگز نہ شمشیرہ بے فرزند
 آخرتہ بے امید بستم
 طعم غزل نشاط می گفت
 تاریخ شناس تبینہ ہیں مرد
 ز اہل ہائے دو چشمہ بہارم

یعنی کہ ہماں دو نور باہر
 بالید پس از مرور ایام
 مابین ظهور آن دو گوہر
 آن گشتہ درین خرابین منزل ۱۰
 بود آخر عرصہ کاں یگانہ
 خورشید گزیدہ خوابگاہش
 انگشت بلال در دہن بود
 زین سقف در پچہ پاکشاندہ
 خود تیز بہ شرق شد گریزاں
 زین طرفہ نشاط خاطر افروز
 قطب از طرفہ نفس بر آورد
 اندر ملکوت خلخل افتاد
 گفتند کہ تہنیت رسانیم
 در حنا کہترین عنلاے ۲۰
 این نام نجستہ و ملک زاد
 بر درگہ خواجہ ام رساند
 گوید کہ ز سیر کارم آگاہ
 کارش ہمہ گرد من تپیدن
 من بودم و نفستہ خانہ او
 پیچارہ فلک درے تہیدست
 چوں باغ طبعش بر آورد
 چشم ملکی سفتناخت ز ادش
 القصہ وراں گزشتن روز

در یک تاریخ گشتہ ظاہر
 در بار درخت شد دو بادام
 بگوشتہ چہار ماہ و اکثر
 روز یکم از ریح اقل
 افتاد درین سیاہ خانہ
 کاینک شب در روشنی ماہش
 کیں شعلہ غریب خورشکن بود
 نطت رگیاں در ایستادند
 کاہد بہ پناہ صبح خیزان
 شد دامن شب جو بہرہ اندوز
 کاینک بہ تومی سپارم این برد
 کانسلام بہ شکل آدمی زاد
 ایمان محمدیش خواہیم
 شد بندہ یکے بزرگ نامے
 ان شاد اللہ شفیع من باد
 گوید ز من آن سخن کہ داند
 او مفلس و من حنڈینہ شاہ
 انش بنحیالم آرمیدن
 سرگرمی آستانہ او
 می بود حنڈینہ دار پیوست
 در بیوہ حسمال من اثر کرد
 زان دے میں لقب نہادش
 آہر بز میں جو باد نور روز

۳۰ کردند مؤذنان اسلام
تا فطرت او ثبات یابد
پرخیزند بلا مؤذنین خیب
این خسته بسے نیاز مند است
گر یکدم رالہ از تو گسیرم
یک شعلہ نور دہ بہ روزم
خود را بہ تو باز می سپارم
در غور نیم آر من سیر روز
این غم کدہ باد برود بہتد
بسے دوست سخی دوستداری

مجبیر اذال بگوشش اعلام
دین ابویں بر نیسا بد
در گوش من آربانگ لاریب
یک اشک از بست پذیر است
واللہ کہ ہماں زمان ہمیرم
تاحتائہ ما سوا بسوزم
می ہمیرم و شعلہ می گزارم
خود شعلہ خویشتن بر افروز
این مرگ حسی ستزود بہتر
خواہان تو ام بحباں سپاری

۴۰ ہاں از تو قدم بناز ماندن
بجراں تو وصل جا ودانی است
افتد کہ چنین نہ می ہراسم
گر چی علی الصلاۃ گوئی
وزیر کفن شوم منہ اہم
من مرده و دوست در نازم
افتاد بہ صغفہ تحبلی
گردند و کون مدح خوانم
این نقش وجود بر تراشم
ہاں اللہ گوئے تا بجوشم

از من سبق سداق خواندن
در پیش تو مرگ زندگانی است
کز چی علی الصلاۃ نہ می ہراسم
ہم خود بہ صلاۃ من بیوئی
ریشک ہمہ زندگان عالم
بجان اللہ بخود بسنازم
گویم و ہوالذی لیصلی
قد افلح ابی ثائم
بجیرے اذال شتودہ باشم
اینک چو صدق تمام گوشم

۵۰ در راہ اللہ ار شوم نیست
در چشم من آل الف عظیم است
من یکدم سرد تمام دارم

حاجت بساع اکبرم نیست
دانم کہ صراط مستقیم است
یک رشحہ حیات کام دارم

از رشحہ کفایت این کار
 چوں در نگری غرض تمام است
 گز رشحہ رسد بہ تشنه کاسے
 زنی عظیم مقام در ویش
 دریائے ازل بسے شگفت است
 ای بس کہ مثلہ نقابت
 من حنر قہ عاتقے در یدم
 از قید تفکر م چه حاصل ۴۰
 من بیچراں ہمسہ گمانم
 ہر چند کہ خلق ناشناس است
 استادم و دانشم کتایم
 طفلم کہ نخوردہ شیر مادر
 بگزشتہ ہنوز پیش سلطان
 گنام و کار جسدہ خام است
 نامے نہ کزو مرا بخوانند
 اینجا سر عقل می خورد سنگ
 تاریخ یکے چو شد نمودار ۴۰
 افتادہ بہ بحر و بر طلاطم
 چوں صبح رسید آمد شب
 چوں ماہ تمام منشرح صدر
 بانور محبت حیدرائی
 بانود جہت کمال سدرہ
 در عین شب آفتاب برخواست

چوں من بروم چه کم چه بسیار
 سر رشتہ رشحہ ہم بحسام است
 سیرابی دوست ہم نہ جامے
 عالی است ز حرف اندک و بیش
 سبحانک ثبت این چه حرف است
 سر رشتہ عقل ستود بابت
 ایمان عسدی گز یدم
 آن خواجہ بس است عقل کامل
 تحقیق رو چہیں کہ دانم
 گویند کہ عاقلست و داناست
 دانی کہ من از کدام با ہم
 افتادہ بہاں بجاک و خوں در
 دارم دلکے تمام افعال
 بسم اللہ نام من کدام است
 نامے کہ مرا ز من رہانند
 ہاں خامر بہ اصل قصہ زن چنگ
 ہنگام تولد و گر آرد
 ماہ رجب و پگاہ ششم
 چوں روز ز روشنی لبالب
 در ظلمت شب چو ساعت قدر
 در آخر رفتد بے نوائی
 خورشید پئے تہجد آمد
 تا صبح پسین شباب برخواست

آل شب در معرفت کشوند
خورشید به اختجاب خود در
از ششده سپد راغ بسیار
در دیده شپسراں چو کم زاد ۸۰
چون سر کشد آفتاب بر من
آل تیره به شکر من گم
خور نیز حجاب نور دارد
گر پرده زر و سونے خود کشاید
یارب که طلسم خود کشتائی
خود را بنظ نام خود گزارد
چندی هم آفتاب رنستند
این قطره هم از شمار ایشان
باشد کامم از و بر آید
بس تشنه و بس خرابم ای دوست ۹۰
هر جا که ترشح تو بینم
اے بحر طلب بکام من شو
من حجام چیر می کنم گدایم
اکنون دهنم کشاده بهتر

تمثال طلسم خود نمودند
کردند ستارگان بر وی سر
این عرصه تیره شد نمودار
و حدت پس این دو کثرت افتاد
افتاده نه تیره و نه روشن
روشن به حجاب اجتناب کم
در پرده چنپس ظهور داد
خود نیز با جتبا در آید
این طغلاک را با و نمائی
چون غنجل زوانه سر بر آرد
در بحر تو چون حباب رفتند
در موج خود شش کمن پریشان
چون بینش از تو یادم آید
در حسرت بکدم آیم ای دوست
در العطش آیم و تشنیم
امروزیکه بحجام من شو
مشتاق توام دهن کشایم
بحر سخن ایستاده بهسته

زین گفت و شنود حاصل نیست

جیراں و خموش باید مزیت

قطعه اول

از سانی نامه و دوم از تاریخ نجات

این صوت تو عرش آشیانست ۱۹ اسرار عجب در دهنان است

- ۲۰ نہ بار کفن نہ تیس در قنار
 ۲۱ اول شد مش مقام ویدار
 ۲۲ ایمان برہنہ بادہ تو
 ۲۳ شد دوس دل کشادہ تو
 ۲۴ دوزخ صفتی کہ از تو دور است
 ۲۵ سبحان اللہ عجیب صور است
 ۲۶ من گرچہ کہ آتشیں و ماختم
 ۲۷ از نکبت تو شکفتہ باختم
 ۲۸ اے زاهد حنام طبع بیکار
 ۲۹ خود را گرد و جرعہ می دار
 ۳۰ در پائے طبیعت خرامت
 ۳۱ یک قطرہ ز دروے تمامت

تاریخ تولد بر خوردار خواجہ عبد اللہ و خواجہ محمد عبد اللہ کہ در یک سال منول شدند

- ۱ در باغ طراوت جوانی
 ۲ بے برگ گزشتت زندگانی
 ۳ ہرگز نشمیدہ بوئے مندر زند
 ۴ بودم سروے بیابانہ خورسند
 ۵ در شاخہ کمترین عنلاے
 ۶ شد بندہ یکے بزرگ نامے
 ۷ دین نام نجستہ و ملک زاد
 ۸ انشاء اللہ شفیع من با و
 ۹ بر درگہ خواجہ ام رساند
 ۱۰ گوید ز من آل سخن کہ داند
 ۱۱ گوید کہ دست کارم آگاہ
 ۱۲ او مفلس و من حنڈینہ شاہ
 ۱۳

تاریخ تولد بر خوردار خواجہ محمد و واسمہ خواجہ محمد عبد اللہ سلمہ

- ۱ گل شکرے بو ابجد دست داد
 ۲ شکر ہندی گل ترک زاد
 ۳ بلکہ ز کشمیر گل ز عنبر ال
 ۴ شد شکر آلودہ ہند و نال
 ۵ شاخ گل از بارغ و لایت ستافت
 ۶ از قند ہند شکر آب یافت
 ۷ شاخ بناتے شد انیں طرف فن
 ۸ انبتہ اللہ نباتات حسن
 ۹ بلکہ نہالے است بروں از جہات
 ۱۰ آمدہ در عرصہ این شاہ مات
 ۱۱ گرچہ فرورفتہ دریں نیک ہمد
 ۱۲ بار و راست از اثر قرب ہمد
 ۱۳ آمدہ پس در نیم این تیسرہ خم
 ۱۴ ماہ رجب بود و صبح ششم

کردتلم سال ولادت رتسم
ہاں بشمار انچہ رتسم زوتسم

رابعیت مسئلہ الاحکام

- | | | |
|---|--|---|
| ۱ | سبحان اللہ زہے خدائے تعالیٰ
از نور لطافتش ضماؤ مشحون | عالی ز تصور و مستد از خیال
وز سرسرا بیش جہاں مالا مال |
| ۲ | گویند وجود کون کونست حصول
دائمد کہ دریں پر وہ لسان الغیب است | نورے بجز از کون نکو دست قبول
بر طبق قواعد است و بروقی اصول |
| ۳ | بشناس کہ کائنات رو در عدم اند
وین کون متعلق از خیال و وہم است | بل در عدم ایستادہ ثابت قدم اند
باقی بگی ظهور نور قدم اند |
| ۴ | بگر کرہ دروں بیدوش نور
بابندہ انواع ظهورش باطن | در دے ز عجبگی بصد نوع ظهور
واں ظاہر و پرودہ وحدت مستور |
| ۵ | تکوین دو کون را حسلا و روادہ
حادث شدہ نسبتہ دروں ابیرن | دانی کہ در عدم چساں بکشادہ
در بیرون عکس آں عکوس افتادہ |
| ۶ | اصورت و حق آئینہ عکس ناست
ہر صورت در غمور شرط و گریست | این است نتیجتے کہ حق را با ما است
این نسبت اسباب ازین و پیداست |

- ۷
 آں کسب کہ نزد ما گشته عیاں
 حق موجود است و قادر مطلق است
- ۸
 حادث کہنا باشد بدو آں پابنده
 سبحان اللہ ہے خیال باطل
- ۹
 آنجا کہ حق است جملگی بے سبب است
 کیسے کہ وجود او بجز وہی نیست
- ۱۰
 ہر صورت علمیہ کہ ہستش گوئی
 معلوم کہ اصل است وجود علم است
- ۱۱
 ممکن کہ خود در حدیثش بکشد
 اود ہستی و ہستی اندر و سے بود
- ۱۲
 از صفائی و لطافت جام
 ہمہ جام است و نیست گوئی
- ۱۳
 این صورت علمیہ کہ در جلوہ گرست
 ادراک مرکب است و مرا خود است
- ۱۴
 در علم و دوجہ است بے شبہ و ریب
 یکے چہ بہ شاہد است یکے چہ بے عیب
- ۷
 در مذہب اہل حق جز این ہیچہاں
 وین مشیت خیال جملہ وہم است و گما
- ۸
 تاثیر کنند بہ حادث آئندہ
 این است وجہی حدش ز آئندہ
- ۹
 از کن فیکون جز این روش میں عجب است
 نسبت یعنی ار کند کسے بے ادب است
- ۱۰
 ناں ہست کہ بولے اصل از وی ہوئی
 جہل است اگر جز این روش میوئی
- ۱۱
 در بد و نظریہ ہستیش فتوی داد
 بے چارہ بہ اشتباہ نامے بہناد
- ۱۲
 در ہم آیمخت رنگ جام و مدام
 یا مدام است نیست گوئی جام
- ۱۳
 از خال و خطش جمال مقصود برست
 در و سے ہمہ چشم بودن از بے لہرست

در وجه غیبی نشان است ز غیب

در وجه شاہد ہمہ رنگ است و تیز

۱۵

در ساحت او آرد نہ این آواز نہ آن
تحصیل نمود کیں محال است عیاں

ابن علم بسیط بے تمیز است و نشان
چوں حاصل نازہ نداد نہ تو اں

۱۶

استہلاکے کہ از تصور پاک است
آینجا چہ عقل دانش و ادراک است

از حضرت ذات بہرہ استہلاک است
آں معرفت است نامش ادراک بسیط

۱۷

ہر جا ہستی است دارد آینجا ما و ا
ظاہر شدہ جنت عروس و شد تنہا

ادراک بسیط موطن محو و فنا
ابن است تفاوت کہ درین موطن قدس

۱۸

ہر چند کہ ہست ہست دانش خالی
ابن ہست نتیجہ علوم حسالی

ہنگام شعور ازین ہست تمام عالی
در پردہ نود یک ظہور سے دارد

۱۹

ہر لحظہ نیست در تمام ادراک
تا یافت شود نتیجہ استہلاک

لیکن باید کہ نور آں باطن پاک
در دیدہ ہمیں کون حصولی ماند

۲۰

کز کوی حقیقت نشود آوارہ
کون است حصول دردش بیارہ

یارب چہ کلا پیٹنے بے چارہ
ہستی بہ کمال قرب از دستور است

۲۱

ز نہار طلب مکن کہ مشکل یابی
در شکر چنین مشو کہ باطل یابی

خواہی کہ جمال غیب در دل یابی
در ذات حس و فکر آمد باطل

- ۲۲ خواہی حق را به غیب منظر بینی
می کوش که بے صورت تحقیق را
- ۲۳ بنشین که حال است که دیگر بینی
در منظر مویوم مصور بینی
- ۲۴ حق نقطه جوالہ جہاں دائرہ واں
آں دائرہ صورت علوم نقطہ است
- ۲۵ گر نقطہ جوالہ بود ذات نقطہ
مگر دو چو جہاں کہ تجلہ مرآة حق است
- ۲۶ بے دائرہ آں نقطہ نیامد بہ میاں
واں نقطہ درو بہ جلوہ گشتہ عیاں
- ۲۷ در فقط عروض دائرہ شد مشہود
ایمان ہمہ عارض اند معروض وجود
- ۲۸ در باطن علمش نہ بود بیخ اثر
بیروں کشد از دائرہ و از خط سر
- ۲۹ ہاں تا کنی غلط کہ از کم وافی
ظاہر بدنے کہ بے خیال روحش
- ۳۰ ہر جا ہستی است از بنا است جواد
ہستی چو بذات خود علیم است وقید
- ۳۱ روحے است کہ قادر برید و انا است
- ۳۲ در ہر شکلے کہ رنگ ہستی پیدا است

در ظاہر علم ازین صفتها یکتا است

لیکن ہر یک پٹے ترود گشتند

۳۰

چون نقطہ کہ دائرہ دارد مشکن
منظر بجز از چنگ در ظاہر زن

حق روح جہاں انفس و آفاق بدن
ظاہر دروے ہمہ صفا نقطہ است

۳۱

واں لیس کمنکہ در و خیمہ زن است
گلہ سے فضل است کہ او پس قرن است

این ظاہرے مثل بساں بدن است
روح است بہ اعتبار اطلاق وجود

۳۲

آن لیس کمنکہ سمیع است و بصیر
آن حجلہ غنی است و ماسوی حجلہ فقیر

ہم پیرنگ است یار و ہم رنگ پزیر
این سمع و بصر جز این ندارد و گرے

۳۳

از طقی و سمع صاحب چیل عجب است
در باطن خود تمام آیات رب است

تنزیہ فقط ز علم سوادب است
در ظاہر آیات بسے تشبیہ است

۳۴

و اگر تنزلات تو جہیش نیست
سہل است و روز اگر چہ تنہیش نیست

تشبیہ را کہ بے تنزیہیش نیست
این نکتہ ز قلم شرابا بد

۳۵

وین مشقت جہاں سیر سیرا بود است
و انگاہ نظر رہ کن کہ حق موجود است

چون ظاہر علم پرودہ مقصود است
از نقش و رسمے بنقش گریز

۳۶

شد ظاہر و باطن تو در کار نقوش
گاساں شودت شکست بازا نقوش

ہر حق تو نہر نیست ز انہار نقوش
بر نیز و جمال نقشبندی بطلب

۳۷

ز آل لوح وجود نسخہ برداری
ز مہار کہ دل بہ تر جہاں نہ سپاری

چوں نقش نہادہ رخ نہ بے نقش آری
نور بیزنگ تر جانش گرو

۳۸

بس راز نہفتہ را غشا ز شود
و انگبے انکشاف ہر راز شود

آں بے رنگے چو پر تو انداز شود
ہر جانوریست بر کشد حبلہ بخود

۳۹

گرد و دود جہاں ز تر جہاں ملامت
گوش از ہمہ جانب شنود بانگ تعال

گویند کہ چوں رسد تلی بہ کمال
چشم از ہمہ سوسرمدہ مازاغ کشد

۴۰

واجب بہ جلوہ گاہ حیاں نہادہ گام
بر لوح صورت آمدہ مشہود خاص و عام

مکن ز تنگناے عدم ناکشیدہ کام
در جبرتم کہ ایں بہ نقش غریب حسیت

۴۱

ایں است تمام کنت مشقہ مشنو
بنشین و بہ ہر طرف مشورنگے دو

اے گشتہ بہر نمود بیہودہ گرو
در تست نمود کہ بس بے طرف است

۴۲

حرف انا گوئی را خطے بر سر کش
یعنی کہ نگار نیستی در بر کش

یک لحظہ سے بہ جیب سنی در کش
گرد رہی بہ نامرادی خو کن

۴۳

وین روشنی از نور تمام فقر است
کاں راہ ز سرحد تمام فقر است

ایں سکہ کہ من ز دم بنام فقر است
برخیز رہ خواجہ احوار بگیر

۴۴

خامش شدہ خامہ و دہن بستہ دوا

آمد چو ز باغی بہ چار از عشرات

ماہم سخنے را کہ بہ شش گفتم
کردیم تمام بر محمد صلوات

۲۵

اندیشہ چو اربعین خود بود بسر
در تفرقه اش چو اہل طاہرہ منکر
ہر چند کہ ہست کل یوم فی شان
در ہر شانے زبانی نشان دادہ خبر

۲۶

اے خواجہ درین نامہ بسے اسرار است
فہمش ز مقید خود دشوار است
از کون و مکان مقیدانش فرزند
مجموعہ ما سلسلۃ الاحرار است

۲۷

در راہ خدا جملہ ادب باید بود
تا جاں باقی است رطلب باید بود
دریا دریا اگر بہ کامت ریزند
گم باید کرد و خشک لب باید بود

۲۸

بدست من امشب چو بسا راست است
غم بچو بلال لاغرو کا ست است
اے صبح بروں مہیا کہ ترکان مستند
وے شب نشین کہ فتنہ بر خاست است

۲۹

صحرانشین ز سیل حذر کن کہ آستین
تزمی کنم بہ گریہ و افشردہ می روم
آں گلبنم بہ باغ تو کز یک نسیم لطیف
نشگفتہ ام ہنوز کہ پڑ مردہ می روم

فردا

از تو اے پیرنگ با چندین صور
ہم شبہ ہم منندہ خیرہ سر

من از محیط محبت نشان سچی دیدم
کہ استخوان عزیزاں بہ ساحل فنا دست

می گزشتم ز غنم آسوده که ناگزینم ۳ عالم آشوب نگاہی سر برآیم گرفت

بغیر آنکه به روز سیاه خود گریه و گرز دیده باقی چه کار می آید

مندرجه ذیل تین رباعیاں اور چار فرد کے متعلق صحیح طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ آپ کی ہیں یا کسی اور کی ہیں۔ اس سلسلہ میں تحقیق کرنی ضروری ہے۔

۱
آنجا کہ کمال کبریاے تو بود
عالم نئے از بحر عطایے تو بود
مارا چه حسد و دشنامے تو بود
ہم حمد و ثنایم نہ سزایے تو بود

۲
من کیستم اندر چه شمارم چه کسم
باہر بیٹے سگانش باشد ہوسم
در قافلہ کہ اوست دائم نہ رسم
این بس کہ رسد ز دور با کس ہوسم

۳
جانا بقمار خانہ زندے چند اند
بامروم کم عیار کم پیوندند
زندے چند اند کس نہ داند چند اند
بر نسبیہ و نقد ہر دو عالم خمندند

گاہ خورشید گے در پاشوی ۱ گاہ کوہ قاف و گہ عنقا شوی

تو نہ آں باشی نہ این روایت خویش ۲ اے بروں از وہم باوریش پیش

ما کیتم اندر ہساں پیچ پیچ ۳ چوں الفت او خود ندارد پیچ پیچ

در یگانگت نہ دستم ہی پنداشتم دالم ۴ ازین پندار گوناگون زین انش پشیمانم

**Get more e-books from www.ketabton.com
Ketabton.com: The Digital Library**